Karamatullah
E.T.C. 65-Ferozepur Rd
LHR.
مگرمچھ کی تلاش
مصنف — مکی اسپلین
مترجم — ایف. ایم. صدیقی
قیمت 5-00
سیریز راولپنڈی
Pakistanipoint
Learning Point

پہلی بار ــــــ اگست ۱۹۷۶ء

شمارہ نمبر ــــــ

طابع ــــــ شاداب پرنٹنگ پریس راولپنڈی

ناشر ــــــ ملک غلام محمد

(سول ایجنٹ)

کتاب گھر اقبال روڈ راولپنڈی (پاکستان)

ابتدائیہ

اس سے پہلے کامران سیریز میں مکی اسپلین کے ایک ناول کا ترجمہ "خوفناک سانپ" شائع ہوا تھا۔ جسے قارئین نے پسند کیا اور فرمائش کی کہ اس مصنف کے مزید ناولوں کے ترجمے شائع کئے جائیں مگر مجھے اس مصنف کا کوئی دلچسپ ناول دستیاب نہیں ہوا اور نہ ہی کامران سیریز کے مترجم حضرات نے اس طرف توجہ دی۔ بہر حال اب الیف ایم صدیقی صاحب نے مکی اسپلین کے ایک دلچسپ ناول کا ترجمہ پیش کیا ہے جسے آپ یقیناً پسند کریں گے۔ الیف ایم صدیقی صاحب کے کئی ترجمے کامران سیریز میں چھپ چکے ہیں ان کے ترجمہ کا انداز منفرد ہے۔ یہ نہ صرف ترجمہ میں کوئی غیر مانوس اور ثقیل الفاظ استعمال نہیں کرتے بلکہ ان کی تحریر میں اس قدر روانی ہوتی ہے کہ ترجمہ کی بجائے طبع زاد معلوم ہوتی ہے۔ امید ہے قارئین مگرمچھ کی تلاش بھی پسند فرمادیں گے۔

ایم غلام محمد

کامران سیریز کی ۱۱۹ ویں پیشکش

پتھر کی موت

مصنف۔ جیمس ہیڈلے چیز ✿ مترجم۔ طاہر رانا

- ایک سفاک اور درندہ صفت قاتل کی داستان جس کے سینے میں دل نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔

- وہ اپنے باس نیلسن کو قتل کرنے کے بعد ایک قصبے میں داخل ہوا تو وہاں کے مکینوں کے لئے عذاب بن گیا۔

- اس نے قصبے کے مقبول باکسر فرینکس کو دھمکی دی کہ اگر وہ اپنے حریف کے مقابلے میں چھٹے راؤنڈ میں زمین بوس نہ ہوا تو وہ اسے بھیانک موت سے دوچار ہونا پڑے گا۔ لیکن جب مقابلہ شروع ہوا تو۔۔۔؟ پھر ایک دن ذرا سی بات پر وہ خونی بھیڑیئے کی طرح بپھر اٹھا اور قصبے کا بارسوخ بوڑھا جج ہوگن اس کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر گیا قتل کرنے کے بعد وہ بوڑھے کے پارٹنر نک جیرنی اور اس کی خوبصورت لڑکی مائرہ ہوگن کے ساتھ ایک جنگل میں جا چھپا۔ اور پھر جنگل میں ایک شیطانی کھیل کا آغاز ہوگیا۔

- نک جیرنی مائرہ کو دل دے بیٹھا تھا۔ ان دونوں نے مل کر سنگدل قاتل ڈلن کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا مگر۔۔۔؟ لڑائی مار کٹائی اور ڈاکہ زنی کے واقعات سے بھرپور اور انوکھی محبت، انوکھی نفرت، حسد اور رقابت کے جذبات پر مبنی یہ کہانی بھی جیمس ہیڈلے چیز ہی کے قلم کا شہ پارہ ہے۔ جسے آپ کافی عرصہ تک بھلا نہ سکیں گے

۱

موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے آسمان پھٹ پڑا ہو۔ بار کی کھڑکیوں کے شیشوں پر پانی کی خاصی موٹی تہہ بہہ رہی تھی۔ گاہکوں کی بھیڑ بھاڑ بارش کی وجہ سے کچھ اور بھی بڑھ گئی تھی۔ ایک گوشے میں دو شخص کھڑے آپس میں تکرار کر رہے تھے۔ وہ غالباً کچھ زیادہ ہی پی گئے تھے۔ ابھی ان کی تکرار جاری ہی تھی کہ ایک لڑکی دروازے سے اندر داخل ہوئی اور اسی طرف کو ہولی۔ دونوں نے تکرار بند کر کے توصیفی انداز میں لڑکی کو دیکھا کیونکہ لڑکی پرشباب اور قبول صورت تھی۔

ان دونوں میں سے ایک مسکراتے ہوئے آگے بڑھا اور لڑکی کو بازو سے پکڑ کر ڈانس فلور پر لے گیا۔ وہ دونوں کئی منٹ تک اوٹ پٹانگ رقص کرتے رہے اس کے بعد لڑکی نے اسے چھوڑ دیا اور مسکراتے ہوئے میری طرف بڑھی۔ میں سب سے الگ تھلگ دور پیچھے سگریٹ مشین کے قریب خالی میز پر بیٹھا ہوا بیئر پی رہا تھا۔ وہ کولہے مٹکاتی نہیں بلکہ گھماتی ہوئی آئی اور قریب آ کر بولی۔

"نو آمدہ معلوم ہوتے ہو؟"

"نہیں۔ میں یہاں چھ بجے سے بیٹھا ہوا ہوں۔" میں نے بے توجہی سے جواب دیا۔

"میرے لئے بھی کچھ منگواؤ۔" اس نے پلا پر والی کرسی پر بیٹھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ کس خوشی میں؟" میں نے خشک اور طنزیہ لہجے میں سوال کیا۔

"کیا اکثر شریف مرد خواتین کو اپنی جیب سے نہیں پلاتے؟" اس نے میرے انکار اور لہجے سے متعجب ہو کر پوچھا۔

"ضرور پلاتے ہوں گے۔ لیکن نہ میں شریف آدمی ہوں اور نہ تم کوئی شریف خاتون ہو!"

"بہرحال اس وقت تو کچھ نہ کچھ پلانا ہی پڑے گا۔" وہ بھی ایک ہی ڈھیٹ معلوم ہوتی تھی چنانچہ میں نے بادل ناخواستہ ایک جام کا آرڈر دے دیا۔

"بڑے ہی بد مزاج اور چمڑ چڑے معلوم ہوتے ہو۔" اس نے چسکی لینے کے بعد کہا۔

"معلوم ہوتا ہے شائستگی تمہارے قریب سے بھی نہیں بھٹکی۔ بہرکیف اگر چاہو تو میرے سامنے چل کر اپنے چند لمحات رنگین بنا سکتے ہو۔"

"جاؤ بی بی کہیں اور جا کر قسمت آزماؤ۔ میں عورتوں کا کچھ زیادہ شوقین نہیں ہوں۔" وہ سمجھ گئی کہ اس کی دال نہیں گلے گی۔ چنانچہ جام ختم کر کے برا سا منہ بناتی ہوئی اٹھی اور دائیں طرف تنہا بیٹھے ادھیڑ عمر شخص کے پاس جا بیٹھی۔ آخر کار وہ کامیاب ہی ہوئی اور اسے لے کر چلی گئی۔ بارش تھی کہ رکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ میں تیسرا جام ختم کر کے چوتھے کا آرڈر دے چکا تھا اور محسوس ہو رہا تھا کہ کچھ زیادہ ہی پی گیا ہوں۔ چند منٹ ہی گذرے تھے کہ دور بائیں طرف دو شخص آپس میں الجھ پڑے اور دست و گریباں ہو گئے۔ بیشتر گاہک اپنی جگہ سے اٹھ کر ادھر کو ہو لئے اور اس جگہ خاصا جمگھٹا ہو گیا۔ گندی گالیوں اور تیز تیز بولنے سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ بارٹنڈر انہیں خاموش کرانے اور جھگڑا ختم کرانے کی بہتیری کوشش کر رہا تھا۔ لیکن گرما گرمی تھی کہ بڑھتی

ہی جا رہی تھی۔

میں بھی ادھر جانے کے ارادے سے اٹھنے ہی والا تھا کہ اسی وقت بیرونی دروازہ کھلا اور ایک شخص اندر داخل ہوا۔ اس کے بدن پر صرف ایک قمیض تھی۔ جو بارش سے شرابور تھی۔ اور جسم سے چپک کر رہ گئی تھی۔ اس کی بغل میں ایک بنڈل سا دبا ہوا تھا جسے اس نے بڑی احتیاط سے اپنے کوٹ سے ڈھانپ رکھا تھا۔ اندر داخل ہو کر اس نے پہلے تو ادھر ادھر دیکھا پھر ایک خالی بوتھ کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی چال ڈھال اور اضطراب سے وہ سخت خوفزدہ معلوم ہو رہا تھا۔ بغیر دروازے کی بوتھ میں جا کر اس نے بنڈل کو کرسی پر رکھ دیا اور الٹے پیروں چل کر بارٹنڈر سے جام طلب کیا۔ ایک جام تو وہ وہیں کھڑے کھڑے چڑھا گیا اور دوسرا لیکر واپس بوتھ میں آ بیٹھا۔ گاہکوں میں سے کسی کی بھی توجہ اس کی طرف نہیں تھی۔

دوسری کرسی پر بیٹھتے ہوئے جام کو اس نے میز پر ٹکا دیا اور بنڈل پر سے کوٹ اٹھا کر غور سے دیکھنے لگا۔

" اف خدایا۔" میں دل ہی دل میں بڑبڑایا۔ وہ جسے میں کوئی بنڈل سمجھ رہا تھا۔ بنڈل نہیں بلکہ گوشت پوست کا خوبصورت سا بچہ تھا۔ بچہ گہری نیند سو یا ہوا تھا۔ اس کی عمر یہی کوئی ایک برس کے قریب معلوم ہوتی تھی۔ میں حیران تھا۔ کہ وہ کتنا عجیب آدمی ہے جو اس موسلا دھار بارش اور ٹھنڈ میں معصوم بچے کو اٹھائے پھر رہا ہے۔

میری نظریں بدستور اسی طرف جمی ہوئی تھیں اس کے گھسے پٹے کپڑوں سے صاف ظاہر تھا کہ خوشحالی کا دور اسکے قریب بھی نہیں گذرا تھا اس کا ناتواں جسم اور زرد

چہرہ فاقہ مستی کا غماز تھا۔ میرے بچے کو دیکھتے ہی اس کے آنسو بہنے لگے۔ اور دوسرے ہی منٹ وہ آہستہ آہستہ اور دبی دبی ہلکیاں لے لے کر رونے لگا۔ وہ بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اور اس کے گالوں کو چومتے ہوئے برابر روئے چلا جا رہا تھا۔ اس کی ہلکیوں کی آواز اتنی آہستہ تھی کہ ذرا بھی سنائی نہیں دے رہی تھی۔ لیکن اس کے پھولتے سکڑتے سینے سے صاف ظاہر تھا کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہا ہے۔

اسے یوں بری طرح روتے دیکھ کر مجھے اپنے مشروب کا ذائقہ تلخ محسوس ہونے لگا۔ چنانچہ میں نے جام رکھ دیا اور سگرٹ مشین کی طرف جھک کر سگرٹ کے پیکٹ کے لئے ایک سکہ نکال کر مشین میں ڈالا۔ پیکٹ اٹھا کر میں نے دوبارہ اس طرف نظریں گھمائیں تو دیکھا کہ وہ شخص اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اور حسرت بھری نظروں سے بچے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر دوسرے ہی منٹ جھک کر اس نے بچے کی پیشانی کو چوما اور اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر بڑی تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ پھر ایک ہی جھٹکے سے دروازہ کھول کر موسلا دھار بارش میں باہر نکل گیا۔ بچے کو اس نے وہیں چھوڑ دیا تھا۔

میں ایک دم اٹھ کھڑا ہوا اور دس سیکنڈ تک فرط حیرت سے دروازے کی طرف تکتا رہا۔ پھر آؤ دیکھا نہ تاؤ قریباً دوڑتا ہوا دروازے سے نکل گیا میرے پیچھے کوئی چیخا کہ دروازہ تو بند کرتے جاؤ لیکن مجھے اتنی فرصت کہاں تھی۔ سامنے نظر ڈالی تو اسٹریٹ لائٹ کی دھندلی روشنی میں مجھے اس کا تاریک سا سایہ دکھائی دیا۔ وہ موسلا دھار بارش کی پرواہ کئے بغیر تیز تیز قدموں سے سڑک کے اس طرف چلا جا رہا تھا۔ میں ابھی چند قدم ہی آگے گیا ہوں گا۔ کہ بائیں طرف سے ایک

تیز رفتار سیڈان کار آئی اور چیختے بریکوں کے ساتھ اس کے قریب آہستہ ہو گئی اچانک کار میں سے بیک وقت کئی فائر ہوئے ایک گولی میرے قریب ہی آکر سڑک پر لگی۔ دوسرے ہی لمحہ وہ دھندلا انسانی سایہ منہ کے بل سڑک پر آ رہا۔ اسی وقت بیوک سیڈان کا عقبی دروازہ کھلا اور ایک شخص تیزی سے نکل کر لاش پر جھک گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے وہ اس کی جیبیں ٹٹول رہا تھا۔

لعنت ہو مجھ پر۔ یہ سب کچھ میری نظروں کے سامنے ہو رہا تھا۔ میرا خون کھول اٹھا اور دوسرے ہی سیکنڈ اعشاریہ پینتالیس ہولسٹر سے نکل کر ہاتھ میں آ گیا۔ ناکافی روشنی اور فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے پہلا نشانہ چوک گیا۔ لیکن اتنا ضرور ہوا کہ قاتلوں کے ہاتھ پیر پھول گئے۔

"جلدی کرو۔ احمق کہیں کے۔" کار میں بیٹھا شخص بلند آواز سے بولا۔

اعشاریہ پینتالیس کے فائر نے دونوں کی سٹی گم کر دی تھی۔ لاش پر جھکا شخص تیزی سے گھوما اور کار کی طرف دوڑا۔ ابھی وہ دروازہ بھی نہ کھول پایا تھا۔ کہ میری دوسری گولی نے اس کا گھٹنا اڑا دیا اور وہ شدت تکلیف سے بلبلاتے ہوئے دھڑام سے سڑک پر آ رہا۔ کار کے ڈرائیور نے اسے گرتے دیکھ کر بڑی تیزی سے کار کو گھمایا۔ میں ابھی سمجھ بھی نہ پایا تھا۔ کہ اس کا کیا ارادہ ہے کہ اس نے کار اپنے گرے ہوئے ساتھی پر چڑھا دی۔ اور اس کے جسم کا قیمہ بناتے ہوئے دائیں طرف چلا گیا۔ میں کار کے پیچھے گولیاں برساتا رہا۔ حتیٰ کہ پستول خالی ہو گیا۔

دوسرے ہی منٹ میں اس غریب کی لاش کے قریب بت بنا کھڑا تھا۔ جو

ابھی چند منٹ پہلے اپنے معصوم بچے کو بار میں بے یار و مددگار چھوڑ آیا تھا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ اب اس کی تمام پریشانیاں ختم ہو چکی تھیں اور دنیا دی تفکرات سے ہمیشہ کے لئے نجات پا چکا تھا۔

میں نے جیب سے پیکٹ نکال کر ایک سگرٹ جلایا اور ہلکے ہلکے کش لگاتے ہوئے مختلف امکانات کے متعلق سوچنے لگا۔ ابھی ایک منٹ ہی گذرا ہوگا۔ کہ سڑک کے دونوں طرف سے پولیس گاڑیوں کے سائرن کی چنگھاڑ سنائی دی۔ اور دوسرے ہی منٹ کئی پولیس کاریں جائے واردات کے قریب آکر رک گئیں۔ بیک وقت کئی پولیس والے گاڑیوں سے نکل کر تیزی سے میری طرف بڑھے۔ جو سب سے آگے تھا اس کے ہاتھ میں پستول تھا۔ جس کی نالی کا رخ میرے پیٹ کی طرف تھا۔

"کون ہو تم؟" اس نے پر رعب لہجے میں کہا۔

"چشم دید گواہ" میں نے سگرٹ سے لاش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا۔

وہ پھرتی سے آگے بڑھا اور جسم پر ہاتھ پھیرتے ہوئے ہولسٹر سے میرا اعشاریہ پینتالیس نکال لیا۔ پھر ناک کے قریب لیجا کر اسے سونگھا۔ وہ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ میں جلدی سے بول پڑا۔ "میری اندرونی جیب میں بھی کوئی چیز موجود ہے وہ بھی نکال کر دیکھ لو۔"

اس نے کینہ توز نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اور میرا چرمی بٹوہ نکال کر میرے سٹین کے بنے بیج کو غور سے دیکھنے لگا۔ اس کے بعد بٹوے میں ہی رکھے ڈرائیونگ لائسنس کو دیکھتے ہوئے بولا۔ "ہوں۔۔۔ تو تم

پرائیویٹ انویسٹی گیٹر مائیکل ہیمر ہو۔"

"بالکل یہی بات ہے۔" میں نے کسی قدر بے نیازی سے جواب دیا۔

اس نے میرا پستول اور بٹوہ واپس کر دیا اور ساتھ ہی بولا۔ "یہ سب کچھ کس طرح ہوا؟"

"یہ شخص۔" میں نے لاش کی طرف اشارہ کیا۔ "ابھی کچھ دیر پہلے اس سامنے والی بار میں داخل ہوا تھا۔ میں بھی اندر ہی تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ انتہائی خوفزدہ تھا۔ بار میں اس نے دو جام پیئے اور قریباً دوڑتا ہوا باہر نکل آیا۔ تجسس کی وجہ سے میں بھی باہر آگیا۔ میں نے دیکھا کہ یہ شخص تیزی سے چلا جا رہا تھا۔ مگر اسی وقت ایک تیز رفتار بیوک سیڈان اس کے قریب آکر رکی اور اسے گولیوں سے چھلنی کر دیا۔ پھر اسی وقت ایک شخص کار میں سے نکلا اور اس کی جیبیں ٹٹولنے لگا۔ میں رہ نہ سکا۔ اور میں نے اسے پستول سے اس کی ٹانگ میں گولی مار دی۔ کار کے ڈرائیور نے جب اپنے ساتھی کو گرتے ہوئے دیکھا تو تیزی سے کار موڑی اور اپنے ساتھی کو کچلتا ہوا چلا گیا۔"

"ہوں .... اچھا تو تم آزادی سے فائرنگ کرتے رہے ہو؟" پستول کا رخ میرے سینے کی طرف موڑتے ہوئے اس نے غصے سے کہا۔ لیکن اسی وقت دوسرا پولیس والا آگے بڑھا اور اسے شانے سے پکڑ کر پیچھے ہٹاتے ہوئے بولا۔

"زیادہ تیزی مت دکھاؤ۔ میں اس شخص کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ بہتر ہوگا، کہ فوراً چیف کو بلا لو۔"

"لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ قتل خود اسی نے کیا ہو؟" پستول والا بولا

"اور ہو سکتا ہے کہ یہ سیڈان کی کہانی اس نے بعد میں گھڑ لی ہو۔"
جاؤ سڑک کے پار گلی میں ہوئی لاش پڑی ہے۔ اسے دیکھ کر تمہارا اطمینان
ہو جائے گا۔" میں نے دوسری طرف اشارہ کرتے ہوئے قدرے خفگی سے کہا۔
میرا جواب سن کر اس نے پستول ہولسٹر میں ڈال لیا۔ اور دوسری لاش دیکھنے
کے لئے چلا گیا۔

رات ایک بجے قریب ایک اور پولیس کار آکر رکی۔ اس کی پیشانی پر سرخ
بتی روشن تھی۔ کار کے رکتے ہی پولیس کیپٹن پیٹ چیمبرز باہر نکلا۔ اور لاش کی طرف
بڑھا۔ اسے دیکھتے ہی تمام پولیس والے اٹنشن ہو گئے۔ اس علاقے میں قتل کی واردات
کوئی اتنا اہم واقعہ نہیں تھا۔ اس کے علاوہ تیز بارش بھی ہو رہی تھی اس لئے نہ
راہ گیر تھے نہ تماشائی۔

"گڈ ایوننگ مسٹر چیمبرز۔" پستول بردار پولیس والے نے کہا۔
"ہیلو۔" چیمبرز نے کہا اور لاش پر جھک گیا۔ اس کے بعد اس نے دوسری لاش
کا معائنہ کیا۔ پھر پولیس والوں سے چند منٹ باتیں کرتا رہا۔
"ہیلو پیٹ۔" میں قریب پہنچ کر بولا۔
"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" اس نے تعجب سے میری طرف دیکھتے ہوئے
پوچھا۔ پھر اپنے پیچھے کھڑے دو تین سپاہیوں کو دیکھ کر بولا۔ "جاؤ۔ چلو اپنا کام
کرو۔" اور یہ سن کر وہ سب کئی قدم پیچھے ہٹ گئے۔
"پیٹ میں اس واردات کا چشم دید گواہ ہوں۔" میں دوسرا سگریٹ جلاتے

ہوئے بولا۔

"وہ تو میں پہلے ہی سن چکا ہوں۔ واقعات کی تفصیل کیا ہے؟"

"وہی جو ابھی ان لوگوں نے تمہیں بتائی ہے۔" میں نے دور کھڑے پولیس والوں کی طرف اشارہ کیا۔ "اس سے زیادہ مجھے خود بھی معلوم نہیں ہے۔"

"کیا تم کسی کیس پر کام کر رہے ہو؟"

"نہیں میں کسی کیس پر کام نہیں کر رہا۔"

"مگر اس کے باوجود تم موقع واردات پر موجود ہو۔" اس کا لہجہ طنزیہ تھا۔

"تم ان دونوں میں سے کسی کو جانتے ہو؟" میں نے سوال کیا۔

"نہیں۔ ان کی جیبوں سے کوئی ایسی چیز برآمد نہیں ہوئی جس سے معلوم ہو سکے۔ کہ وہ کون ہیں۔"

اسی وقت پولیس وین میں فوٹو گرافر، میڈیکل ایگزامنر اور دیگر عملہ پہنچ گیا اور اپنا کام شروع کر دیا۔ نصف گھنٹہ تک وہ اپنا کام کرتے رہے۔ میں دوسری لاش تک گیا اور ایک سرسری نگاہ ڈالی۔ بھاری کار کے پہیوں نے اسے پختہ سڑک پر پلاسٹر کر کے رکھ دیا تھا۔ اس کے چہرے پر درد و کرب کے علاوہ سخت حیرت کے تاثرات جامد ہو کر رہ گئے تھے۔ جبکہ تیز بارش نے تمام خون دھو کر بہا دیا تھا۔ اس کا قد درمیانہ اور عمر اندازاً پنتالیس برس معلوم ہوتی تھی۔ لباس قیمتی لیکن دائیں بوٹ کے تلے میں سوراخ تھا۔

مجھے دیکھ کر سپیٹ بھی وہیں پہنچ گیا اور غور سے لاش کو دیکھنے لگا۔ پولیس وین میں لگی فلش لائٹ کا رخ فوراً لاش کی طرف پھیر دیا گیا۔

"کیا تم اسے جانتے ہو؟" پیٹ نے مجھ سے پوچھا۔

"جانتا تو نہیں۔" میں بولا۔ "البتہ ایسا لگتا ہے جیسے اسے کہیں دیکھا ہے۔"

"میڈیکل ایگزامنر کہہ رہا تھا کہ وہ اسے جانتا ہے۔ بقول اس کے یہ شخص بارہ سال پہلے کورولینز کی عدالت میں کسی کیس میں بطور گواہ پیش ہوا تھا اور چارلی فالن کا گرگا ہے۔"

"مگر چارلی فالن تو پندرہ سال پہلے فطری موت مر چکا ہے؟" میرا لہجہ سوالیہ تھا۔ میں جانتا تھا کہ پندرہ برس پہلے جبکہ میں نے اپنا دفتر بنایا کھولا تھا چارلی فالن حرکت قلب بند ہونے سے مر گیا تھا۔ اس کے متعلق مجھے جو بھی کچھ معلوم ہوا تھا محض اخبارات سے معلوم ہوا تھا۔

"لعنت ہے ان پر" پیٹ نے حقارت سے کہا۔ "مر جاتے ہیں اور مصیبت ہمارے گلے ڈال جاتے ہیں۔ کیا یہ لوگ اپنا شناختی کارڈ بھی جیبوں میں نہیں رکھ سکتے۔ ادھر دوسری لاش کی جیبوں سے بھی کچھ برآمد نہیں ہوا۔ صرف چند سینٹ اور ایک چابی"

"غالباً اس کے پاس صرف ایک ہی ڈالر تھا۔" میں نے بارش سے بچنے کے لئے کالر کچھ اور اوپر چڑھاتے ہوئے کہا۔ "اس ایک ڈالر میں سے اس نے دو جام خرید کر پیئے اور باقی سینٹ بارٹنڈر سے لے کر جیب میں ڈال لئے جو اب برآمد ہوئے ہیں۔"

"چلو بار میں چل کر معلوم کرتے ہیں۔ ممکن ہے گاہکوں میں سے کوئی اسے جانتا ہو۔" پیٹ سڑک کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔ پھر اپنے عملے کو کچھ ہدایات دیں اور سڑک پار کر گیا۔ میں بھی اس کے پیچھے تھا۔

"پیٹ۔" میں اس کے ساتھ چلتے ہوئے پرخیال انداز میں بولا۔ "یہ کیسا

شہر ہے۔ انسانی جان کی کوئی قدر و قیمت ہی نہیں ہے۔ یہ دونوں شخص ابھی کچھ دیر پہلے چلتے پھرتے زندہ انسان تھے لیکن اب ان کی لاشیں بے گور و کفن سڑک پر یوں پڑی ہیں کہ کسی کو احساس تک نہیں ہے۔ پولیس بھی کیا کرتی ہے سوائے لاشوں کو اٹھا کر ٹھکانے لگانے کے، واردات ہونے سے پہلے اسے کچھ معلوم نہیں ہوتا اور جب واردات ہو جاتی ہے تو موقعہ واردات پر پہنچ کر تفتیش شروع کر دیتی ہے اس تفتیش سے قتل ہونے والوں یا ان کی بیواؤں اور یتیموں کو بھلا کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔"

پیٹ خاموشی سے سنتا رہا۔ اور جواب میں کچھ نہ بولا۔ وہ کہہ بھی کیا سکتا تھا۔ دو منٹ کے بعد ہم دونوں بار میں داخل ہو گئے۔ گاہکوں میں سے کسی کو کچھ بھی معلوم نہیں تھا۔ وہ تو پہلے ہی پی پلا کر رخصت ہو رہے تھے بار ٹنڈر صرف اتنا ہی بتا سکا کہ ایک شخص فائرنگ سے پہلے اندر آیا تھا اور دو جام پی کر پانچ منٹ کے بعد ہی بارش کے باوجود باہر نکل گیا تھا۔

بار ٹنڈر سے پوچھ گچھ کے بعد پیٹ میرے پاس آ گیا۔ میں اسی بوتھ میں بیٹھا تھا جس میں مقتول بچے کو چھوڑ گیا تھا۔ بچہ اسی طرح کرسی پر میٹھی نیند سو رہا تھا۔ اس بیچارے کو کیا معلوم تھا کہ وہ باپ کی شفقت سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو کر یتیم ہو گیا ہے۔ میرے جذبات مکمل مشتعل ہو رہے تھے۔ اور سوچ رہا تھا کہ یہ شہر غنڈوں بدمعاشوں اور دیگر گندے عناصر سے کب پاک ہوگا۔

"کیا بات ہے۔ یوں منہ سجائے کس لئے بیٹھے ہو؟" پیٹ میرے قریب آتے ہی بولا۔

میں نے کوٹ سے ڈھکے ہوئے بچے کو اٹھا کر سینے سے لگا لیا اور ساتھ ہی کوٹ ہٹا دیا بچہ اسی طرح میری چھاتی سے لگا سوتا رہا۔ بڑا ہی خوبصورت اور صحت مند بچہ تھا۔

"یہ بچہ کس کا ہے؟" پیٹ نے اپنا ہیٹ سر پہ ذرا سا پیچھے کھسکاتے ہوئے حیرت سے پوچھا۔

"اسی مقتول کا جو ابھی کچھ دیر پہلے اس بچے کو لے کر یہاں آیا تھا۔۔۔۔ پیٹ میں بیان نہیں کر سکتا کہ وہ کس طرح پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔ اور رہ رہ کر بچے کو پیار کر رہا تھا۔ پھر وہ اٹھا۔ جھک کر بچے کی پیشانی پر الوداعی بوسہ دیا اور تیزی سے باہر نکل گیا۔۔۔ پیٹ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اسے معلوم تھا کہ باہر موت کا فرشتہ اس کا منتظر ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ مقتول نے کیا گناہ کیا تھا۔ بہر حال قاتلوں نے اسے دائمی نیند سلا دیا ہے اور اب اس کی سزا یہ معصوم بچہ بھگتے گا۔"

"بہت جذباتی ہو رہے ہو مائی لک۔ اب اس بچہ کو کہاں لئے پھرو گے۔ بہتر ہے کہ فون کر کے کسی یتیم خانے کے حوالے کر دو۔"

"بہت خوب۔" میں نے زہر خند کے ساتھ کہا۔ "ایک ہی رات میں بچے کی زندگی میں کیا انقلاب آیا ہے۔ باپ قاتلوں کی بھینٹ چڑھ گیا اور بچہ یتیم خانے میں پلے گا۔"

"کون کہہ سکتا ہے کہ وہ اس کا باپ ہی تھا!" پیٹ نے سوال کیا۔

میں نے جیب سے پیکٹ نکالا اور ایک سگرٹ پیٹ کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا: "مجھے سو فیصد یقین ہے کہ وہ اس کا باپ تھا۔ باپ کے علاوہ کون مرد اس طرح پھوٹ پھوٹ کر رو سکتا ہے اور حسرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے پیار سے بچے کو چوم سکتا ہے۔۔۔۔ پیٹ اگر وہ منظر جو میں نے دیکھا ہے تم دیکھ لیتے تو

ہرگز یہ سوال نہ کرتے ۔"

"پھر تو اس کی ماں بھی کہیں نہ کہیں ضرور ہو گی ۔ مگر جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ مقتول کون تھا ہم اس کی ماں تک نہیں پہنچ سکتے ...... مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ کار ڈرائیور نے اپنے ہی ساتھی کو کچل کر کیوں ختم کر دیا ؟"

"اس لئے کہ میں نے ٹانگ میں گولی مار کر اسے سخت زخمی کر دیا تھا ۔ ڈرائیور نے جب اسے گرتے دیکھا تو اس کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ کار سے نکل کر اسے اٹھاتا اور کار میں ڈال کر لے جاتا کیونکہ میں سڑک کے دوسری طرف سے فائر کر رہا تھا ۔ اسے اپنی جان بھی تو عزیز تھی ۔ لیکن دوسری صورت میں اگر وہ اسے اسی حالت میں زندہ چھوڑ جاتا تو پولیس اس سے سب کچھ اگلوا لیتی اور وہ خود بھی نہیں بچ سکتا تھا ۔ لہٰذا حالات کے پیش نظر اس کے پاس ایک ہی راستہ تھا کہ اسے ہمیشہ کے لئے خاموش کر کے خود نکل جائے ۔ چنانچہ اس نے یہی کیا ۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے ۔ آؤ اب چلیں !"

"نہیں پیٹ تم جاؤ ۔ تمہیں ابھی بہت کچھ کرنا ہو گا ۔ میں بچے کو لئے لئے نہیں پھر سکتا اور نہ ہی اسے یتیم خانے کے حوالے کروں گا ...... جاؤ دوست تم جاؤ اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دو ۔"

میں نے آخری جملہ کچھ اس انداز میں کہا کہ پیٹ میرا ارادہ فوراً بھانپ گیا اور تشویش انگیز لہجے میں غور سے میرے چہرے کو دیکھتے ہوئے بولا ۔ "دیکھو مائک ۔ اگر تو تم قاتل کی تلاش میں چلنے کا ارادہ رکھتے ہو تو باز آ جاؤ ۔ خدا کے لئے میری پوزیشن کا خیال کرو ۔ میں تمہاری تند و تیز طبیعت سے بخوبی واقف ہوں

اور نہیں چاہتا کہ کوئی ہنگامہ کھڑا کر کے میرے لئے خواہ مخواہ پریشانی کا باعث ہو۔
ہیں چند سیکنڈ تک اس کی آنکھوں میں جھانکتا رہا۔ پھر آہستہ لیکن پرتاثر
لہجے میں کہنا شروع کیا۔ "سنو پیٹ۔ بچے پر جو قیامت ٹوٹ پڑی ہے۔ اس سے
مجھے سخت دھچکا لگا ہے۔ قتل اتفاقیہ نہیں۔ بلکہ سوچ سمجھ کر اور منصوبہ بنا کر کیا
گیا ہے۔ خدا ہی جانتا ہے کہ یہ معصوم بچہ کون ہے۔ لیکن میں تہیہ کر چکا ہوں کہ"
جب یہ سوچنے سمجھنے کے قابل ہوگا۔ تو اسے اطمینان ہونا چاہیئے کہ اس کے باپ
کا انتقام لیا جا چکا ہے۔ اور یہ کہ قاتل انتہائی اذیت ناک موت سے دوچار ہوا
تھا...... اور غور سے سن لو کہ اس لمحہ کے بعد میں اس کیس پر کام کر رہا ہوں۔ مجھے
اس کا قانونی حق حاصل ہے۔ حتیٰ کہ پرائیویٹ انوسٹی گیٹر کی حیثیت سے مجھے قاتل
کو پکڑنے یا ہلاک کرنے تک کا اختیار حاصل ہے۔ بشرطیکہ میں اسے اپنا دفاع کرتے
ہوئے ہلاک کروں اور میں یہی کچھ کرنے کا پختہ عزم کر چکا ہوں۔ تم اعتراض کرو
گے کہ میں پولیس کے کام میں مداخلت کر رہا ہوں۔ لیکن مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں
ہے کہ تم کیا سوچتے یا کیا کہتے ہو۔ بہر حال میں بھی اسی شہر کا باشندہ ہوں۔ اور شہر
کو پاک صاف رکھنا ہر معزز شہری کا فرض ہے۔ اس کے لئے اگر چند بدمعاشوں
کو ہلاک کر دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ قطعی کوئی حرج نہیں ہے۔"

پیٹ خاموشی سے سب کچھ سنتا رہا۔ میں نے سگرٹ نکال کر جلایا اور ایک
طویل کش لگانے کے بعد دوبارہ بولا۔ "پیٹ تم نے چھوٹے بچوں کو روتے ہوئے
یقیناً دیکھا ہوگا۔ لیکن ایک ادھیڑ عمر مرد کو پھوٹ پھوٹ کر اور ہلکیاں لے
کر روتے کبھی نہیں دیکھا ہوگا۔ جوان یا عمر رسیدہ مرد خواہ مخواہ نہیں رویا کرتے

..... پیٹ اس وقت کا تصور کرو جب یہ بچے سال دو سال کے بعد بازاروں میں ہر کس و ناکس کے آگے بھیک کے لئے ہاتھ پھیلا رہا ہو گا۔ لیکن میں عہد کر چکا ہوں کہ اس کو یتیم بنانے والے کے پیٹ میں گولی مار کر ہلاک کروں گا۔ تاکہ اس کی آنتیں پیٹ سے باہر آ پڑیں اور وہ انہیں دیکھ دیکھ کر تڑپ تڑپ کر مرے۔"

ٹیپ کشیدہ چہرے کے ساتھ چند لمحے مجھے دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔" ٹھیک ہے مالک۔ میں تمہاری طبیعت سے بخوبی واقف ہوں۔ اس وقت میں تو کیا دنیا کی کوئی طاقت تمہیں تمہارے ارادے سے باز نہیں رکھ سکتی ..... جاؤ میں صبح فون کروں گا۔ ڈسٹرکٹ اٹارنی لازماً صبح تمہیں بلا کر پوچھ گچھ کرے گا۔ خدا کے لئے گرمی نہ دکھانا ورنہ اس مرتبہ تمہارا لائسنس محفوظ رکھنا میرے لئے سخت دشوار ہو جائے گا۔ وہ پہلے ہی کافی پریشان ہے۔ شہر میں زیر زمین قمار خانوں نے اس کا ناک میں دم کر رکھا ہے۔"

" جہنم میں جائے تمہارا ڈی اے۔ ایک دفعہ میرے ساتھ جھگڑا کر کے مزہ چکھ چکا ہے۔ اگر اس مرتبہ پھر گرم سرد ہوا تو وہ مزہ چکھاؤں گا۔ کہ تمام زندگی یاد رکھے گا۔ جہاں تک قمار خانوں کا تعلق ہے تو کیا وہ انہیں بند نہیں کر سکتا۔ کیا اسے معلوم نہیں کہ قمار خانوں کے پشت پناہ کون ہیں۔ لعنت ہے اس پر اور اس کے اختیار پر۔ اخبارات اس کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ اور نام لے لے کر کیچڑ اچھال رہے ہیں لیکن وہ تماشہ دیکھ رہا ہے۔"

" کون نہیں جانتا کہ تمام قمار خانوں کی پشت پر لاؤ گرنڈل اور ایڈیٹین جیسے بڑے بدمعاشوں کا ہاتھ ہے لیکن عدم ثبوت کی بنا پر ان پر کیونکر ہاتھ ڈالا

جا سکتا ہے۔ وہ شہر کی اہم شخصیتوں میں شمار ہوتے ہیں۔ مائیک یہ وہ لوگ ہیں جو ذرا محنت نہیں کرتے لیکن لاکھوں ڈالر روزانہ کماتے ہیں۔ تمام عمر عیش کرتے ہیں..... اچھا اب میں چلتا ہوں۔ خدا حافظ۔"

پیٹ کے جانے کے بعد بچے کو سینے سے لگائے میں باہر آ گیا۔ بارش تھم چکی تھی۔ میں گرنڈل کے متعلق سوچ رہا تھا۔ گرنڈل کچھ عرصہ پہلے تک مشہور کرائے کا قاتل تھا۔ وہ اپنے کام میں اس قدر ماہر تھا کہ قتل کرنے کے باوجود گرفتار نہیں ہوا تھا۔ اور دندناتا پھرتا تھا۔ وہی گرنڈل اب کئی بڑے قمار خانے کھول کر لاکھوں کا مالک بنا بیٹھا تھا

میں نے باہر نکل کر ایک ٹیکسی کو اشارہ کیا۔ ڈرائیور میرے پاس بچے کو دیکھ کر سخت حیران ہوا لیکن منہ سے کچھ نہ بولا۔ میں نے ایک کلب کا نام لیا اور ٹیکسی روانہ ہو گئی۔ چند منٹ کے بعد کلب کے سامنے ٹیکسی رکی تو میں بچے کو سیٹ پر لٹا کر باہر نکلا۔ اور ڈرائیور کو ہدایت کی کہ اسی جگہ چند منٹ میرا انتظار کرے۔

میں نے اسی طرح سات مختلف جگہ ٹیکسی رکوائی اور اندر جا کر پوچھ گچھ کی لیکن گرنڈل کے متعلق کوئی کچھ نہ بتا سکا کہ وہ کہاں مل سکے گا۔ آخر کار ایک بار میں بار ٹنڈر نے بتایا کہ گرنڈل اس وقت تاؤن ویو سٹریٹ پر ہوپ اسکاچ نائٹ کلب میں مل سکے گا۔ مجھے معلوم تھا کہ کلب کے عقبی کمروں میں دھڑے سے میدان جوئے کا ناجائز کاروبار ہوتا تھا۔ ٹیکسی چند منٹ ہی چلی ہو گی کہ ہوپ اسکاچ کلب کا نیون سائن بورڈ نظر آنے لگا۔ ٹیکسی ڈرائیور کو انتظار کرنے کا کہہ کر میں اندر چلا گیا۔ ڈانس فلور پر لاتعداد جوڑے آرکسٹرا کی دھن پر بڑے ہی بھونڈے انداز میں تھرک رہے تھے۔ شراب کے نشے میں ایسی غلیظ حرکتیں کر رہے تھے۔ کہ

تہذیب اپنا منہ چھپائے۔ بے ہنگم شور، ہو رہا اور وہ دھما چوکڑی مچی ہوئی تھی کہ میں دیکھ کر حیران رہ گیا۔

"لاؤ گرینڈل کہاں ہے؟" میں نے ایک ویٹر سے پوچھا وہ رقص دیکھنے میں اس قدر محو تھا کہ میری طرف متوجہ ہوئے بغیر ہی انگلی سے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ "ادھر اندر اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ کھیل رہا ہے۔"

میں بھیڑ میں سے راستہ بناتا ہوا ادھر پہنچ گیا۔ ایک لڑکا میزیں صاف کر رہا تھا۔ میں کرسی کھینچ کر خالی میز پر بیٹھ گیا۔ اور جیب سے پانچ ڈالر کا نوٹ نکال کر لڑکے کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔

"لو یہ رکھ لو اور گرینڈل سے کہو کہ ذرا باہر آئے۔"

لڑکے نے غیر یقینی انداز میں مجھے گھورا پھر چند سیکنڈ کے بعد بولا: "نہیں جناب میں ایسی جرات نہیں کر سکتا۔"

"سنو لڑکے! میں اس کا دوست ہوں۔" میں مسکراتے ہوئے بولا: "اگر اسے معلوم ہوا کہ تم نے میرا پیغام اسے نہیں پہنچایا تھا تو تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔ اور دوسری طرف نقد پانچ ڈالر سے الگ ہاتھ دھو دُ گے۔"

چند سیکنڈ کے تذبذب کے بعد آخر کار نوٹ اس نے لے لیا اور چند قدم چل کر دائیں طرف غائب ہو گیا۔ پھر دو منٹ کے بعد میرے قریب آکر بولا۔ "گرینڈل آ رہا ہے۔"

دوسرے ہی منٹ اسی طرف سے گرینڈل نمودار ہوا اور استفہامیہ نگاہوں سے لڑکے کی طرف دیکھا۔ لڑکے نے ایک لفظ کہے بغیر سر کی جنبش سے میری طرف

اشارہ کر دیا۔

گرنڈل مضبوط جسم اور درمیانہ قد کا مالک تھا۔ عمر یہی کوئی چالیس یا لیس ہو گی آنکھیں سنگ مر مر سے بنی معلوم ہوتی تھیں جن سے بے رحمی ٹپکی پڑتی تھی چہرے کے خدوخال اور سختی کو دیکھ کر اچھوں اچھوں کا پتہ پانی ہو جاتا تھا۔ کوٹ کے نیچے بغلی ابھار سے صاف ظاہر تھا کہ ریوالور یا پستول ہر وقت ساتھ لئے پھرتا ہے۔

میں نے پیر کی ٹھوکر سے دوسری کرسی باہر نکالی اور ساتھ ہی بولا۔" بیٹھ جاؤ گرنڈل۔"

وہ کرسی پر بیٹھ گیا مگر ساتھ ہی میری طرف یوں دیکھا جیسے کچا ہی چبا جانا چاہتا ہے۔ شاید وہ سمجھ رہا تھا کہ میں کوئی معمولی پولیس والا ہوں

"کیا بات ہے۔ جلدی بولو کیونکہ میرے پاس فضول باتوں کے لئے قطعی فالتو وقت نہیں ہے۔" مجھے یوں لگا۔ جیسے کوئی سانپ پھنکار رہا تھا۔

"آج رات تمہارا ایک گرگا مارا گیا ہے۔"

"کون ؟" اس نے ذرا حیرت سے پوچھا۔

" میں یہی معلوم کرنے آیا ہوں کہ وہ کون تھا۔ دو دن پہلے شوٹنگ کے مقابلے میں میں نے اسے تمہارے قریب کھڑے دیکھا تھا۔ تم مقابلے میں شریک تھے اور وہ تمہارا کوٹ تھامے ہوئے تمہارے قریب کھڑا ہوا تھا۔"

میری بات سن کر گرنڈل کا چہرہ کچھ اور تن گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ ابھی مجھ پر پل پڑے گا۔ میں حالات کی نزاکت کے پیش نظر میز پہ مزید آگے کی طرف

جھک گیا۔ ساتھ ہی میرا دایاں ہاتھ کوٹ کی جیب میں سرک گیا۔ اس طرح کہ اب میری انگلیاں اعشاریہ پینتالیس کے بٹ کو چھو رہی تھیں۔"
لاو گرنڈل کسی زمانے میں چارلی فالن کا پروردہ اور دست راست رہ چکا تھا۔ عیاری وسفاکی میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔
"میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا آج رات وہ گرگا تمہارے لئے کام کر رہا تھا؟"
"تمہارا حدود دار لیہ پوچھ سکتا ہوں؟" اس کا لہجہ اور انداز سخت ہتک آمیز تھا۔
"میرا نام مائک ہیمر ہے۔" میں نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ "حیرت ہے کہ تم میرے نام سے ناواقف ہو۔"
"پرائیویٹ سراغرساں ہو۔" کوٹ کی جیب میں میرے ہاتھ اور جیب کے ابھار کو دیکھ کر اس کا لہجہ کسی حد تک بدل گیا تھا۔ وہ چونکہ اس وقت وہاں تنہا تھا، اس لئے کسی قسم کا رسک لینے سے صاف کترا رہا تھا۔ "کیا چاہتے ہو؟"
"مسٹر گرنڈل آج رات تمہارے دو گرگوں نے ایک شخص کو شوٹ کیا تھا۔ میں نے ایک کی ٹانگ میں گولی مار کر اسے زخمی کر دیا تھا۔ لیکن فوراً ہی تمہارے دوسرے گرگے نے کار اس پر چڑھا دی اور اسے کچل کر کار میں فرار ہو گیا۔ وہ غالباً نہیں چاہتا تھا کہ اس کا ساتھی زندہ حالت میں پولیس کے ہاتھ لگ جائے۔"
"آج رات میرے لئے کوئی بھی کوئی کام نہیں کر رہا تھا۔" گرنڈل نے جیب سے سگرٹ نکال کر جلاتے ہوئے کہا۔ میں اس کی ہر حرکت کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔

تاکہ وہ مجھے غافل پاکر اپنا کام نہ کر جائے۔

"گرنڈل،" میں مستحکم لہجے میں بولا۔ "دعا کرو کہ آج رات وہ تمہارے لئے کام نہ کر رہے ہوں کیونکہ اسی میں تمہاری بہتری اور سلامتی ہے۔"

"مسٹر مالک۔" وہ اسی سابقہ لہجے میں پھنکارا۔ "میں دھمکیاں سننے کا قطعی روادار نہیں ہوں۔"

"اور میں بھی خالی خولی دھمکیاں نہیں دے رہا۔" اس مرتبہ پھنکارنے کی باری میری تھی۔ "اگر بعد میں کسی بھی وقت یہ ثابت ہو گیا کہ وہ کر گئے آج رات تمہارے لئے کام کر رہے تھے تو یاد رکھو کہ میں تمہارے اس خوبصورت چہرے کا ملیہ بگاڑ کر رکھ دوں گا۔ تمہاری آنتیں نکال کر کتوں کے آگے ڈال دوں گا۔ اور ایسی کھناک موت ماروں گا کہ تمہارے دشمن بھی انگشت بدنداں رہ جائیں گے۔"

اتنا کہہ کر میں اٹھ کھڑا ہوا۔ چند لمحوں کے لئے اس کا رنگ فق ہو گیا تھا اور میری طرف یوں دیکھ رہا تھا۔ جیسے اسے اپنی بصارت و سماعت پر شبہ تھا۔ میں باہر نکلا تو ٹیکسی اسی جگہ کھڑی تھی۔ جہاں میں کھڑی چھوڑ گیا تھا۔ میٹر میں دو ڈالر کا اضافہ ہو چکا تھا۔

اپنے اپارٹمنٹ جو تین کمروں پر مشتمل تھا۔ پہنچ کر سب سے پہلے لڑکے کے کپڑے اتارے اس کی قمیض اور جرسی اتار کر اسٹور روم میں رکھے کوڑے کے ڈرم میں ڈال دیئے۔ اس کے بعد کوچ پر ادھر ادھر کئی تکئے رکھ کر بچے کے سونے کے لئے جگہ بنائی اور سامنے کی طرف آڑ کے لئے دو کرسیاں رکھ دیں۔ اس کام سے فارغ ہو کر اٹھا کر کوچ پر آرام سے سلا دیا۔ اس دوران صرف ایک مرتبہ آنکھیں

کھول کر خوابیدہ انداز میں اس نے مجھے دیکھا تھا۔

۲

صبح آنکھ کھلی تو دھوپ کھڑکیوں سے اندر آرہی تھی۔۔ دس بج کر چند منٹ اوپر ہو چکے تھے۔ اسی وقت فون کی گھنٹی بجنے لگی، ساتھ ہی دوسرے کمرے سے ایسی آواز سنائی دی، جیسے فرش پر کوئی چیز گری ہو۔ میں جھنجھلاہٹ میں بڑبڑاتا ہوا بستر سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں پہنچا تو دیکھا کہ لڑکا ننگے پاؤں فرش پر کھڑا تھا۔ اس کے ارد گرد چینی کے ٹیبل لیمپ کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑے بکھرے ہوئے تھے۔ اور اب لڑکے کا رخ اس میز کی طرف تھا۔ جس پر میرا پستول رکھا ہوا تھا۔ میرے پہنچتے پہنچتے اس نے ٹرائیگر گارڈ سے پکڑ کر پستول اٹھا لیا اور قلقاریاں مار کر ہنسنے لگا۔ میں جھپٹ کر اس تک پہنچا اور ایک ہاتھ سے اس کا بازو اور دوسرے سے اس کا پنجہ جس کی گرفت میں پستول تھا پکڑ کر اٹھا لیا۔ پھر بڑی مشکل سے پستول اس کی مٹھی سے نکال کر اطمینان کا سانس لیا۔ لیکن بچہ اس اچانک حملے اور کھلونا چھن جانے کی وجہ سے چیخ چیخ کر رونے لگا۔

ادھر ٹیلیفون کی گھنٹی لگاتار بجے جا رہی تھی۔ چنانچہ روتے بچے کو اٹھائے اٹھائے ٹیلیفون تک گیا اور ریسیور اٹھا کر کان سے چپکاتے ہوئے بولا۔ "ہیلو۔ مائک ہیرا سپیکنگ۔"

"بچے کھلانا اتنا آسان کام نہیں ہے۔" دوسری طرف سے پیٹ کی آواز آئی۔

"کام کی بات کرو پیٹ ورنہ میں فون بند کر دوں گا۔" میں نے بے وقت کے مذاق سے جھنجھلا کر کہا تو وہ سنجیدہ لہجے میں بولا۔ "فوراً ہیڈکوارٹر پہنچو مائک۔"

"ایک گھنٹے سے پہلے نہیں آ سکوں گا۔ مجھے بچے کا بھی کچھ انتظام کرنا ہے۔"

"ٹھیک ہے میں انتظار کروں گا۔" پیٹ نے کہا اور رابطہ منقطع کر دیا

میں نے نیچے فون کر کے ایک لڑکے کو بلایا اور دس ڈالر کا نوٹ دے کر ہدایت کی کہ ایک سال کے بچے کے لئے مناسب کپڑے خرید لائے۔ اس کے جانے کے بعد ضروریات سے فارغ ہو کر میں لباس تبدیل کر کے تیار ہو گیا۔ نصف گھنٹے کے بعد لڑکا بچے کے کپڑے لے آیا جو میں نے اور اس نے مل کر بچے کو پہنا دیئے۔ اس کے بعد دونوں نے مل کر ناشتہ بھی کرا دیا۔ نیچے منزل میں ایک ادھیڑ عمر عورت رہتی تھی۔ وہ مناسب معاوضہ پر صرف دن کے وقت بچے کو اپنے پاس رکھنے پر آمادہ ہو گئی چنانچہ میں نے بچہ اس کے حوالے کر دیا۔

پولیس ہیڈکوارٹر پہنچا تو کیپٹن پیٹ چند فوٹو اور کچھ کاغذات میز پر سامنے پھیلائے گہری سوچ میں غرق بیٹھا تھا۔ مجھے دیکھ کر اس نے سامنے کرسی کی طرف

اشارہ کیا اور ساتھ ہی بولا۔

"بچے کے باپ کا نام ولیم ڈیکمر ہے۔" وہ میری طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "وہ چار برس پہلے سزا کاٹ کر جیل سے رہا ہوا تھا۔ سزا چوری کے جرم میں ہوئی تھی گرفتاری سے قبل وہ سیف بنانے والی کمپنی میں ایک معقول عہدے پر تعینات تھا۔ اپنے پیشے کی وجہ سے اس کا تعارف کچھ غلط قسم کے لوگوں سے ہو گیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد اس نے سیف کمپنی کی ملازمت ترک کر دی اور جلد ہی کافی خوشحال ہو گیا۔ ان دنوں سیف توڑنے کی وارداتوں کا شہر میں سیلاب سا آیا ہوا تھا۔ اس پر بھی شبہ کیا گیا تھا۔ لیکن اس کے خلاف پولیس کو کچھ حاصل نہیں ہو سکا تھا۔ آخرکار ایک مرتبہ وہ رنگے ہاتھوں پکڑا گیا اور پولیس اسے سزا کرانے میں کامیاب ہو گئی تھی۔"

"غلط قسم کے لوگوں سے تمہاری مراد مقامی لوگ ہیں؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں۔ مقامی بدمعاشوں کی جماعت اس سے بہت کام لے رہی تھی۔۔ لیکن جیل سے رہا ہونے کے بعد اس نے شادی کر لی تھی اور شریفانہ زندگی گزار رہا تھا اس کی بیوی بچے کی پیدائش کے چند ماہ بعد فوت ہو گئی تھی۔ اتفاق سے بچے کا نام بھی ولیم ہے۔"

"یہ سب کچھ کس طرح معلوم ہوا ہے؟" سگرٹ جلاتے ہوئے میں نے پوچھا

"خوش قسمتی سے یہ بھی محض ایک اتفاق تھا۔ ہوا اس طرح کہ رات بارہ بجے سے چند منٹ پہلے ایک فون کال آئی کہ رورسائڈ کی ایک اپارٹمنٹ بلڈنگ کی فائر اسکیپ پر ایک مشتبہ شخص کو دیکھا گیا ہے۔ فون کرنے والا کوئی گمنام آدمی تھا

اسکواڈ کار وہاں پہنچی تو وہاں کسی مشکوک شخص کا وجود نہیں تھا۔ البتہ ایک کھڑکی ٹوٹی ہوئی تھی اور اندر سے کراہنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ جب ہمارے آدمی اندر داخل ہوئے تو کمرے میں فرش پر ایک عورت اوندھے منہ پڑی کراہ رہی تھی۔ سیف کھلا ہوا تھا اور سیف میں موجود رقم غائب تھی۔ سیف کے ڈائل پر سے انگلیوں کے نشانات اٹھائے گئے اور ہیڈ کوارٹر میں موجود ریکارڈ کو کھنگالا گیا تو وہ نشانات ولیم ڈیکمر کے ثابت ہوئے۔ یہ رہا ولیم ڈیکمر کا فوٹو۔ لو تم خود ہی دیکھ لو۔"

میں نے فوٹو لے کر دیکھا تو وہ بلاشبہ اسی شخص کا تھا۔ جو بار کے سامنے قتل ہوا تھا۔ "ہوں" میں فوٹو واپس کرتے ہوئے بولا۔ "تمہارا کیا نظریہ ہے؟"

"میرا خیال تو یہ ہے کہ ڈیکمر نے دو بدمعاشوں کے ساتھ مل کر چوری کا منصوبہ بنایا تھا۔ ڈیکمر کا کام سیف کھولنا اور باقی دونوں کا کام نگرانی اور فرار کے وقت ڈرائیو کرنا تھا۔ میرا خیال ہے۔ کہ ڈیکمر کی نیت بدل گئی ہوگی اور تمام رقم خود ہی ہڑپ کر جانے کے ارادے سے فرار ہو رہا ہوگا۔ کہ اس کے ساتھیوں نے آ لیا اور اس کا کام تمام کر دیا۔"

"اس نظریہ کی بنیاد؟" میں نے سوال کیا۔

"ڈیکمر سیف کھولنے اور رقم اڑانے کے بعد بچے کو لینے کے لئے ٹھہر گیا ہوگا۔ رقم اس کے پاس ہی تھی۔ تم نے دوسرے مقتول کو رقم کے لئے اس کی جیبیں ٹٹولتے ہوئے بھی دیکھا تھا۔"

"ہاں ضرور دیکھا تھا۔ لیکن سیف کی مالک کے بیان کے مطابق سیف میں کل

تین سو پندرہ ڈالر اور بیس ڈالر کی مالیت کے مصنوعی موتیوں کے ہار کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا۔ تمہارا کیا خیال ہے کیا مقتول صرف تین سو پندرہ ڈالر کی خاطر فرار ہو رہا تھا؟"

"میرے پاس اس کا جواب بھی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ سیف کھول لینے کے بعد جب ڈیکر کو اس میں سے محض تین سو ڈالر کی حقیر رقم ہاتھ لگی تو وہ گھبرا گیا کہ اس کے دیگر دونوں ساتھی قطعی یقین نہیں کریں گے کہ سیف میں کل یہی رقم تھی۔ اور اسے بدنیت سمجھ کر زندہ نہیں چھوڑیں گے چنانچہ اس نے یہی مناسب سمجھا کہ بچے کو لے کر جان بچانے کے لئے فرار ہو جائے۔"

"اور وہ تین سو پندرہ ڈالر اور موتیوں کا ہار کہاں ہے؟"

"وہ ہم یقیناً کہیں نہ کہیں سے برآمد کر لیں گے۔" بیٹ نے انگلیوں سے میز کا کنارہ بجاتے ہوئے کہا۔

"اور اس کا تمہارے پاس کیا جواب ہے کہ ڈیکر بھری بار کو چھوڑ کر باہر بارش میں مرنے کے لئے کس لئے نکل آیا تھا؟"

"اس لئے کہ اسے خدشہ تھا کہ قاتل نہ صرف اسے بلکہ اس کے بچے کو بھی ہلاک کر دیں گے۔ اس لئے بچہ تو اس نے بار میں چھوڑ دیا۔ اور خود تن بہ تقدیر باہر نکل گیا۔"

"تو گویا تمہارے پاس ہر سوال کا جواب موجود ہے اور تم نے جو نظریہ قائم کیا ہے اس پر سختی سے قائم ہو۔ خیر یہ بتاؤ کہ دوسری لاش کس کی تھی؟"

"اس کا نام آرنلڈ باسل ہے۔ وہ چارلی فالن کی زندگی ہیں اس کا پروردہ غنڈہ

تھا۔ مختلف الزامات میں چودہ مرتبہ گرفتار کیا گیا تھا۔ لیکن ایک مرتبہ بھی سزا نہیں ہو سکی۔ نالن کے مرنے کے بعد وہ اس انیجلنہ چلا گیا تھا۔ اور کافی عرصہ تک وہیں رہا لیکن گزشتہ ماہ اسے پہلی مرتبہ اس شہر میں دیکھا گیا تھا۔"

"لارڈ گرنڈل کے ساتھ بھی کبھی اسے دیکھا گیا ہے؟" سگرٹ راکھدان میں مسلتے ہوئے میں نے پوچھا۔

"ہاں۔ اس قسم کی بھی کچھ رپورٹیں ملی تھیں۔" پیٹ نے تعجب و تجسس کے ملے جلے تاثرات سے میری طرف دیکھا۔ "لیکن گرنڈل کا تذکرہ بیچ میں کہاں سے آگیا؟"

"بس یوں ہی پوچھ رہا تھا۔" میں نے لاپرواہی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"دیکھو مائک اگر تمہارا یہ خیال ہے۔ کہ گرنڈل اس معاملے میں کسی طرح ملوث ہے تو یہ خلجان اپنے دماغ سے نکال دو۔ گرنڈل کوئی معمولی آدمی نہیں ہے جو اس قسم کے کام ایسے گھٹیا آدمیوں سے لے گا۔ اس نے اپنی حفاظت کے لیے نہایت مضبوط اور ناقابل تسخیر حصار قائم کر رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پولیس آج تک اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکی۔"

"اگر یہی بات ہے تو پھر لعنت ہے پولیس پر۔ دیکھونگا کہ اس کا دفاعی حصار کتنا مضبوط ہے۔ اگر ایک ہفتہ کے اندر اندر اسے بڑے گھر نہ پہنچایا تو نام بدل دینا۔"

"مائک۔" پیٹ کا لہجہ سخت ہمدردانہ تھا۔ "میرے عزیز دوست ایسی بڑھ چڑھ کر ڈینگیں نہ مارو۔ گرنڈل کا تم کچھ بھی نہیں بگاڑ سکو گے۔ بہتر ہے کہ یہ خیال ذہن سے نکال دو۔ میں نہیں چاہتا کہ تم نہ صرف اپنے لئے بلکہ ہمارے لئے

بھی کوئی بڑی مصیبت کھڑی کر دو۔"

"کیپٹن پیٹ چیمبر! میں یتیموں اور بیواؤں میں اضافہ کرنے والوں کو قطعی پسند نہیں کرتا۔ اور مت بھولو کہ کار کا ڈرائیور ہنوز آزاد پھر رہا ہے۔"

"اسے جلد ہی گرفتار کر لیا جائے گا۔"

"نہیں پیٹ۔ مجھے افسوس ہے کہ تم اسے زندہ گرفتار نہیں کر سکو گے کیونکہ تمہارے پہنچنے سے پہلے ہی میری گولی اس کا کام تمام کر چکی ہوگی۔.... اگر کوئی حرج نہ ہو تو اس رپورٹ پر میں بھی ایک نگاہ ڈال لوں۔"

پیٹ نے ایک لفظ کہے بغیر رپورٹ میری طرف بڑھا دی۔ میں نے جلدی جلدی ساری رپورٹ پڑھ ڈالی اور ایک دو ضروری پتے ذہن نشین کر لیے اور کاغذات اس کی طرف سرکا دیئے۔

"کیا سمجھے؟" اس نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

"ٹھیک ہے پیٹ تم ہنس سکتے ہو۔" میرا لہجہ طنزیہ اور سنجیدہ تھا۔ "اس لیے کہ تم نے اس معصوم بچے کے باپ کو بلک بلک کر روتے نہیں دیکھا۔ اگر دیکھ لیتے تو تمہاری جذباتی کیفیت بھی یقیناً وہی ہوتی جو اس وقت میری ہے۔"

طنز سن کر وہ فوراً سنجیدہ ہو گیا اور ساتھ ہی بولا۔ "ڈی اے نے واقعات کی روشنی میں تمہیں بری الذمہ قرار دیا ہے۔ اگر ضرورت پیش آئی تو بعد میں تمہیں بلا لیا جائے گا۔"

"شکریہ پیٹ۔ اور اب میں چلتا ہوں۔" اتنا کہہ کر میں نکل آیا۔

رپورٹ سے میں نے ولیم ڈیکر کا پتہ ذہن نشین کر لیا تھا۔ چنانچہ کار میں بیٹھا

اور سیدھا ادھر چلا گیا۔ ایسٹ سائیڈ کا علاقہ قدیم تعمیر شدہ تھا۔ سڑکیں اور گلیاں تنگ تھیں۔ ننگ دھڑنگ بچے ٹولیوں کی شکل میں ادھر ادھر کھیلتے پھر رہے تھے۔ صاف ظاہر تھا کہ اس علاقہ میں غریب اور محنت کش لوگ ہی رہتے تھے

مطلوبہ عمارت سرخ پتھروں کی بنی قدیم عمارت تھی جو چار منزلوں پر مشتمل تھی۔ تاریک ہال سے گذر کر میں آگے چلا گیا۔ دونوں طرف دروازے تھے۔ میں نے تیسرے دروازے پر دستک دی تو ایک منٹ کے بعد ایک لحیم شحیم شخص برآمد ہوا۔ اس کا قد مجھ سے بھی دو تین انچ زیادہ ہی تھا۔

"کیا چاہتے ہو؟" اس نے اکھڑ پن سے کہا۔

"کچھ معلوم کرنا ہے"۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اندر آجاؤ۔" اس نے اشارہ کیا اور اندر کی طرف آگے آگے چلنے لگا۔

طویل اور تاریک راہ داری سے گذر کر ہم ایک ہال میں پہنچ گئے۔ اس کے بعد اس نے بائیں طرف کا ایک دروازہ کھولا اور اندر چلا گیا۔ میں بھی اس کے پیچھے تھا۔ درمیانہ سائز کے کمرے میں بڑے سے دیوان پر ایک پادری بیٹھا تھا جو جوانی کی منزلوں سے گذر کر بڑھاپے میں داخل ہو چکا تھا۔

"فادر..... یہ مسٹر..." جوان آدمی جو مجھے اندر لے کر آیا تھا بولا۔

"میرا نام مائیک ہمیرے فادر، گرڈ مارننگ"۔ میں نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

پادری نے آگے بڑھ کر مصافحہ کیا اور بیٹھنے کا اشارہ کیا ساتھ ہی سامنے رکھے برتن سے پیالے میں میرے لئے کافی ڈالی۔ "میرا نام جوہن ولاک ہے۔"

جوان آدمی بولا۔

کافی پیتے ہوئے میں نے اپنی آمد کا مقصد بیان کیا اور کہا کہ میں مقتول کی بابت کچھ معلومات حاصل کرنے کے لئے آیا ہوں۔ میں نے انہیں یہ بھی بتا دیا کہ میں ایک پرائیویٹ سراغرساں ہوں۔

"تو تم ولیم ڈیکر کی بابت معلوم کرنے آئے ہو؟" پادری بولا۔

"جی ہاں۔" میں نے جواب دیا۔

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ اس کام کے لئے تمہاری خدمات کس نے حاصل کی ہیں؟"

"کسی نے بھی نہیں۔ جس وقت ڈیکر کو ہلاک کیا گیا میں وہیں تھا۔ میں یتیم بنانے والوں کو ذرا بھی پسند نہیں کرتا اور تہیہ کر چکا ہوں کہ قاتل کو جہنم پہنچا کر ہی دم لوں گا۔ اس کام کے لئے تمام اخراجات بھی میں خود ہی برداشت کر رہا ہوں۔"

"ولیم ڈیکر بہت اچھا آدمی تھا۔ اس کی بیوی بھی بہت اچھی عورت تھی۔ صبح چند پولیس والے بھی پوچھ گچھ کے لئے یہاں آئے تھے۔ ابھی ایک گھنٹہ پہلے واپس گئے ہیں۔"

"پولیس والوں نے ڈیکر کا کمرہ بھی اوپر جا کر دیکھا تھا۔" جوہن ولاک نے بتایا۔ "لیکن کمرے کی دگرگوں حالت سے صاف ظاہر تھا۔ کہ کوئی شخص پہلے ہی کمرے کی اچھی طرح تلاشی لے چکا تھا۔ تمام چیزیں ادھر ادھر بکھری پڑی تھیں۔"

"پولیس کا نظریہ یہ ہے۔" میں کافی ختم کرتے ہوئے بولا۔ "کہ رات سیف کھولنے پر ڈیکر کے ہاتھ کوئی بڑی رقم نہیں لگی تھی۔ لہذا اسے خطرہ تھا۔ کہ اس کے

ڈیگمر دونوں ساتھی اس کی بات پر یقین نہیں کریں گے۔ اور اسے قتل کر دیں گے۔
ادھر اس کے ساتھیوں کو شبہ تھا کہ ڈیگمر تمام رقم خود ہی ہضم کرنا چاہتا ہے۔ اور یہ کہ رقم اس نے کہیں چھپا دی ہے۔ اس کے کمرے کی تلاشی بھی غالباً انہوں نے اسی لئے لی ہے کہ شاید رقم مل جائے۔"

"ڈیگمر کے متعلق تمہیں کیا کچھ معلوم ہے؟" پادری نے پوچھا۔

"یہی کہ سابق سزا یافتہ تھا۔ کیا آپ کو بھی اس نے یہ بات بتائی تھی؟"

"ہاں! کافی عرصہ ہوا اس نے مجھے اپنے متعلق سب کچھ بتایا تھا۔ ...... مسٹر مانگ مجھے تو اس بات پر حیرت ہے کہ ڈیگمر بڑا ہی بھلا مانس تھا اور محنت کر کے حلال کی روٹی کھاتا تھا۔ حالانکہ آجکل کے زمانے میں رزق حلال کمانا انتہائی مشکل ہو گیا ہے۔"

"میں تو کہتا ہوں۔" اس مرتبہ جیمز ولاک بولا۔ "کہ وہ نہایت دیانتدار اور انتہائی شریف آدمی تھا۔ کبھی جھوٹ نہیں بولتا تھا حد تو یہ ہے کہ تاش کھیلتے ہوئے بھی ہیرا پھیری نہیں کرتا تھا۔ اس کے علاوہ کرایہ اور بجلی گیس وغیرہ کے بل بھی وقت پر ادا کر دیتا تھا۔ بیوی کے مرنے کے بعد اسے کوئی غم فکر بھی نہیں رہا تھا۔ اپنے اور اپنے بچے کے لئے محنت مزدوری کر کے روزی پیدا کر ہی لیتا تھا۔ البتہ بیوی کی بیماری کے دوران وہ بہت پریشان رہا کرتا تھا۔ اس کی بیوی کینسر کی مریضہ تھی۔ ڈاکٹروں نے آپریشن کا مشورہ دیا تھا۔ لیکن اس غریب کے پاس اتنی بڑی رقم کہاں تھی۔ کہ آپریشن کی فیس اور دیگر اخراجات ادا کر سکتا۔ مگر اس کے باوجود اس نے ہمت نہیں ہاری تھی۔ اور رقم کا بندوبست کرنے کی متواتر کوشش

کرتا رہا تھا۔ آخرکار وہ اپنی کوشش میں کامیاب رہا اور آپریشن کے لئے نام درج کرا دیا۔ مگر اس وقت تک بہت تاخیر ہو چکی تھی۔ چنانچہ آپریشن کے بعد چند دن کے اندر ہی اس کی بیوی اس دنیا سے رخصت ہو گئی۔ بیوی کے مرنے کے بعد اس کی تمام تر توجہ کا مرکز اس کا لڑکا تھا۔ وہ اسے بہت ہی پیار کرتا تھا۔ اس نے شراب کو کبھی چھوا تک نہیں تھا کہ کہیں بچے پر برا اثر نہ پڑے۔"

"مسٹر مائک۔" ولاک کے خاموش ہوتے ہی پادری کہنے لگا۔ "ابھی ایک ہفتہ پہلے ولیم ڈیکر چرچ میں میرے پاس آیا تھا کہنے لگا کہ میں اس کی بیمہ پالیسیاں اپنے پاس رکھ لوں۔ ساری پالیسیاں بچے کے نام تھیں۔ پالیسیاں میرے سپرد کر کے اس نے کہا کہ اگر خدانخواستہ اسے کچھ ہو جائے تو میں بچے کا پوری طرح خیال رکھوں۔"

"فادر ذرا سوچ کر بتائیں کہ کیا یہ سب کچھ کہتے ہوئے وہ کچھ پریشان یا ہراساں دکھائی دے رہا تھا؟" میں نے سوال کیا۔

"ہاں۔ اب میں غور کرتا ہوں تو محسوس ہوتا ہے کہ وہ یقیناً کسی الجھن سے دوچار تھا۔ مگر میں نے یہ سمجھ کر کوئی اہمیت نہیں دی تھی کہ غریب بیوی کی موت سے پریشان ہے۔ کاغذات میرے حوالے کرنے کا بھی اس نے معقول جواز پیش کیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ چونکہ وہ سارا دن کام دھندے کے پیچھے مارا مارا پھرتا ہے اس لئے اہم کاغذات محفوظ رہیں گے اور ... خدانخواستہ ... مجھے کیا معلوم تھا ... "

"وہ کام کہاں کرتا تھا؟" میں نے جھنجھلا کر ولاک سے پوچھا۔

"وہ بندرگاہ میں گودی نمبر ایک پر کام کرتا تھا۔"

"اس کے دوستوں کے متعلق کچھ بتا سکتے ہو؟"

"اس کے صرف دو دوست تھے۔ ایک میں دوسرا وہیں گودی میں کام کرتا ہے۔ وہ کبھی کبھی اس کے پاس یہاں بھی چلا آتا تھا۔ اس کا نام میل ہوکر ہے۔"

"بچے کے مستقبل کے متعلق بھی کبھی اس نے کوئی بات کی تھی؟" اس مرتبہ میں نے پادری سے پوچھا۔

"ہاں اس نے اس موضوع پر کافی تفصیل سے بات کی تھی۔ اس کی خواہش تھی کہ بچے کی تعلیم وتربیت چرچ آرگنائزیشن کرے۔ اور اس کے مرنے کی صورت میں بیمہ کمپنیاں اس کی تعلیم کا بندوبست کریں۔ اس کے بعد جو بھی کچھ بچ رہے بچے کے نام پر ٹرسٹ قائم کر دیا جائے۔" پادری اتنا کہہ کر سوالیہ انداز میں میری طرف دیکھنے لگا۔

"فادر۔" میں بولا۔ "وہ بچہ میرے پاس ہے۔ اور اس کی معقول نگہداشت کی جا رہی ہے۔ آپ جب بھی تیار ہوں گے میں اسے آپ کے حوالے کر دوں گا۔ بچہ ہی تو ہے جس کی وجہ سے میں یہ ساری تگ و دو کر رہا ہوں۔ اور انشاء اللہ چند دن کے اندر ہی قاتل کو قبر میں دفن کر کے دم لوں گا۔ قاتل کے علاوہ اور بھی گندے عناصر ہیں جن کے ناپاک وجود سے اس شہر کو پاک کرنا ازلیں ضروری ہے۔"

"مالک! میرے بچے...."

"نہیں فادر۔" میں پرعزم لہجے میں بولا۔ "میں تہیہ کر چکا ہوں اور اس موضوع پر قطعی کوئی وعظ نہیں سنوں گا۔"

"اگر اس سلسلے میں میری مدد کی ضرورت ہو تو میں ہر خدمت کے لئے تیار

ہوں۔" جوہن والاک نے مستحکم لہجے میں مدد کی پیشکش کی۔

"شکریہ دوست۔ میں ذرا ولیم ڈیکیمر کے کمرے کو ایک نظر دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"آخری منزل پر سیڑھیوں کے دائیں طرف پہلا کمرہ ہے۔ سیدھے چلے جاؤ۔"

کمرے کی واقعی بہت بری طرح تلاشی لی گئی تھی۔ تلاش کرنے والے نے کوئی بھی چیز اپنی جگہ پر نہیں رہنے دی تھی۔ بچے کے چند کھلونے اور پھٹے پرانے زنانہ کپڑے دیکھ کر میرا خون کھولنے لگا۔ قاتل نے ایک بسے گھر کو اجاڑ کر رکھ دیا تھا۔ ابھی تک تمام باتیں کیپٹن پیٹ کے نظریہ کی تائید کر رہی تھیں مگر مجھے اس کے نظریے سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ مجھے تو اس قاتل کی تلاش تھی جو اپنے ساتھی کو بھی کچل کر فرار ہو گیا تھا اور آزاد پھر رہا تھا۔

پادری اور جوہن والاک کو خدا حافظ کہہ کر میں باہر نکل آیا۔ اب میرا رخ اس علاقے کی طرف تھا۔ جہاں پر ایک عمارت میں ولیم ڈیکیمر نے سیف سے رقم چرائی تھی۔ ردرسائڈ کے اس علاقے میں ہر طرف خوشحالی ہی خوشحالی نظر آتی تھی۔ بلند و بالا جدید عمارتیں۔ نئے ماڈل کی کاریں اور قیمتی لباس اس بات کی علامت تھے کہ وہاں مالدار لوگ رہتے ہیں۔

مطلوبہ عمارت میں پہنچ کر میں نے نیچے لگے فون سے ایک نمبر ڈائل کیا۔ اپارٹمنٹ کا نمبر اور ٹیلیفون نمبر میں نے پیٹ کے پاس موجود رپورٹ سے اچھی طرح ذہن نشین کر رکھا تھا۔

"ہیلو۔" دوسری طرف سے میرے کان میں جیسے کسی نے شہد گھول دیا۔

آواز اتنی پیاری تھی کہ میں جھوم کر رہ گیا۔

"مس لی مارشا؟" میں نے بھی حتی الامکان نہایت خلیق لہجے میں کہا۔

"اسپیکنگ پلیز۔" وہی نقرئی آواز پھر سنائی دی۔

"مس لی۔ میں مائک ہیمر پرائیویٹ سراغرساں ہوں۔ اگر زحمت نہ ہو تو آپ سے دو منٹ مل کر کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے اوپر آجاؤ۔"

"ایلیویٹر کے ذریعے میں اوپر پہنچا اور دروازے پر لگے گھنٹی کے بٹن کو جا دبایا۔ دوسرے ہی منٹ ایک بھاری بھرکم جسم کی نرس نے دروازہ کھولا اور اندر آنے کا اشارہ کیا۔ نرس کی چھوٹی چھوٹی مونچھیں دیکھ کر میں حیران رہ گیا۔

سٹنگ روم میں داخل ہوا تو سامنے والے صوفے پر ایک رشک حور تمام تر نسوانی رعنائیاں سمیٹے بیٹھی تھی۔ "ہیلو مس لی!" میں نے اسے دیکھتے ہی مسکراتے ہوئے کہا۔

"تشریف رکھیں۔" اس نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ ساتھ ہی نرس کی طرف گھومتے ہوئے بولی: "مسز روس تم اب جا سکتی ہو لیکن پانچ بجے ضرور آجانا۔"

"بہتر ہے۔" نرس نے کہا اور اپنا کوٹ اٹھا کر کمرے سے نکل گئی۔ غالباً اسے اطمینان تھا کہ اب اس کی مریضہ کی حالت بہت حد تک تسلی بخش ہے۔

"کچھ پیو گے؟" مس لی نے پوچھا۔

"صرف حسین ہی نہیں خوش خلق بھی ہو۔" میں نے کسی قدر بے تکلفی سے کہا۔

"شکریہ۔" وہ مسکرائی اور مشروب بنانے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی۔" یہ نرس عمارت کی انتظامیہ نے ازراہ ہمدردی میری خدمت کے لئے بھیجی ہے انہیں خدشہ ہے کہ میں کہیں عمارت کی مناسب نگہداشت و حفاظت نہ کر سکنے پر ان پہ دعویٰ دائر نہ کر دوں۔

وہ اٹھ کر گئی تو میری نگاہوں نے اس کا تعاقب کیا۔ اس کے شانوں کا گداز اور کولہوں کی گولائیاں اس قدر دلکش تھیں کہ نظریں ہٹانے کو جی ہی نہیں چاہتا تھا۔ سرخی مائل سنہری بال شانوں پہ لہرا رہے تھے اور چال میں وہ قیامت پوشیدہ تھی۔ کہ میں دیکھتا ہی رہ گیا۔

دو منٹ کے بعد وہ میری طرف گھومی تو اس کے ہاتھوں میں دو گلاس تھے۔" پاس یا فیل؟" وہ ایک گلاس میرے آگے رکھ کر مسکراتے ہوئے بولی۔

"کیا مطلب؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔

"تم بڑے غور سے میرے سراپا کا معائنہ کر رہے تھے۔ اسی لئے پوچھ رہی ہوں کہ میں پاس ہوئی یا فیل؟"

"تو بے فیصد سے زیادہ جسم تو کپڑوں نے ڈھانپ رکھا ہے۔ لہذا پوری طرح معائنہ ہی نہیں کر سکا۔" میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"بہت تیز معلوم ہوتے ہو۔" اس نے ہلکا سا نقرئی قہقہہ لگایا۔" خیر فالتو باتیں تو بعد میں بھی ہوتی رہیں گی۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تم کیا معلوم کرنا چاہتے ہو؟"

"سب سے پہلے تو یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ تمہارا چہرہ مجھے اس قدر مانوس کیوں لگ رہا ہے۔"

"یاد رکھنے کے لئے شکریہ۔۔۔۔ ذرا ادھر اس تصویر پر بھی ایک نگاہ ڈال لو۔"

میں اٹھ کر آگے بڑھ گیا۔ سامنے والی دیوار پر اس کی ایک قد آدم رنگین تصویر آویزاں تھی اس تصویر میں وہ چند سال کم عمر نظر آ رہی تھی۔ اور بہترین لباس میں ملبوس تھی۔ میک اپ نے الگ قیامت ڈھائی تھی۔ الغرض تصویر کیا تھی یوں لگتا تھا جیسے کوئی آسمانی حور خفیف سی مسکراہٹ چہرے پر لئے نگاہوں کے سامنے کھڑی تھی۔ تصویر کے نیچے "موشن پکچرز کمپنی" کے الفاظ تحریر تھے۔

اب مجھے سب کچھ یاد آ گیا۔ لی مارشا کو میں بے شمار فلموں میں دیکھ چکا تھا۔ وہ اس وقت کی مشہور فلم اسٹار تھی۔

"تم نے فلم لائن کو کس لئے خیرباد کہہ دیا؟" میں نے سوال کیا۔

"ایک حادثہ ہی سمجھو۔" اس کے چہرے پر حزن و ملال کی لکیریں کھنچ گئیں۔ "مسٹر مالک ان دنوں ہالی ووڈ میں اپنے پورے عروج پر تھی۔ اور پروڈیوسرز اور ڈائریکٹروں کے حلقے میں میرا کافی اثر تھا۔ میں اسے اتفاق ہی کہوں گی۔ کہ ایک غیر معروف اور کھلنڈرا سا اداکار میری طرف مائل ہو گیا۔ بہت خوبصورت اور صحت مند ہونے کے علاوہ انتہائی چلبلا تھا۔ چنانچہ میں بھی اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو گئی۔ ہم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگے۔ میری وجہ سے اسے بہت زیادہ پبلسٹی ملی اور جلد ہی خاصا معروف اداکار بن گیا۔ کچھ دنوں کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ وہ میری سیکرٹری سے بھی محبت کی پینگیں بڑھا رہا ہے۔ میں نے

صاف الفاظ میں اسے کہہ دیا کہ اگر میرے علاوہ اس نے کسی اور لڑکی سے سروکار رکھا تو میں اس سے قطعی کوئی واسطہ نہیں رکھوں گی۔ میں نے یہ بات پوری سنجیدگی سے کہی تھی۔ اور یہ بھی بتا دیا تھا کہ میں اسے فلم انڈسٹری میں بلیک لسٹ کرا دوں گی وہ اس دھمکی سے ڈر گیا اور دوسرے دن میری سکریٹری سے اس نے کہہ دیا کہ وہ اب اس سے نہیں ملے گا اور نہ ہی کوئی تعلق رکھے گا۔ سکریٹری شاید انتہائی حساس لڑکی تھی اور یہ صدمہ برداشت نہ کر سکی اور رات میں کار بلند پہاڑی سے گرا کر خودکشی کر لی۔ مسٹر مالک تم شاید فلمی دنیا کو نہیں جانتے اس واقعہ کی اتنی تشہیر ہوئی کہ میرے لئے وہاں ٹکنا دوبھر ہو گیا۔ ہر کوئی مجھ سے نفرت کرنے لگا تھا۔ بہرحال میں ہالی وڈ کو چھوڑ کر یہاں آ گئی اور اپنا بچایا ہوا سرمایہ انوسٹ کر کے نہایت سکون سے زندگی گذار رہی ہوں۔"

میں نے ادھر ادھر نگاہ ڈالی۔ کمرہ جدید قیمتی فرنیچر اور آرائش و زیبائش کی بے شمار بیش قیمت اشیا سے مزین تھا۔

"لیکن مالک مجھے یقین ہے کہ اس وقت تم یہاں میری زندگی کی داستان سننے کی غرض سے ہرگز نہیں آئے۔ آمد کا مقصد پوچھ سکتی ہوں؟"

"میں ڈاکے کی واردات کے متعلق معلوم کرنے آیا ہوں۔"

"وہ کوئی لمبی چوڑی داستان نہیں ہے۔ میں کل شام سات بجے سے کچھ پہلے اپنے ایک دوست کے گھر چھوڑنے گئی تھی۔ وہاں پہنچ کر کچھ دیر بیٹھنا پڑا اس کے بعد ایک دوسرے دوست کے ہاں چلی گئی۔ وہاں سے رات بارہ بجے لوٹی تھی۔ یہاں پہنچ کر بتی جلانا ہی چاہتی تھی کہ میں نے دیکھا کہ اندھیرے کمرے میں پنسل ٹارچ کا فلش ادھر ادھر لہرا رہا ہے۔ اس کے بعد کھڑکی کے پس

منظر میں مجھے ایک انسانی ہیولا نظر آیا۔ اس کے بعد مجھے کچھ معلوم نہیں کہ کیا ہوا۔ بس اتنا یاد ہے کہ سر پہ کوئی چیز لگی تھی۔ ہوش آیا تو پولیس پہنچ چکی تھی۔ اور میں اسی طرح فرش پر پڑی ہوئی تھی۔"

"تمہیں معلوم ہے کہ ڈاکو ہلاک ہو چکا ہے؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں مجھے اس کے متعلق کسی نے نہیں بتایا۔"

"اس کے ایک ساتھی نے ہی اسے ہلاک کر دیا ہے۔ لیکن مس لی یہ بات کچھ قرین قیاس معلوم نہیں ہوتی کہ ڈاکے کا منصوبہ جس میں کافی حد تک خطرہ موجود تھا، محض تمہارے تین سو ڈالروں اور مصنوعی موتیوں کے ہار کے لئے بنایا گیا تھا۔"

"ٹھیک کہتے ہو مائک۔ میں بھی اس بات پر غور کرتی رہی ہوں اور اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ ڈاکو میرا سیف لوٹنے کی غرض سے ہرگز نہیں آئے تھے۔ میرا خیال ہے کہ وہ مارون ہولمز کو لوٹنے کی غرض سے آئے ہوں گے۔ ... مارون ہولمز کو تو تم جانتے ہی ہو گے۔ بڑا مالدار ہے بے شمار عورتیں رکھی ہیں اور دلالی سے ہزاروں روز کے کماتا ہے۔ اس کا اپارٹمنٹ میرے اس اپارٹمنٹ کے عین نیچے واقع ہے۔ تمام منزلوں کا نقشہ ہو بہو ایک جیسا ہے۔ کمروں میں سیف بھی اسی دیوار کے ساتھ اور اسی جگہ نصب کئے گئے ہیں۔ اس لئے مجھے پختہ یقین ہے۔ کہ ڈاکو کو لازماً منزل کی غلطی لگی ہے۔ وہ نچلی منزل کی بجائے غلطی سے اس منزل اور اس اپارٹمنٹ میں آ گیا ہو گا۔"

"ٹھہرو۔ ابھی معلوم ہوا جاتا ہے۔" میں نے کہا اور ٹیلیفون کی طرف

بڑھ گیا۔ ٹیلیفون بک میں نمبر دیکھ کر مارون ہولمز کا نمبر ڈائل کیا۔ بیلمر نے فون اٹھایا اور ہولڈ پلیز کہہ کر ریسیور چھوڑ گیا۔ دوسرے ہی منٹ ایک بھاری آواز سنائی دی۔ "مارون ہولمز"

"مسٹر مارون میں انشورنس کمپنی سے بول رہا ہوں۔" میں نے جھانسہ دیا: "اس وقت آپ کے سیف میں کوئی بڑی رقم تو نہیں ہے؟"

"ہاں۔ دس ہزار ڈالر سے کچھ اوپر سیف میں پڑے ہیں.... میرا خیال ہے کہ کل رات ڈاکو میرا سیف ہی صاف کرنے آیا تھا لیکن اسے ایک منزل کا فرق لگ گیا ہوگا۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے۔ بہرحال شکریہ۔" اتنا کہہ کر میں نے ریسیور رکھ دیا۔ پھر اپنی جگہ بیٹھتے ہوئے بولا۔ "مارون کا بھی یہی خیال ہے کہ چور اس کا سیف صاف کرنے آیا تھا۔ خیر یہ تو ایک اتفاق تھا لیکن مس مارشا نہ صرف وہ ڈاکو بلکہ اس کا ایک ساتھی بھی ہلاک ہو چکا ہے۔ ڈاکو اپنے پیچھے ایک معصوم بچے کو بھی چھوڑ گیا ہے وہ اپنے بچے کو پارک میں ایک کرسی پر سوتا چھوڑ گیا تھا۔ اور جوں ہی باہر نکلا اس کے ساتھیوں نے اسے شوٹ کر دیا۔ پھر کار ڈرائیور نے اپنے دوسرے ساتھی کو کار کے نیچے کچل کر ہلاک کر دیا اور فرار ہو گیا۔ بچے کے باپ کو جس طرح میں نے بلک بلک روتے اور بچے کو پیار کرتے دیکھا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسے یقین تھا کہ اسے باہر نکلتے ہی ہلاک کر دیا جائے گا۔ ان باتوں سے میں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اس سارے واقعہ کے پس پردہ کوئی اور چکر بھی ہے۔ میں ہر قیمت پر اس کار ڈرائیور کو تلاش کر کے رہوں گا؟"

"ڈاکو کی تلاش سے میری رقم اور وہ ہار نہیں ملا؟"

"نہیں۔ پولیس کو کچھ نہیں ملا۔ اچھا اب میں چلتا ہوں۔" یہ کہہ کر میں اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی اور میرا بازو پکڑ کر میرے ساتھ لگ گئی۔ "میری تصویر پسند آئی؟"

"بہت خوبصورت ہے۔ اگر چھوٹے سائز میں ہو تو ایک مجھے دے دو۔"

"تصویر لے کر کیا کرو گے۔ میں جیتی جاگتی جو موجود ہوں۔" اس نے مسکراتے ہوئے لگاوٹ سے کہا۔ اس کی نگاہیں کھلی دعوت کا پیغام دے رہی تھیں۔

میں نے ہیٹ اتار کر قالین پر ڈال دیا، اور بازوؤں میں لے کر اس کے لب ہائے لعلیں کا روح پرور طویل بوسہ لینے کے بعد اسے چھوڑ دیا۔

"بس؟"

"باقی ادھار رہا۔ پھر کسی وقت فرصت سے آؤں گا۔"

۳

دفتر پہنچا تو سہ پہر ہو چکی تھی۔ دفتر سونا پڑا تھا کیونکہ ویلڈا یعنی اپنی شریکِ

کارکو میں نے چند دنوں کے لئے کسی دوسرے کیس کے سلسلے میں اس انگلینڈ بھیج دیا تھا۔ چنانچہ اس وقت دفتر میں بالکل تنہا تھا۔ وہسکی کی بوتل کھولی ہی تھی کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔

"مسٹر مائک ہیمر ؟" دوسری طرف سے بھاری مردانہ آواز آئی۔

"ہاں میں مائک ہیمر بول رہا ہوں۔ کیا کام ہے ؟"

"مسٹر ہیمر شاید آپ کو میرا نام یاد رہ گیا ہو۔ میں جوہن ولاک بول رہا ہوں۔ ولیم ڈیکر کے متعلق آپ پادری صاحب سے کچھ معلوم کرنے کے لیے آئے تھے تو ملاقات ہوئی تھی!"

"ہاں مجھے اچھی طرح یاد ہے۔۔۔ کیا کوئی خاص بات معلوم ہوئی ہے ؟"

"پتہ نہیں خاص ہے یا نہیں بہرحال یہ معلوم ہوا ہے کہ ڈیکر کو اپنی بیوی کے آپریشن کے سلسلے میں تین ہزار ڈالر کی اشد ضرورت تھی۔ یہ بات مجھے نکڑ والے اندھے نے بتائی ہے۔ وہ اور ڈیکر کبھی کبھی اکٹھے بیٹھ کر شطرنج کی بازی لگایا کرتے تھے۔"

"تو کیا وہ رقم اسے کہیں سے مل گئی تھی ؟" میں نے سوال کیا۔

"کچھ کہہ نہیں سکتا۔ کیونکہ یہاں اس علاقے میں کوئی مالدار لوگ نہیں رہتے ہاں البتہ اوباش قسم کے لوگوں کی کوئی کمی نہیں ہے۔ ان میں سے کبھی کبھی کسی خوش قسمت کو گھوڑ دوڑ میں بھاری رقم ہاتھ لگ بھی جاتی ہے۔ تو کسی کو قرض کے طور پر نہیں دیتے بلکہ یا تو عیاشی میں غرق کر دیتے ہیں۔ یا پھر ریس کی رقم ریس پر ہی اڑ جاتی ہے۔"

"شکریہ جوہن۔ اگر کسی وقت میری خدمات کی ضرورت پیش آ جائے تو

مدد کر کے مجھے خوشی ہو گی۔ بلا تکلف آ جانا۔"

"شکریہ مسٹر ہیمر۔"

"میں نے ریسیور رکھ دیا اور سوچنے لگا۔ ولیم ڈیکر کو بیوی کے آپریشن کے لیے تین ہزار ڈالر کی شدید ضرورت تھی۔ ظاہر ہے کہ اس غریب کو اتنی بڑی رقم کہیں سے بھی نہیں ملی ہو گی۔ چنانچہ اس نے مجبوراً کسی سود خور سے وہ رقم حاصل کی ہو گی۔ لیکن واپس ادا نہ کر سکا ہو گا۔ سود خور نے اُسے رقم ادا کرنے کے لیے سخت قسم کی دھمکیاں دی ہوں گی۔ اور وہ بے چارہ چوری کرنے پر مجبور ہو گیا ہو گا۔ ادھر اس کے ساتھیوں نے سمجھا ہو گا۔ کہ چوری کی رقم تمام کی تمام وہ خود ہی ہڑپ کرنا چاہتا ہے اس لیے اس کے پیچھے پڑ گئے اور اُسے قتل کر دیا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ڈیکر غریب کو ایک منزل کی غلطی لگ گئی اور مطلوبہ سیف کی بجائے کوئی دوسرا سیف کھول ڈالا۔ سیف سے متوقع بڑی رقم کی بجائے صرف تین سو پندرہ ڈالر نکلے۔ لہٰذا وہ ڈر گیا۔ کہ اس کے ساتھی ہرگز یقین نہیں کریں گے۔ کہ سیف سے صرف تین سو پندرہ ڈالر کی رقم ملی ہے۔ اور یہ کہ وہ اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ چنانچہ اس نے اس میں عافیت سمجھی کہ اُسے بچے کو لے کر کہیں فرار ہو جائے۔ مگر اس کے ساتھی موت کا فرشتہ بن کر اس کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔ اور انہوں نے اسے ہلاک کر کے ہی چھوڑا۔

چند منٹ کے بعد میں دفتر بند کر کے نیچے آ گیا۔ کار میں بیٹھا اور بندرگاہ کی طرف چل دیا۔ مطلوبہ گودی پہنچ کر میں نے کلرک سے ہوکر کے متعلق پوچھا پادری سے ملاقات کے وقت جون ولاک نے بتایا تھا۔ کہ ڈیکر کا صرف ایک

دوست ہے جو اس کے ساتھ ہی گودی میں کام کرتا ہے۔ اسی لئے میں اس وقت ہیرکر سے ملنے کے لئے چلا آیا تھا۔

"اس وقت تو چھٹی ہو چکی ہے۔" کلرک بولا۔ "سڑک کے اس پار بار میں دیکھ لو شاید مل جائے اگر وہاں نہ ملے تو میں اس کی رہائش گاہ کا پتہ دے دیتا ہوں۔ امید ہے کہ وہاں ضرور مل جائے گا۔" اتنا کہہ کر کلرک نے کاغذ کے پرزے پر چند حروف گھسیٹ کر میری طرف بڑھا دیا۔ اور ساتھ ہی بولا۔ "کیا وہ تمہارا دوست ہے؟"

"نہیں۔ میں نے تو اسے کبھی دیکھا تک نہیں ہے۔ میں اس سے مل کر ڈیکر کے متعلق کچھ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کو پتہ تو چل ہی گیا ہوگا۔ کہ اس بیچارے کو قتل کر دیا گیا ہے۔"

"ہاں۔ بہت اچھا لڑکا تھا۔۔۔ اگر تم ہو کر کو نہیں جانتے تو بس اتنا یاد رکھو کہ اس کی کنپٹی سے لے کر ٹھوڑی تک لمبا زخم کا نشان ہے۔ اس سے تم اسے دیکھتے ہی پہچان لوگے۔"

"بہت بہت شکریہ۔" میں نے کہا اور سڑک کے پار چلا گیا۔

بہت بڑی بار تھی۔ اندر مزدور پیشہ لوگوں کا جیسے سیلاب آیا ہوا تھا۔ چونکہ اسی دن تنخواہ ملی تھی۔ اس لئے ہر کوئی پینے پلانے اور رنگ رلیاں منانے میں مصروف تھا۔ چند منٹ کی کوشش سے آخر کار ایک میز پر بیٹھا وہ مجھے نظر آگیا۔ وہ تنہا تھا۔ میں اس کے ساتھ والی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔ پہلے تو وہ مجھے عجیب نظروں سے گھورتا رہا پھر منہ پھیر لیا۔

"تمہارا نام میلی ہوکر ہے؟" میں نے پوچھا۔

"تم سے مطلب؟" اس نے کھردرے لہجے میں الٹا سوال کیا۔
"آرام سے بات کرو ورنہ دوسرے کلّے کا بھی حلیہ بگاڑ دوں گا۔" میں غصے سے بھپکا رہا۔

وہ ایک دم اٹھ کھڑا ہوا۔ لیکن میں نے دونوں شانوں سے پکڑ کر دوبارہ کرسی پر دبا دیا۔ ساتھ ہی بولا۔ "میں تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"
"میں کوئی بات کرنا نہیں چاہتا۔ بہتر ہے کہ چلے جاؤ۔"
"سنو ہوکر! میں تمہارے مقتول دوست ڈیکر کے متعلق پوچھنے آیا ہوں؟"
"تو کیا تمہارا تعلق پولیس سے ہے!"
"نہیں میں ایک پرائیویٹ جاسوس ہوں۔"
"تو مسٹر خیریت اس میں ہے کہ یہاں سے چلے جاؤ اور اپنے کام سے کام رکھو۔"
اتنا کہہ کر وہ اٹھا اور تیزی سے چلتا ہوا سامنے دروازے سے اندر داخل ہو گیا اس کا رویہ دیکھ کر میرے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ چنانچہ میں بھی اٹھا اور اسی طرف چل دیا جدھر وہ گیا تھا۔ کھلے دروازے سے اندر کی طرف دیکھا تو دروازے سے اس طرف بھی ایک چھوٹا سا ہال تھا۔ اور بار بھی موجود تھی۔ بار پر لوگوں کا خاصا ہجوم تھا۔ دروازے میں ایک دیوزاد قسم کا آدمی راستہ روکے کھڑا تھا۔ اس کے پیچھے درمیانہ قد کا ایک خوفناک آدمی بھی موجود تھا۔ اس کے اکڑے جسم، تنی ہوئی گردن اور سرخ خونبار نظروں سے ظاہر تھا۔ کہ پیشہ ور بدمعاش تھا۔

میں اندر داخل ہونے کے لئے جوں ہی دروازے کے قریب پہنچا درمیانہ قد کا آدمی موٹے کے آگے آ گیا اور جسیم دن میں اس کے ہاتھ میں ایک فٹ لمبا

چاقو نظر آنے لگا۔ وہ چاقو لہراتا میری طرف بڑھا ہی تھا۔ کہ اچانک اپنی جگہ منجمد ہو کر گیا۔ وہ میرے ہاتھ میں پکڑے اعشارہ پینتالیس کی نالی میں یوں جھانک رہا تھا جیسے وہ کوئی عجوبۂ روزگار چیز دیکھ رہا تھا۔ معاً ریڈیو اور ٹیلی وژن کی آواز پوری کھول دی گئی۔ غالباً بار کے منتظم نہیں چاہتے تھے۔ کہ ہنگامے کا شور شرابہ سن کر پولیس مداخلت کرے۔

میں نے برقی سرعت سے قدم بڑھایا اور اعشاریہ پینتالیس کی نالی پوری قوت سے گھما کر چاقو والے کے منہ پر دے ماری اس کے دونوں ہونٹ کٹ کر چار بن گئے اور سامنے کے غلیظ دانت نظر آنے لگے۔ وہ لڑکھڑایا اور چاقو اس کے ہاتھ سے گر گیا۔ میں نے پھرتی سے چاقو اٹھالیا اور بھاری پستول ایک مرتبہ پھر گھما کر اس کے دانتوں پر ضرب لگائی۔ سامنے کے دانت پلک جھپکنے میں خدا جانے کہاں غائب ہو گئے اور وہ خود لڑکھڑا کر اپنے پیچھے کھڑے ہوئے سے ٹکراتا ہوا زمین بوس ہو گیا۔ میں نے اس کے گرتے ہی بائیں بوٹ کی ایک بھرپور ٹھوکر بھی اس کی کنپٹی پر جما دی اور وہ کچھ دیر کے لئے ہر طرف سے بے نیاز ہو گیا۔ اس کے دونوں ہاتھ اپنے منہ پر جمے ہوئے تھے اور منہ سے خون بہہ کر کہنیوں تک پہنچ رہا تھا۔

اس کے گرتے ہی دیوزاد جھک کر جھومتا جھامتا میری طرف بڑھا۔ لیکن میں نے اسے مہلت دئے بغیر اچھل کر دائیں بوٹ کی زبردست ٹھوکر اس کی ٹھوڑی پر جما دی۔ اس کے لئے وہی ایک ٹھوکر کافی تھی۔ وہ پلٹ کر دھم سے فرش پر آ رہا میں نے ایک اور ٹھوکر اس کی بند مٹھی پر ماری جس سے آہنی مکا نکل کر کئی فٹ دور جا پڑا۔ اور دوسری ٹھوکر جبڑے پر کھاتے ہی وہ بھی بے ہوش ہو گیا۔

یہ سب کچھ محض چند سیکنڈ کے اندر ہی ہو گیا تھا۔ بار میں موجود لوگوں کو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا سب اپنی اپنی جگہ جم کر رہ گئے تھے۔ میں نے درمیانہ قد شخص جو ہوش میں آ کر آنکھیں جھپک رہا تھا کی کھلی ہتھیلی میں اسی کا چاقو گھونپ دیا۔ وہ شدت درد سے دہرا ہو گیا۔ اور رحم کرنے کے لئے چیخنے چلانے لگا۔ میں بخوبی جانتا تھا۔ کہ پیشہ ور غنڈے بدمعاش تہذیب و اخلاق کی زبان بالکل نہیں سمجھتے انہیں سمجھانے اور سیدھا کرنے کے لئے انہی کی زبان استعمال کرنی پڑتی ہے میں نے ادھر ادھر دیکھا تو ہوکر کہیں نظر نہ پڑا۔ وہ موقع سے فائدہ اٹھا کر چپکے سے کھسک گیا تھا۔

بار کے دروازے کی طرف بڑھا تو مجھے راستہ دینے کے لئے ہجوم کائی کی طرح پھٹ گیا۔ وہسکی کا ایک مختصر سا جام پی کر ٹہلتا ہوا باہر آ گیا۔ سڑک پار کرتے ہوئے جیب سے کاغذ کا پرزہ نکال کر ہوکر کی پالش گاہ کا پتہ دیکھا۔ تو جگہ کوئی بہت زیادہ دور نہیں تھی۔ چنانچہ کار اسٹارٹ کی اور تیزی سے روانہ ہو گیا۔

ہوکر جس عمارت میں پالش پر تھا وہ پرانی طرز کی عمارت تھی۔ اور کمرے کرائے پر اٹھے ہوئے تھے۔ اندر داخل ہوا تو ادھیڑ عمر مالکہ میری طرف مسکراتی ہوئی بڑھی۔ وہ سمجھی ہوگی کہ میں کوئی کمرہ حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

"ہوکر اندر ہے؟" میں نے اس سے پوچھا۔

اس نے سیڑھیوں کی طرف اشارہ کیا اور ساتھ ہی بولی۔ "ابھی ابھی آیا ہے۔"

میں اوپر چلا گیا اور مطلوبہ کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ تیسری بار دستک دینے پر دروازہ کھلا اور دروازہ کھلتے ہی ہوکر کا رنگ اڑ گیا۔ "تم! .... چلے جاؤ۔ فوراً چلے جاؤ۔ ... خدا کے لئے مجھ پر رحم کرو اور یہاں سے چلے جاؤ۔"

یں اسے دھکیل کر اندر چلا گیا اور میز کے گوشے پر جم گیا۔ دروازہ بند کر کے جب وہ میری طرف گھوما تو میں بولا۔ "وہاں تو تم سے اکڑ رہے تھے اب کیوں بکری بن گئے ہو۔ اور سنو مسٹر ہو کر میں تمہیں کوئی نقصان پہنچانے نہیں بلکہ تمہارے مقتول دوست ڈیکر کی بابت کچھ باتیں معلوم کرنے آیا ہوں۔"

"مجھے کچھ معلوم نہیں ہے۔ بہتر ہے کہ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔"

"نہیں.... اچھی طرح کان کھول کر سن لو کہ جب تک حقیقت معلوم نہ ہو جائے میں تمہارا پیچھا نہیں چھوڑوں گا۔ مجھے یہ تو پتہ چل گیا ہے کہ مقتول کو اپنی بیوی کے آپریشن کے سلسلے میں تین ہزار ڈالر کی اشد ضرورت تھی۔ جو اسے آسانی سے نہیں مل سکتے تھے چنانچہ کسی سود خور خطرناک گروہ سے اس نے قرض حاصل کیا ہوگا۔ ظاہر ہے کہ قرض کی رقم اور بھاری سود ادا کرنا اس کے لئے قطعی ناممکن تھا۔ لہٰذا قرض خواہ اس کے پیچھے لگ گئے اور اسے دھمکیاں دیں کہ اگر رقم ادا نہ کی تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ چنانچہ مجبوراً اس نے چوری کی۔ لیکن اس کے ساتھیوں نے اسے بدنیت سمجھ کر اسے ہلاک کر دیا.... میں تم سے صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ ڈیکر نے رقم کن لوگوں سے قرض لی تھی۔"

"میں.... میں نہیں بتا سکتا۔ کیا تم مجھے میرے حال پر نہیں چھوڑ سکتے؟"

"سنو ہو کر۔ مقتول تمہارا دوست تھا۔ اس کے قاتلوں تک پہنچنے کے لئے مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔ میں شرافت کی بجائے دوسرا طریقہ بھی استعمال کر سکتا ہوں.... ابھی بار میں جن بھیڑیوں کو تم میرے اوپر چھوڑ آئے تھے وہ کون تھے؟"

"میں ؟ ..... میں تو کسی کو تمہارے اوپر نہیں چھوڑ آیا تھا ۔"

"بہر حال میں نے ان کا حلیہ ایسا بگاڑا ہے کہ تمام زندگی یاد رکھیں گے لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ وہاں میرے لئے موجود نہیں تھے ۔ بلکہ تمہارے پیچھے لگے ہوئے تھے ۔ مگر میری مداخلت سے تمہیں تو وہاں سے کھسکنے کا موقع مل گیا ۔ اور مجھ سے ٹکراؤ ہو گیا ..... بتاؤ وہ کس کے آدمی تھے ؟"

"میں ..... میں کچھ نہیں بتاؤں گا ۔" وہ خوشامدانہ لہجے میں بولا ۔ "یہ زخم دیکھ رہے ہو ۔" اس نے کنپٹی سے لے کر ٹھوڑی تک زخم کے نشان کی طرف اشارہ کیا ۔ "اس قسم کے زخم کھانے کی ۔ اب میرے اندر سکت نہیں ہے ۔ لہٰذا مجھ پر رحم کرو اور یہاں سے چلے جاؤ ۔"

مجھے غصہ آ گیا ۔ چنانچہ اپنی جگہ سے اٹھا اور اسے گریبان سے پکڑ کر دو جھٹکے دیئے ۔ "تم اس کے دوست ہو ۔ کیسے دوست ہو تم ۔ تمہیں شرم نہیں آتی ؟ ..... بولو کیا جن لوگوں سے ابھی ابھی میرا جھگڑا ہوا تھا وہ تمہارے پیچھے نہیں لگے ہوئے تھے ؟"

وہ خاموش رہا ۔ ظاہر تھا کہ میرا قیاس بالکل درست تھا ۔ اور وہ اس لئے نہیں بتا رہا تھا کہ ان سے خوفزدہ تھا ۔ "تمہیں شاید معلوم نہیں کہ ابھی بار میں دونوں بدمعاشوں کا میں نے کیا حال کیا ہے ۔ اگر سننا چاہتے ہو تو سنو کہ ایک کے آدھے دانت بار میں بکھرے پڑے ہیں اور دوسرے کا جبڑا جڑنے میں شاید کئی ماہ لگیں ..... تو کیا تمہارے ساتھ بھی مجھے وہی طریقہ استعمال کرنا ہو گا یا سیدھی طرح سب کچھ بتا دو گے ؟"

"نہیں ..... خدا کے لئے نہیں ..... ڈیکم کو رقم کی سخت ضرورت تھی ۔ اس لئے اس نے اور میں نے جو کچھ بھی ہمارے پاس تھا جمع کر کے ریس میں قسمت

آزمانے کا فیصلہ کیا ۔ ہم جیت گئے ۔ ہم جیت کی تمام رقم پھر ریس کے گھوڑوں پر لگا دی اور اس مرتبہ بھی کسی حد تک قسمت نے ہمارا ساتھ دیا اور مشترکہ جیت کی رقم کئی سو ڈالر تک پہنچ گئی ۔ ڈیکر کا خیال تھا کہ تمام رقم پھر گھوڑوں پر لگا دیں ۔ لیکن میں نے مخالفت کرتے ہوئے اپنے حصے کی رقم اس سے وصول کر لی ۔ مگر اس نے ایک ہزار ڈالر قرض لے کر ایک مرتبہ پھر ریس میں قسمت آزمائی اور رقم ہار گیا ۔"

"اس کا مطلب ہے کہ وہ ایک ہزار ڈالر کا مقروض تھا ؟" میں نے سوال کیا

"نہیں ۔ سود کی وجہ سے رقم بہت زیادہ ہو گئی تھی ۔ کیونکہ یہ ظالم سود خور بیس فیصد فی ہفتہ کے حساب سے سود وصول کرتے ہیں ۔"

میں نے اسے چھوڑ دیا اور وہ دھم سے کرسی پر گر گیا ۔ "کس سے قرض لیا تھا اس نے ؟"

"مجھے معلوم نہیں ۔ ڈیکر نے ہی ایک مرتبہ باتوں باتوں میں بتایا تھا کہ اس کا نام ڈکسی کوپر ہے ۔ آٹھویں سڑک پر واقع کلاس بار میں عام طور پر دیکھا جاتا ہے ۔"

بس میں یہی کچھ معلوم کرنا چاہتا تھا ۔ چنانچہ ہیٹ اٹھایا اور باہر آگیا ۔ کار میں بیٹھ کر دو بلاک آگے چلا گیا اور ایک جنرل اسٹور سے کیپٹن ہیٹ کو ٹیلیفون کیا وہ گھر پر نہیں تھا اس لئے دفتر کا نمبر گھمایا ۔ دفتر میں موجود تھا لہذا "میں وہیں آرہا ہوں انتظار کرنا ۔" کہہ کر میں نے فون بند کر دیا ۔

سیاہ بادل گھرے ہوئے تھے ۔ تاروں کا نام و نشان بھی نہیں تھا ۔ ٹریفک کی ریل پیل میں وہ زور شور نہیں تھا ۔ ہیڈ کوارٹر پہنچا تو ہیٹ فائلوں کا ڈھیر سامنے

رکھنے کام میں مصروف تھا۔ اس کی سیکرٹری دوسرے کمرے میں ٹائپ کر رہی تھی۔ باقی ہیڈکوارٹر میں ہو کا عالم طاری تھا۔

"خیریت تو ہے پیٹر۔ یہ راتوں کو کب سے کام شروع کر دیا ہے؟" میں اس کے سامنے ہی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

"اخبارات پڑھتے ہو؟" اس نے پوچھا۔

"ضرور پڑھتا ہوں۔ مگر مجھے تو قتل کی کوئی واردات نظر نہیں آئی۔"

"ڈی۔ اے آج کل بہت اونچی ہواؤں میں جا رہا ہے۔ قمار بازوں کے پیچھے پڑا ہوا ہے اس لئے زیادہ سے زیادہ آدمی اس نے اس کام پر لگا دیئے ہیں۔ میں بھی اسی سلسلے میں پھنسا ہوا ہوں۔ ڈی اے نے بہت سے چھاپے مروائے ہیں۔ لیکن چند چھوٹی مچھلیوں کے علاوہ ایک بھی مگرمچھ قابو نہیں آسکا۔ خاص طور پر سنڈیکیٹ کا تو ایک آدمی بھی جال میں نہیں پھنسا۔ کافی عرصہ سے ڈی اے کی کوشش ہے کہ ایڈمن کسی طرح قابو آئے لیکن وہ بھی ایک ہی گھاگ ہے۔ نہایت اعلٰے پیمانے پر شہر میں اس نے گیمبلنگ آرگنائزیشن قائم کر رکھی ہے۔ اور اس قدر چابکدستی سے قمار خانے چلا رہا ہے کہ ڈی اے اپنی سر توڑ کوشش کے باوجود اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکا۔ متعدد مرتبہ چھاپے مارے گئے لیکن سوائے ناکامی کے کچھ حاصل نہ ہو سکا۔"

"تو کیا کشتی میں کوئی سوراخ ہے؟" میں نے حیرانی سے پوچھا۔

"کیا مطلب؟"

"میرا مطلب ہے کہ ڈی اے کے عملہ میں کوئی ایسا آدمی تو نہیں ہے۔ جو چھاپوں کے متعلق قبل از وقت ہی ایڈمن کو خبردار کر دیتا ہو۔"

"یقیناً ایسی ہی کوئی بات ہے،" پیٹ سگرٹ کا پیکٹ میری طرف بڑھاتے ہوئے پوری سنجیدگی سے بولا۔" چنانچہ تنگ آکر ڈی اے نے اب دوسرا راستہ اختیار کیا ہے وہ ایڈمین کے ماضی کے متعلق تحقیق کر رہا ہے۔ یہ تو ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ ایڈمین اور گرینڈل کافی عرصے تک مجرمانہ سرگرمیوں میں ملوث رہے ہیں مگر ڈی اے کی کوشش ہے کہ ایڈمین کو قتل کے کسی کیس میں پھنسائے۔ تاکہ اس خبیث سے ہمیشہ کے لئے شہر کو نجات مل جائے۔"

"کشتی کے سوراخ کو بند کرنے کے لئے کبھی کچھ کیا ہے؟"

"بہت کچھ کیا ہے۔ ڈی اے جن آدمیوں پر مکمل اعتماد کرتا ہے ان میں سے ہر ایک کے متعلق پوری تحقیق کی گئی ہے۔ میں نے بھی اپنے اسٹاف کے ہر آدمی پر کڑی نظر رکھی ہوئی ہے۔ لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ حد تو یہ ہے کہ کئی مرتبہ اچانک چھاپے مارنے کے پروگرام بنائے گئے یعنی صرف ایک گھنٹہ پہلے پروگرام مرتب کئے گئے۔ مگر جب چھاپے مارے گئے قمار خانوں کی عمارتوں کو بھائیں بھائیں کرتے پایا گیا اور ہم لوگ اپنا سا منہ لے کر واپس آ گئے۔"

اسی وقت سنہرے بالوں والی ایک خوبصورت لڑکی کاغذات کی بھری ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوئی۔" مائک یہ ایلین سکاپی ہیں۔ ڈی اے کی سیکریٹری ہیں۔ لیکن اس وقت دفتری کام میں میری مدد کے لئے یہاں آئی ہوئی ہیں۔" پیٹ نے تعارف کراتے ہوئے کہا۔ "اور مس سکاپی یہ میرا دوست مائک ہیمر ہے۔"

"بہت خوشی ہوئی تم سے مل کر۔" مس سکاپی نے مصافحے کے لئے میری طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔" ڈی اے صاحب کے منہ سے نام تو تمہارا کئی مرتبہ

سن چکی ہوں۔ لیکن ملاقات آج ہوئی ہے۔"

"چونکہ تمہیں مجھ سے مل کر خوشی ہوئی ہے اس لئے مجھے بھی یقیناً تم سے مل کر خوشی ہوئی ہے۔" میں نے مصافحہ کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

اس نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور اپنی نیلگوں عمیق آنکھوں سے میری طرف اس طرح دیکھا کہ میں بے خود ہو کر رہ گیا۔ ساتھ ہی میری رگوں میں خون کی گردش تیز ہو گئی پھر وہ دفعتاً مڑی اور دروازہ کھول کر نکل گئی۔

"تم بڑے سور ہو۔" پیٹ نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ "کسی عورت کو تو بخش دیا کرو۔"

ویسے چیز اچھی ہے۔"

"اور بہت اونچی بھی۔ جانتے ہو کون ہے؟"

"اس کا باپ اسکابی ٹیکساس کے چند مالدار ترین لوگوں میں سے ایک ہے۔ تیل کی صنعت میں اس کے بے شمار حصص ہیں اور ریس میں لاتعداد گھوڑے بھی دوڑتے ہیں۔"

"ٹھیک کہتے ہو۔ اسکابی اسٹیلنز کے متعلق کئی مرتبہ اخباروں میں پڑھ لیا ہے مگر یہ لڑکی اپنے باپ کے پاس کیوں نہیں رہتی۔ اسے بھلا نوکری کرنے کی کیا ضرورت ہے؟"

"بات دراصل یہ تھی کہ جب یہ لڑکی اٹھارہ برس کی ہوئی۔" پیٹ بتانے لگا۔ "تو اس کے والد نے اپنے ایک دوست کے لڑکے سے اس کا رشتہ کرنا چاہا۔ یہ اس لڑکے کو قطعی پسند نہیں کرتی تھی مگر باپ بضد تھا۔ چنانچہ یہ وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ باپ نے اسے جائداد سے عاق کر دیا۔ اور یہ بیچاری ملازمت کرنے

پر مجبور ہو گئی۔ پندرہ سال سے اسی محکمہ میں ملازمت کر رہی ہے۔ کبھی کبھی ریس میں خاصی بڑی رقم جیت لیتی ہے۔ وہ اس طرح کہ یہ صرف اسی وقت گھوڑوں پر رقم لگاتی ہے جب اسے معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر اسکاپی کا کوئی گھوڑا دوڑ رہا ہے۔ وہ گھوڑوں کے متعلق بہت کچھ جانتی ہے۔ خاص طور پر اپنے والد کے گھوڑوں کے متعلق...... اور مائیک مزے کی بات یہ ہے کہ رقم جیتنے کے بعد اپنے والد کو فوراً بذریعہ تار مطلع کر دیتی ہے کہ اس نے ریس میں اتنی رقم جیتی ہے۔ بڈھا غریب جل بھن کر رہ جاتا ہے۔"

"بڑی عجیب بات ہے۔ خیر اب یہ بتاؤ کہ اس کار ڈرائیور کی بابت کچھ معلوم ہوا جو اپنے ساتھی کو کچل کر فرار ہو گیا تھا؟" میں نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے سوال کیا

"نہیں بھئی۔ کوشش کے باوجود کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ البتہ وہ کار مل گئی ہے بروک لین کے علاقے میں لاوارث کھڑی پائی گئی ہے۔ گاڑی کے پچھلے حصے میں گولیوں کے دو سوراخ ہیں۔ ایک نے عقبی شیشے کے پرخچے اڑا دیئے ہیں اور دوسری گولی پیٹرول ٹنک میں لگی ہے۔"

"اچھی خبر ہے۔ لیکن قاتل کی تلاش کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں؟"

"ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے۔"

"خاک بھی نہیں کی جا رہی۔" میں نے ذرا تم تُرشی سے کہا۔ "دیکھو پیٹ تم سمجھتے ہو گے کہ یہ معاملہ کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا۔ لیکن میں بتائے دیتا ہوں کہ میں یہ ہرگز برداشت نہیں کر سکتا کہ ہزار دو ہزار ڈالر کی وصولی کے لئے کوئی حرامزادہ بچوں کو یتیم کر ڈالے اور وہ آزادی سے دندناتا پھرے..... کیا

ان سود خوروں کا پولیس کے پاس کوئی علاج نہیں ہے؟"

"ہے کیوں نہیں۔ اس کے لئے باقاعدہ قانون موجود ہے۔"

"ہاں ... ضرور ہوگا۔ جس طرح ناجائز قمار بازی کے لئے بھی قانون موجود ہے۔" میرا لہجہ زہر میں بجھا ہوا تھا۔

پیٹ کا چہرہ ایک دم سرخ ہو گیا۔ "مائک ... یہ مت بھولو کہ تمام جرائم کے لئے صرف میں ذمہ دار نہیں ہوں۔ میں صرف قتل کے شعبہ کا سربراہ ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ اسی لئے میں تم سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ قمار بازی کے تمام اڈے کسی باقاعدہ تنظیم کے تحت چل رہے ہیں؟"

"ہاں کچھ ایسی ہی بات ہے۔ چارلی فالن نے یہ سارا چکر شروع کیا ہے اس نے لاتعداد غنڈے اور خطرناک قسم کے بدمعاش اپنے گرد جمع کر رکھے تھے اس کے مرنے کے بعد ان تمام غنڈوں اور بدمعاشوں کو کسی نے اپنے زیر اثر کر لیا ہے۔ بالکل اس طرح جیسے مرغی اپنے چوزوں کو پروں میں چھپا لیتی ہے۔ لیکن یہ کوئی نہیں جانتا کہ وہ شخص کون ہے۔"

"لیکن فالن تو ۱۹۴۷ء میں فوت ہو چکا تھا!"

"ٹھیک ہے۔ لیکن اس سے زیادہ خود مجھے بھی کچھ معلوم نہیں ہے۔" پیٹ نے بیزاری سے جواب دیا۔

"یہ ڈکسی کو پر کون ہے؟"

پیٹ کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرے۔ "تمہیں اس کی بابت کیوں کر علم ہوا؟"

"کالے چور کے ذریعے۔"

"ڈکسی کرپر پولیس کی سخت نظر ہے۔ کیونکہ لاکھوں میں کھیل رہا ہے جبکہ آمدنی کے ذرائع بظاہر معقول نظر نہیں آتے۔ کہتا ہے کہ مختلف قسم کی تجارت میں ایجنٹ کا کام کرتا ہے۔ لیکن پولیس اس کے جواب سے مطمئن نہیں ہے۔"

"سنو پیٹ۔" میں موثر انداز میں بولا۔ "وہ ایک خوفناک قسم کا سود خور ہے بیس فیصد فی ہفتہ سود وصول کرتا ہے۔ ڈیکمر نے اسی سے سود پر قرضہ حاصل کیا تھا۔ اور جب وہ غریب ادا نہ کر سکا تو اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔"

"ثابت کر سکتے ہو؟" پیٹ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"لعنت ہے تم پر۔۔۔ ثبوت میں مہیا کروں؟۔۔۔ میں صرف اتنا کر سکتا ہوں کہ اس کے دونوں بازو کہنیوں سے توڑ دوں اور اس کو ادیال جہنم پہنچا کر دوں۔ اور اب میں یہی کچھ کرنے کا تہیہ کر چکا ہوں۔۔۔۔۔ اچھا خدا حافظ۔" اتنا کہہ کر میں تیزی سے اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ پیٹ آوازیں دیتا رہ گیا لیکن میں اس کا وعظ سننے کے قطعی موڈ میں نہیں تھا۔

ہال سے گزرنے لگا تو دیکھا کہ سنہری بالوں والی ٹیکساس گرل ایلن اسکائی ایک کرسی پر نیم دراز ہے۔ اس طرح کہ ایک ٹانگ سامنے دوسری کرسی پر رکھی ہے۔ اور لبادہ گھٹنے سے کافی اوپر تک کھسکا ہوا تھا۔ دوسرے گوشے میں ایک اور موٹی اور ڈھلگی سی لڑکی ٹائپ کر رہی تھی۔

"واقعی بہت خوبصورت ٹانگ ہے۔" میں نے قریب پہنچ کر مسکراتے ہوئے ایلن سے کہا۔

"اسی قسم کی ایک دوسری بھی ہے میرے پاس۔" اس نے بھی اپنی آنکھوں کو نچاتے ہوئے شرارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

"بھلا دکھاؤ تو۔" میں نے اسی انداز میں کہا۔

وہ کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی اور زیریں لبادے کو دونوں طرف سے پکڑ کر اتنا اوپر اٹھا دیا کہ مزید اٹھانے کی ہرگز گنجائش نہیں تھی۔ اس نے بالکل ٹھیک کہا تھا۔ دوسری ٹانگ بھی واقعی اتنی ہی خوبصورت تھی۔

"ایسی خوبصورت ٹانگیں میں نے آج تک نہیں دیکھیں۔"

"کیوں جھوٹ بولتے ہو۔" وہ لبادے کے کناروں کو چھوڑتے ہوئے بولی۔ "اب تک ہزاروں ٹانگیں دیکھ چکے ہو گے اور ان سب کے بارے میں یقیناً تم نے یہی فقرہ کہا ہو گا۔"

میں کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ ساتھ ہی وہ بھی ہنس پڑی۔ "آج رات فارغ ہو!" میں نے پوچھا۔

"بالکل فارغ ہوں۔ بولو کہاں چلنے کا پروگرام ہے؟"۔۔۔۔ لیکن یہ خیال ہے کہ اگر مجھے تمہارے ساتھ گھومتے پھرتے دیکھا گیا تو تمہارے متعلق بھی تحقیقات شروع ہو جائے گی۔"

"وہ کیوں۔" میں نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے پوچھا۔

"اس لئے کہ آجکل ڈیگال اپنے سائے پر بھی اعتبار نہیں کرتا۔ وہ مجرموں کے خلاف جو بھی اقدام کرتا ہے مجرم اس سے قبل از وقت ہی باخبر ہو چکے ہوتے ہیں۔"

"کیپٹن بھی یہی کہہ رہا تھا۔" میں بولا۔ "وہ کہتا ہے کہ پوری کوشش کے باوجود کشتی کا سوراخ بند نہیں کیا جا سکا..... ویسے ایلن اس بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"

"وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ غدار کون ہے تو ظاہر کر کے ترقی حاصل کر چکی ہوتی۔ ویسے میرا ذاتی خیال ہے کہ کوئی شخص سامنے کی عمارت میں بیٹھ کر ٹیلیسکوپ کے ذریعے لبوں کی جنبش سے اندازہ لگا لیتا ہے کہ کیا بات ہو رہی ہے۔"

میں تمسخر اڑانے کے انداز میں ہنسا۔ ساتھ ہی بولا۔ "اپنے اس نظریے کا تذکرہ تم نے ڈی اے سے نہیں کیا؟"

"ایک مرتبہ سرسری طور پر تذکرہ کیا تو تھا لیکن میری بات کو کسی نے کوئی اہمیت نہیں دی تھی۔ چنانچہ اس کے بعد میں نے کبھی بھی اپنے خدشہ کا اظہار نہیں کیا ...... ہم کہاں جا رہے ہیں؟"

"ابھی دو منٹ میں سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔" میں نے گاڑی کو دائیں طرف موڑتے ہوئے کہا۔ اور دو منٹ کے بعد بادن وین سڑک پر واقع پارک میں گاڑی لے گیا۔ پارک اٹنڈنٹ نے چابیاں لے کر ایک ٹکٹ مجھے پکڑا دیا۔ گاڑی پارک میں کھڑی کر کے ہم بات چیت کرتے دو بلاک آگے چلے گئے۔ اور بائیں جانب واقع گلاس بار میں داخل ہو گئے۔ بار میں کوئی ایسی زیادہ بھیڑ نہیں تھی۔ آرکسٹرا دھیمے سروں میں کوئی پیاری سی دھن بجا رہا تھا۔ اور لوگ پینے پلانے میں مصروف تھے۔

"ڈکسی کوپر اندر ہے؟" میں نے داخل ہوتے ہی ایک ویٹر سے پوچھا۔
اس نے اندر کی طرف اشارہ کیا اور ساتھ ہی بولا۔ "ابھی آدھ گھنٹہ پہلے آیا ہے۔"

میں بار کے قریب بھیڑ میں سے راستہ بناتا ہوا آگے چلا گیا۔ ایلن سکاٹی کو میں نے بازو سے پکڑ رکھا تھا۔ دائیں طرف دو میزوں پر کئی خطرناک قسم کے لوگ براجمان تھے ان کے چہروں کی سختی اور لاابالی پن سے عیاں تھا کہ وہ خوفناک قسم کے بدمعاش ہیں۔

"تم میں سے ڈکسی کوپر کون ہے؟" میں نے قریب پہنچ کر سوال کیا۔ اور ایک کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔ ایلن بھی قریبی کرسی کھینچ کر میرے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔

"کون ہو تم؟" سامنے بیٹھے دراز قد شخص نے اکھڑ پن سے درشت لہجے میں کہا اس کے اوپر کے کئی دانت مصنوعی تھے۔

میں نے چشم زدن میں اعشاریہ پینتالیس نکال کر نالی کا رخ اس کی دونوں آنکھوں کے عین درمیان کر دیا تاکہ وہ غور سے اس کے فراخ سوراخ میں جھانک سکے۔ نالی میں غالباً موت کا فرشتہ اسے نظر آ گیا تھا۔ چنانچہ اس کا رنگ فق ہو گیا۔

"کیا چاہتے ہو؟" اس مرتبہ اس کا لہجہ یکسر بدلا ہوا تھا۔

"ایک شخص ولیم ڈیکر نے تم سے کچھ قرضہ لیا تھا۔" میں اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔ "اور اب وہ قتل کر دیا گیا ہے۔ بتاؤ اسے کس نے قتل کیا ہے؟"

"نہیں نہیں۔" اس نے سر کو دائیں بائیں جنبش دیتے ہوئے کہا۔ "مجھے کچھ معلوم نہیں ہے میں قسم کھاتا ہوں کہ مجھے کچھ معلوم نہیں ہے۔"

۔ کیتا کے پہلے تمہاری دھمکیوں سے خوفزدہ ہوکر وہ چوری کرنے پر مجبور ہوگیا تھا...."

"نہیں نہیں۔ تمہیں شاید غلط فہمی ہے کیونکہ میں نے اسے ایک ہزار ڈالر قرض دیا تھا جو اس نے دوسرے ہی دن واپس ادا کر دیا تھا۔ ضرور تمہیں ...."

"ٹھہرو۔" میں نے اسے ٹوک دیا۔" اس نے تمہاری ساری رقم ادا کر دی تھی؟"

"ہاں۔ اس نے تمام رقم یکمشت ادا کر دی تھی۔"

"اور اس نے قرضہ لیا کس مقصد کے لئے تھا؟"

"ریس کے لئے۔"

"اس کا مطلب ہے کہ اس نے تمہاری رقم اور ریس میں ہاری جانے والی تمام رقم واپس ادا کر دی تھی۔ کیا بتا سکتے ہو کہ اسے اتنی رقم کہاں سے حاصل ہوئی تھی؟"

"مجھے اس کے متعلق ذرا بھی علم نہیں ہے۔ بہرحال میری رقم اس نے ادا کر دی تھی۔"

"ڈکسی! اچھی طرح کان کھول کر سن لو کہ اگر بعد میں ثابت ہو گیا کہ تم نے ذرا سی بھی جھوٹ بولا ہے۔ تو تمہیں نیچے کی بتیسی بھی مصنوعی لگوانی پڑے گی۔"

اس کے ہاتھ کانپنے لگے اور آواز میں بھی لرزش آ گئی۔" اگر تمہیں یقین نہیں ہے تو میں ثابت کر سکتا ہوں کہ ڈیکر نے میری ساری رقم دوسرے ہی دن ادا کر دی تھی۔ برنی بار کا مالک برنی اس وقت موجود تھا اور ڈیکر نے برنی کے سامنے رقم مجھے دی تھی۔ اگر چاہو تو اس سے پوچھ لو۔"

میں نے پستول ایلین کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔" ضرور پوچھوں گا۔ اور ابھی

پوچھوں گا۔۔۔۔ ایلین اگر یہ اپنی جگہ سے ذرا بھی جنبش کرے تو بے دریغ گولی مار دینا۔" اتنا کہہ کر میں ٹیلیفون بوتھ کی طرف بڑھ گیا۔ ہرنی بار کے مالک نے واضح الفاظ میں تصدیق کی کہ کوپر ٹھیک کہہ رہا تھا۔ چنانچہ میں اپنی جگہ واپس آگیا۔ ایلین تمام بدمعاشوں کو پستول کی زد میں لئے اکڑ کر کھڑی ہوئی تھی۔

"ٹھیک ہے کوپر۔" میں بولا۔" ہرنی نے تمہارے بیان کی تصدیق کر دی ہے اگر وہ تصدیق نہ کرتا تو خدا کی قسم میں گولی مار کر تمہارے سارے دانت غائب کر دیتا۔" اس کی پیشانی سے پسینہ بہہ کر قطرے آنکھوں میں گر رہے تھے۔ اور منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔" آؤ جانم اب چلیں۔" میں نے ایلین کی طرف گھوم کر کہا اور پستول کو ہولسٹر میں ڈالتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ایلین میرے پیچھے تھی۔

دروازے کی طرف جاتے ہوئے میں بھیڑ کو چیرتا چلا جا رہا تھا کہ دائیں طرف کی ایک بوتھ سے باہر نکلتے ہوئے پیر سے ٹکرا گیا۔ بوتھ میں نگاہ ڈالی تو کرنڈل اور ایڈمین آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔

" اوہ مسٹر کرنڈل۔" میں رک کر بولا" تمہارا ایک کرگا ابھی تک مردہ خانے میں لاوارث پڑا ہوا ہے۔ کیا اس کی تجہیز و تکفین کا کوئی ارادہ نہیں ہے؟"

ایڈمین مسکرایا۔" کیا یہ تمہارا دوست ہے؟" اس نے کرنڈل سے پوچھا۔

" ہاں ہم بہت پرانے دوست ہیں۔" میں نے طنزیہ لہجے میں کہا۔" لیکن میں نے تہیہ کر رکھا ہے۔ کہ کسی دن اس کی ناک پر ایسا مکا ماروں گا۔ کہ ساری زندگی ناک ڈھونڈتا پھرے گا۔"

گرنڈل نے کینہ توز نظروں سے مجھے گھورا۔ ادھر ایلن اپنی کہنی میری پسلیوں میں دبا کر بار بار باہر چلنے پر اصرار کر رہی تھی۔ چنانچہ میں اس کا بازو تھام کر باہر آگیا۔ ایلن کے اعصاب کسی قدر کشیدہ اور چہرے پر حد درجہ سنجیدگی طاری تھی۔

"دیکھو مائک" وہ بولی۔ "تمہیں ان لوگوں کے ساتھ اس طرح پیش نہیں آنا چاہیے تھا۔ جانتے ہو وہ دونوں کس قدر خطرناک ہیں"

"کیا تم انہیں جانتی ہو؟"

"ہاں! میرا ڈی اے انہیں عدالت میں پیش کرنے کے لئے اپنی زندگی کے دس سال تک دینے پر آمادہ ہو جائے گا...... جہاں تک ان غنڈوں کے سر پر پستول تان کر کھڑے ہونے کا معاملہ تھا تو کوئی خاص بات نہیں تھی۔ مگر ان دو خوفناک آدمیوں....."

"سنو جانم" میں اس کی بات کاٹ کر بولا۔ "وہ صرف اس لئے خطرناک ہیں کہ ان کے پاس دولت اور طاقت ہے۔ اگر ان کے پاس دولت نہ ہو تو وہ حقیر کیڑے مکوڑوں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے

"بہر حال بہتر یہی ہے کہ ان لوگوں سے دور ہی رہو...... اور اب کچھ کھلاؤ پلاؤ گے بھی یا یوں ہی گھماتے رہو گے"

میں اسے ایک ایسی بار میں لے گیا جہاں زیادہ تر شریف لوگ ہی جاتے تھے۔ دو دو جام پی کر نکلے تو ایلن کی کوفت بہت حد تک دور ہو چکی تھی۔

"اچھا مائک! اب میں گھر جانا چاہتی ہوں۔" کار تک پہنچتے ہی وہ بولی۔

چنانچہ میں نے گاڑی اسٹارٹ کی اور اسے لے کر ٹریفک کی ریل پیل میں شامل ہو گیا
ایلین نئی آبادی میں ایک نو تعمیر شدہ عمارت کی بالائی منزل پر رہتی تھی۔ عمارت کے سامنے گاڑی روک کر میں باہر نکلا اور آگے سے گھوم کر اس کے لئے دوسری طرف کا دروازہ کھول دیا۔

"تم نہیں آؤ گے؟" وہ مسکرا کر لگاوٹ سے بولی۔

"ضرور۔ میں تو اسی جملے کے انتظار میں تھا۔"

خود کار ایلیویٹر کے ذریعے ہم مطلوبہ منزل پر اتر گئے۔ ایلین کے اپارٹمنٹ میں قدم رکھتے ہی میری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ ڈرائنگ روم اور لونگ روم بیش قیمت فرنیچر، خوبصورت قالینوں اور قیمتی مخملیں پردوں سے آراستہ تھے۔ اپارٹمنٹ چھ کمروں پر مشتمل تھا اور کمروں میں موجود ہر چیز سے عمدگی اور جدت نمایاں تھی۔

"کتنی تنخواہ ملتی ہے تمہیں؟" میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"کوئی زیادہ نہیں۔ البتہ میں تمہارا مطلب سمجھ گئی ہوں۔ اس اپارٹمنٹ میں ہم تین لڑکیاں رہتی ہیں۔ ایک پٹی جسے آج شام تم نے ہیڈ کوارٹر میں میرے ساتھ کام کرتے ہوئے دیکھا تھا۔۔۔"

"وہی چھوٹے قد کی موٹی سی؟"

"ہاں۔ مگر مردوں کے لئے کافی کشش رکھتی ہے کیونکہ خاصی مالدار ہے۔"

"پھر نوکری کیوں کرتی ہے؟"

"اس لئے کہ نوکری کرتے ہوئے مردوں سے ملنے کے زیادہ مواقع ملتے ہیں۔۔۔ اچھا باتیں تو بعد میں بھی ہوتی رہیں گی۔ تم بیٹھو میں کھانے پینے کے لئے کچھ

لے آؤں۔" یہ کہہ کر وہ باورچی خانے کی طرف چلی گئی اور چند منٹ کے بعد جب واپس آئی تو ہاتھوں میں ٹرے اٹھائے ہوئے تھی۔ ایک پلیٹ میں سینڈوچ اور دوسری میں مختلف قسم کے بسکٹ تھے اور بیئر کی بوتلیں تھیں۔ اسی وقت سامنے کے دروازے سے ایک اور لڑکی برآمد ہوئی جس نے منی اسکرٹ پہن رکھا تھا۔

"ہیلو۔" اس نے مجھے دیکھتے ہی دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"ہی" میں نے بھی جواباً دانت نکال دیئے۔ اور وہ میرے قریب ہی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"اگر بیٹھنا ہی ہے" ایلین اس لڑکی سے بولی۔ "تو جا کر ڈھنگ کے کپڑے پہن آؤ ورنہ جا کر سو رہو۔" اتنا کہہ کر وہ میری طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ "اس کا نام پیچی ہے۔ میرے ساتھ ہی کام کرتی ہے۔"

"تم تو ہر وقت ٹوکتی ہی رہتی ہو۔" اس لڑکی نے جواب دیا۔ اور اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی

"دیکھا مائک کیسی واہیات لڑکیوں سے نباہ کرنا پڑ رہا ہے مجھے" اس کے جاتے ہی ایلین نے کہا۔

"کاش تمہاری بجائے مجھے ان کے ساتھ نباہ کرنا پڑتا۔" میں نے حسرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"لعنت ہے تم پر۔" وہ ہنستے ہوئے بولی۔

"اچھا جانم اب میں چلوں گا۔"

اس نے چاہت بھری نگاہوں سے مجھے دیکھا۔ پھر مسکرائی اور ساتھ ہی

بولی: "ٹھہر نہیں سکتے کیا جانا اتنا ہی ضروری ہے؟"

میں نے اسے مقتول کے بچے کے متعلق بتایا اور کہا کہ مجھے اسے بستر میں سلانا پڑتا ہے اور یہ کہ اسے بہت دیر پہلے اسے سلا دینا چاہیئے تھا۔

اس نے قاتلانہ ترچھی نظروں سے دیکھا ساتھ ہی مسکراتے ہوئے بولی۔ "پہلے مجھے تو بستر میں سلا دو۔"

"نہیں ڈارلنگ! مجھے اس وقت لازماً جانا ہے۔ پھر کبھی سہی۔"

میں کار میں بیٹھا اور گھر کا رخ اختیار کر لیا۔ تمام راستہ ایلن کے متعلق ہی سوچتا رہا۔ بہت ہی خوبصورت اور خلیق تھی۔ پرشباب جسم جیسے سانچے میں ڈھلا تھا۔ پھر سب سے بڑی بات یہ کہ عام عورتوں کی طرح ناز نخرے بھی نہیں کرتی تھی

گھر پہنچ کر کار گیراج میں کھڑی کی اور جیب سے چابی نکال کر دروازہ کھولا۔ پہلا قدم اندر رکھتے ہی مجھے شبہ ہو گیا اور ایک دم بائیں طرف جھک گیا۔ مگر اس کے باوجود مجھے کچھ تاخیر ہو گئی تھی۔ کوئی چیز میرے شانے سے چھوتی ہوئی گذر گئی۔ میں نے اندازے سے ہوا میں گھونسا مارا تو اس کا بازو میرے ہاتھ میں آ گیا۔ اور دونوں ہاتھ سے جھٹکے سے اس کے بازو کو پیچھے سے اپنے شانے پر رکھ کر دھوبی پٹڑا مارنے کی کوشش کی۔ اس کا گرم اور تیز تیز سانس میں اپنی گردن پر صاف محسوس کر رہا تھا اس نے دوسرا بازو میری گردن میں ڈال کر گلا دبانے کی کوشش کی مگر اتنی دیر میں وہ میرے سر پر سے گھوم کر دھڑام سے فرش پر آ رہا۔ خدا جانے پتھر کا بنا تھا، یا لوہے کا۔ حرام ہے جو اس پر کوئی اثر ہوا ہو۔ مجھے پوری امید ہے کہ کچھ دیر فرش سے اٹھ بھی نہیں سکے گا۔ لیکن وہ پلک جھپکتے میں اٹھ کھڑا ہوا۔ میں نے تیزی سے

آگے بڑھ کر دایاں گھٹنا چلایا جو اس کے نازک ترین مقام پر لگا اور لگتے ہی
وہ درد سے دہرا ہو گیا۔ میں گریبان سے پکڑنے کے لئے ابھی بمشکل جھکا ہی تھا
کہ میرے سر پر آسمان پھٹ پڑا۔ ظالم نے ہاتھ میں پکڑی کوئی ٹھوس اور بھاری
چیز میرے سر پر دے ماری تھی۔ اتھاہ تاریکیوں میں ڈوبتے ڈوبتے میں نے
ایسی آہٹ سنی جیسے وہ دروازے سے نکل کر سیڑھیاں اتر رہا تھا۔

۴

پتہ نہیں کتنی دیر بے ہوش رہا۔ سر شدت درد سے پھٹا جا رہا تھا۔ بڑی
مشکل سے آنکھیں کھولیں تو اسی جگہ فرش پر اوندھے منہ پڑا ہوا تھا۔ ٹیلیفون
کی گھنٹی وقفوں وقفوں کے بعد برابر بجے چلی جا رہی تھی۔ دوسری طرف دروازے
تک پہنچا اور بڑی مشکل سے ہاتھ بڑھا کر پٹ کھول دیا۔ سامنے ادھیڑ عمر عورت
بچے کو گود میں لئے کھڑی تھی۔ بچہ مجھے دیکھتے ہی مسکرانے لگا۔

عورت نے میری حالت دیکھتے ہی بچے کو سینے سے چمٹا لیا۔ "مسٹر مائک"۔
اس نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔ لیکن میں نے اس کی بات کاٹ دی۔ میں سمجھ گیا کہ

وہ سمجھتی ہے کہ میں شراب کے نشے میں مدہوش ہوں۔ ”مسز پال میں نشے میں دھت نہیں ہوں بلکہ ایک بدمعاش نے سر پہ ضرب لگا کر مجھے بے ہوش کر دیا تھا۔ یہ دیکھو“ میں نے سر کے دائیں طرف ابھرے گومڑ کی طرف اشارہ کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹیلیفون کی طرف بڑھ گیا۔

”مالک؟“ دوسری طرف سے سوالیہ انداز میں کیپٹن ہیلٹ کی آواز سنائی دی

”نہیں۔ بلکہ مالک ہمیر کے باقیات۔“ میں نے جلے کٹے لہجے میں کہا۔

”کیا ہوا؟“

”کچھ نہیں۔ کوئی ظالم میرے ہی گھر میں آکر میرا سر پھوڑ گیا ہے۔“

”سنو مالک“ وہ سنی ان سنی کرتے ہوئے تیزی سے بولا۔ ”فوراً ہیڈ کوارٹر پہنچو۔“

”بات کیا ہے؟“

”بات کیا خاک ہے۔ کوئی نہ کوئی مصیبت ہی کھڑی کرتے رہتے ہو۔ حالانکہ لاکھ مرتبہ سمجھا چکا ہوں کہ پولیس کے معاملات میں دخل مت دیا کرو۔“

”بات تو بتاؤ یا یوں ہی ....“

بات بھی بتا دوں گا۔ مگر اس سے پہلے کہ ڈسٹرکٹ اٹارنی کے آدمی تمہیں آکر گرفتار کر لیں فوراً یہاں چلے آؤ۔ فی الحال اتنا ہی کافی ہے کہ ایک قتل اور ہو گیا ہے اور لاش پہ تمہارا نام تحریر ہے۔“ اتنا کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔

ریسیور رکھ کر گھوما ہی تھا کہ مسز پال کو اندھا دھند کمرے کے آخری گوشے کی طرف دوڑتے دیکھا۔ ادھر نگاہ ڈالی تو بچہ گھٹنوں اور ہاتھوں کے بل چلتا میز

کے نیچے فرش پر رکھے اعشاریہ پنتالیس تک پہنچ چکا تھا اور ہاتھ بڑھا کر اٹھانے ہی والا تھا۔ کہ مسز پال نے ٹھوکر مار کر دور پھینک دیا اور جلدی سے بچے کو گود میں اٹھا لیا۔

"خدا جانے اب کیا ہو کر رہے گا۔" میں مسز پال اور بچے کو حیرت سے دیکھتے ہوئے بڑبڑایا۔

ابھی دل کی دھڑکن بمشکل معمول پر آئی تھی کہ کسی نے دروازہ دھڑدھڑایا۔ جلدی سے جا کر کھولا تو ایک باوردی شخص نے مجھے دیکھتے ہی کہا۔ "مسٹر مائیکل سمیرز؟"

"ہاں۔ فرمائیے؟"

اس نے ایک دو فٹ لمبا گتے کا ڈبہ میرے ہاتھ میں پکڑا دیا۔ "اس رسید پر دستخط کر دیجئے۔"

میں نے دستخط کر دیئے اور ڈبے کو اندر لے آیا۔ کھولا تو بچے کے لئے بہترین قسم کے کئی جوڑے کپڑے اور جوتے تھے۔ کپڑوں کی تہہ میں ایک خط بھی تھا۔ کھول کر پڑھا تو لکھا تھا۔

"ڈیر مائک۔ چونکہ مردوں کو بچوں کے لئے کپڑے خریدنے کا کوئی خاص سلیقہ نہیں ہوتا اس لئے یہ چند جوڑے بچے کے لئے بھیج رہی ہوں۔ مطلع کرنا کہ بچے کو فٹ آئے ہیں یا نہیں۔

نیک تمناؤں کے ساتھ لی مارشا"

مسز پال مجھے مشکوک نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ چنانچہ میں سپاٹ لہجے میں بولا۔ "مسز پال شبہ والی قطعی کوئی بات نہیں ہے اس بچے کے باپ کو کسی ظالم نے

نے قتل کر کے اسے یتیم بنا دیا ہے۔ اور میں قاتل کی تلاش میں سرگرداں ہوں۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو میری اس کوشش کو قطعی پسند نہیں کرتے۔ میرے سر پہ یہ گومڑ مجھے خوفزدہ کرنے کے لئے ہے کہ میں اپنی کوشش اور جدوجہد سے باز آجاؤں۔ لیکن میں نے قاتل کو کیفر کردار تک پہنچانے کا تہیہ کر رکھا ہے۔ مجھے توقع ہے کہ تم پورا تعاون کرو گی اور جب تک بچے کی نگہداشت کا کوئی اور بندوبست نہ ہو جائے ہر طرح اس کا خیال رکھو گی۔"

وہ پہلے تو چند سیکنڈ تک مجھے دیکھتی رہی پھر آخر کار مسکراتے ہوئے بولی "ٹھیک ہے مسٹر مائک آپ فکر نہ کریں میں بچے کا پورا خیال رکھوں گی۔" یہ کہہ کر وہ دروازے سے نکل گئی۔

ہر قدم پر یوں لگتا تھا جیسے سر پھٹ جائے گا۔ بہر حال گرم پانی کے غسل سے طبیعت کچھ بحال ہوگئی پھر چار انڈے کھائے اور نصف درجن کے قریب توسٹ نگل کر سر کی تکلیف نصف سے بھی کم رہ گئی۔

ہیڈ کوارٹر پہنچ کر پیٹ کے کمرے کی طرف چلتے ہوئے راہداری میں سے گزرنے لگا تو کئی پولیس والے دبی دبی سرگوشیاں کرنے لگے ایک دو نے طنزیہ انداز میں مسکرا کر منہ پھیر لئے۔ بہر حال میں سیدھا پیٹ کے کمرے میں چلا گیا۔ پیٹ اپنی سیٹ پر نہیں تھا بلکہ اس کی بجائے وہاں ڈی اے کا نائب پیر پھیلائے اور سر کرسی کی پشت سے ٹکائے بڑے کروفر سے بیٹھا تھا۔ کئی منٹ اسی طرح گزر گئے۔ مجھے اس نائب کے انداز سے بیٹھنے پر بڑا تاؤ آرہا تھا۔ اور دل چاہ رہا تھا کہ اکڑی ہوئی گردن کو اسی طرح پکڑ کر مروڑ دوں۔ لیکن خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا۔ بس اتنے پر ہی اکتفا

گیا کہ حقارت سے اس کی طرف دیکھ کر کمرے کے عین وسط میں تھوک دیا اور جیب سے سگرٹ نکال کر ٹھاٹ سے پینے لگا۔ میرے طور اطوار کو دیکھ کر اُسے مجھ سے سوالات کرنے کی جرات نہ ہو سکی۔

اسی وقت دروازہ کھولا اور پیٹ اندر داخل ہوا۔ "ہیلو پیٹ" میں نے رسماً کہا۔ لیکن وہ میری طرف ذرا بھی توجہ دیئے بغیر آگے بڑھ گیا۔ اس کا چہرہ شدت غیظ و غضب سے سرخ ہو رہا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ قدموں سے چلتا نائب کے قریب پہنچ گیا پھر اس پر اتنا جھک گیا کہ دونوں کے چہروں میں بمشکل ایک انچ کا فاصلہ تھا۔ دونوں ہاتھ کچھ اوپر اٹھے۔ میں سمجھا کہ وہ نائب کا گلا گھونٹنے لگا ہے۔ لیکن فوراً ہی مٹھیاں بھینچ کر ہاتھ نیچے کر لئے، ساتھ ہی نائب سے مخاطب ہوا۔

"پولیس کے معاملات میں تم نے کب سے دخل اندازی شروع کی ہے؟... کان کھول کر سن لو کہ میں ہنوز شعبہ قتل کا انچارج ہوں اور وہی کچھ کروں گا۔ جو میرا دل چاہے گا۔ تمہیں اس کرسی پر بیٹھنے کی جرات کیسے ہوئی؟"

"مجھے .... مجھے تو ڈسٹرکٹ اٹارنی نے ...." نائب نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ لیکن پیٹ نے اسے فقرہ مکمل نہ کرنے دیا اور غصے سے پھیلتے ہوئے چیخا۔ "نکل جاؤ...... اس سے پہلے کہ تمہارے .... پر لگ مار کر باہر پھینک دوں یہاں سے دفع ہو جاؤ۔"

نائب تقریباً دوڑتا ہوا کمرے سے نکل گیا تو میں بولا۔ "میں تو خود اسے تمہاری کرسی پر دیکھ کر بمشکل اپنے آپ کو قابو میں رکھ سکا تھا مگر یہ یہاں آیا کس لئے تھا؟"

"حرامزادہ سمجھتا ہے کہ چونکہ تم پر قتل کا شبہ ہے اور تم میرے دوست ہو

اس لئے میں جانبداری برتوں گا۔ اور پھر دلیری تو دیکھو کہ ادھر ہیں نے تمہیں فون کر کے بلایا۔ ادھر اس نے ایک فرضی فون کال کر کے مجھے ہیڈ کوارٹر سے باہر بھیج دیا اور خود یہاں آ کر جم گیا۔"

"بہر حال تم حد سے تجاوز کر گئے تھے اور ڈی اے اپنے نائب کے ساتھ اس قسم کا سلوک ہرگز برداشت نہیں کرے گا۔" میں نے سگریٹ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میں اس حرامزادے سے پہلے ہی خار کھائے بیٹھا تھا۔ قدم قدم پر میرے معاملات میں ٹانگ اڑانے کی کوشش کرتا ہے رہ گیا سوال ڈی اے کا تو اس سے بھی نمٹ لوں گا۔ اگر ذرا بھی گرم سرد ہوا تو اخبارات کے نمائندوں کو بلا کر اس کے خلاف وہ مواد شائع کراؤں گا کہ آئندہ الیکشن میں بٹی پلید ہو کر رہ جائے گی۔"

"ڈی اے اس وقت ہے کہاں؟" میں نے پوچھا۔

"اندر بیٹھا اپنی ناکامی پر پیچ و تاب کھا رہا ہے۔"

"ناکامی!؟"

"ہاں۔ آج رات ایک قمار خانے پر چھاپہ مارا تھا لیکن وہاں چوہے کا بچہ بھی ہاتھ نہیں آیا۔"

"کس کا قمار خانہ؟... کون چلا رہا ہے؟"

"میری اطلاعات کے بموجب ایڈمٹن کے آدمی چلا رہے ہیں۔"

"ہوں... اور مجھے تم نے یہاں کس لئے بلایا تھا!"

"ڈی اے تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہے... مائک کیا تم نے ہیل ہوکر نامی

کسی شخص کو قتل کیا ہے!"

"میل ہوکمہ ؟ ... اف خدایا۔"

"کیوں کیا بات ہے؟" پیٹ نے سخت حیرانی سے پوچھا۔

"ہوکمہ مقتول ڈیکمہ کا دوست تھا اور ...." اس کے ساتھ ہی ڈیکمہ اور ہوکمہ کے تعلقات، ریس میں ہار جیت، قرض کی داستان اور ڈکیتی کو پیسے ہونے والی ساری بات چیت کی کہانی میں نے پیٹ کو سنا دی۔

کہانی سن کر پیٹ کا سینہ پھول گیا۔ "آؤ چلیں۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ راستے میں آنے والے ہر شخص کو چیر کر پھینک دے گا۔ اسے اطمینان ہو گیا تھا کہ قتل میں نے نہیں کیا۔ ڈی اے کے آفس روم کے دروازے پر پیٹ نے دستک دی تو فوراً اندر بلا لیا گیا۔ ڈی اے کے شاہانہ انداز میں اپنی کرسی پر پڑا جمان تھا اس کے سامنے اتنی بڑی میز تھی کہ اس پر ٹیبل ٹینس کھیلی جا سکتی تھی۔ اس کے دائیں بائیں اس کے دونوں نائب بیٹھے تھے۔ ان کے علاوہ دو سادہ پوش بھی اور وہ کھڑکی کے قریب کھڑے ہوئے تھے۔

میں جوں ہی اندر داخل ہوا سب کی نظریں میری طرف گھوم گئیں۔ ان کی نگاہوں میں میرے لئے نفرت و حقارت کے علاوہ اور بھی کیا سکتا تھا۔

"بیٹھ جاؤ ہیمر۔" ڈی اے نے پیٹ کے بعد میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

میں میز تک پہنچا اور دونوں ہاتھ میز کے کنارے پر رکھ کر آگے کی طرف جھکتے ہوئے بولا۔

"تم نے میرے نام کے ساتھ مسٹر نہیں لگایا۔ آئندہ خیال رکھنا۔" میرا لہجہ

اکھڑ پن کی حد تک تیز تھا۔ " اور یاد رکھو کہ اگر تم یا تمہارا کوئی چمچہ میرے ساتھ بدتمیزی سے پیش آیا تو نتائج کا خود ذمہ دار ہو گا۔ اگر کسی کے دل میں کوئی حسرت ہے تو بڑی خوشی سے نکال لے۔ میں یہاں صرف اس لئے چلا آیا ہوں، کہ تمہارے دفتر کو غلط آدمی کی گرفتاری کے الزام سے بچا لوں۔ ایسی حالت میں جبکہ تمہیں حقائق تک کا علم نہیں ہے گرفتاری خطرناک ہو سکتی ہے۔"

"لیکن ہمیں تمام حقائق کا علم ہے...." مسٹر ہیمر۔" اس مرتبہ اس کا لہجہ کافی نرم تھا۔

"آپ کو کیا معلوم ہے؟"

"ایک شخص کو گولی مار کر ہلاک کیا گیا ہے اور گولی اعشاریہ پینتالیس سے نکلی ہے۔"

"تو کیا ساری دنیا میں صرف ایک ہی اعشاریہ پینتالیس ہے؟" میرا لہجہ طنزیہ تھا: "گولی کا تجزیہ کر لیا گیا ہے؟"

"نہیں۔ کیونکہ گولی مل ہی نہیں سکی۔ جسم سے پار ہو کر کھلی کھڑکی سے باہر نکل گئی ہو گی۔ بہت کوشش کی ہے مگر نہیں مل سکی...... بہرحال تمہاری انگلیوں کے نشانات کئی چیزوں پر پائے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ عمارت کی مالک نے بھی تمہارا فوٹو دیکھ کر تصدیق کی ہے۔ کہ تم ہو کر دھمکیاں دیتے ہوئے اس کمرے سے نکلے تھے۔"

"تو اس کا مطلب ہے کہ میں نے بعد میں جا کر اسے شوٹ کر دیا..... کیا تم مجھے اتنا ہی احمق سمجھتے ہو؟"

"اس مرتبہ تو واقعی حماقت کر بیٹھے ہو۔"

"میں تو پتہ نہیں احمق ہوں یا نہیں مگر تم سے زیادہ احمق شاید ہی اس کرۂ ارض پر کوئی اور پیدا ہوا ہو...... اگر تم میں ذرا بھی عقل ہوتی تو مجھ پر قتل کا الزام عائد کرنے سے پہلے یہ تو پوچھ لیتے کہ میں قتل کے وقت کہاں تھا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ قتل کس وقت ہوا تھا۔..... ذرا ایلین سکابی کو ایک منٹ کے لئے بلانے کی زحمت فرمائیں گے؟" میں نے میز پر رکھے انٹرکام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے طنز آمیز لہجے میں کہا۔

چہرے پر جھنجھلاہٹ اور الجھن کے ملے جلے تاثرات لئے اس نے انٹرکوم کا بٹن دبایا اور مس سکابی کو فوراً آنے کے لئے کہا۔

دروازہ کھلنے سے پہلے میں نے ایک نگاہ پیٹ کے چہرے پر ڈالی۔ اس نے غیر محسوس طور پر سر کو انکار میں ہلکی سی جنبش دی۔ اس کا مطلب تھا کہ میں حد سے تجاوز نہ کروں۔

"مس سکابی۔" ڈی اے ایلین کے داخل ہوتے ہی بولا۔ تاکہ میں اس سے بات نہ کر سکوں۔ "کیا یہ..... مسٹر ہیمر گزشتہ شب ساڑھے گیارہ بجے کے قریب تمہارے ساتھ تھے؟"

"جی ہاں۔" ایلین نے بلا سوچے سمجھے فوراً کہہ دیا۔

"اس وقت تم دونوں کہاں تھے؟" ڈی اے نے پوچھا۔

"باؤن ویں سڑک پر واقع ایک بار میں تھے۔" ایلین نے بلا جھجک جواب دیا۔

"شکریہ مس سکابی۔" ڈی اے نے کہا۔ اور وہ فوراً باہر چلی گئی۔

دو منٹ تک کامل سکوت رہا۔ آخر کار رڈی اسے بولا۔ "تم بھی جا سکتے ہو۔ مسٹر ہیمر۔ ویسے میں تمہاری سرگرمیوں سے تنگ آ چکا ہوں اور ممکن ہے کہ جلد ہی تمہارا لائسنس ضبط کرنے کی سفارش کر دوں۔"

"جو تمہارے جی میں آئے کرو۔ اس سے پہلے بھی تم نے ایک مرتبہ اس قسم کی کوشش کی تھی اور نتیجہ بھی دیکھ لیا تھا۔" اتنا کہہ کر میں گھوما اور تیزی سے نکل آیا۔ سیڑھیاں اتر رہا تھا۔ کہ پیٹ نے پیچھے سے آواز دی۔ میں رک گیا۔ "بڑے ہی خوش قسمت ہو تم۔" اس نے قریب پہنچ کر کہا۔ "مس ایلن تمہیں صاف بچا گئی ہے ۔۔۔۔۔۔ اتنی گرمی کی بھلا کیا ضرورت تھی!"

"مجھے اس حرامزادے کی صورت سے ہی نفرت ہے۔ شکل دیکھتے ہی خواہ مخواہ خون کھولنے لگتا ہے ۔۔۔۔ آؤ سامنے بار میں چلیں۔"

بیئر کے دو دو گلاس پی کر غصہ کافی حد تک ٹھنڈا ہو گیا۔ "فکر نہ کرو مائک میں تمہارے ساتھ ہوں۔" پیٹ میرا شانہ تھپکتے ہوئے بولا۔

"شکریہ پیٹ۔ لیکن میں حیران ہوں کہ مردہ خانے میں تین لاشیں رکھی ہیں اور تم لوگ کچھ بھی تو نہیں کر رہے ہو۔"

"یہ تمہارا خیال ہے مائک ورنہ اپنی سی ہم پوری کوشش کر رہے ہیں۔"

"کیا کوشش کر رہے ہو؟"

"نہیں پہلے تم بتاؤ کہ تمہارا کیا نظریہ ہے؟"

"میرا خیال تو یہی ہے کہ اشد ضرورت اور قرض ادا کرنے کی خاطر ڈیجر چوری پر مجبور ہو گیا تھا۔ لیکن اس کی بدقسمتی کہ اسے منزل کی غلطی لگ گئی اور وہ غلط

اپارٹمنٹ میں چلا گیا۔ ادھر اس کے ساتھیوں کو سیف سے بہت بڑی رقم ملنے کی توقع تھی۔ جبکہ ڈیکر کو سیف سے محض تین سو پندرہ ڈالر ملے۔ ڈیکر کو یقین تھا کہ اس کے ساتھی اس کی بات پر ہرگز یقین نہیں کریں گے۔ چنانچہ اس نے اسی میں خیریت جانی کہ فرار ہو جائے۔ لیکن اس کے ساتھی اس کے پیچھے لگے ہوئے تھے اور آخر کار انہوں نے اسے ختم کر دیا۔ کار ڈرائیور نے اس ڈر سے کہ کہیں اس کا زخمی ساتھی پولیس کے آگے زبان نہ کھول دے اسے بھی کار کے نیچے کچل کر ہلاک کر دیا۔"

"لیکن ہوکر کہاں سے بیچ میں آ گیا؟" پیٹ نے سگریٹ جلاتے ہوئے پوچھا

"ڈیکر ہوکر کا دوست تھا۔ لہٰذا عین ممکن ہے کہ قاتل نے ہوکر کو خاموش کرنے کے لئے ہی اسے قتل کیا ہو۔"

"ہاں یہ عین ممکن ہے۔ مگر تم یہ کیسے کہتے ہو کہ ڈیکر نے ڈکسی کوپر کا قرضہ دوسرے دن ہی ادا کر دیا تھا؟"

"ہاں۔ اس کی میں نے تصدیق بھی کر لی ہے۔...... مگر یہ بھی تو ممکن ہے۔ کہ اس کے بعد ڈیکر نے کسی اور سے قرض لے لیا ہو اور قرض خواہ ہاتھ دھو کر اس کے پیچھے پڑ گیا ہو۔ میں نے بہت غور کیا ہے پیٹ اور اسی نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ڈیکر اپنے ساتھیوں سے سخت خوفزدہ تھا۔ اس کے ساتھیوں کو سو فیصد یقین تھا کہ ڈیکر چوری کی تمام رقم خود ہضم کرنا چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب وہ بچے کو لینے کے لئے گھر گیا۔ تو انہیں غلط فہمی ہوئی کہ وہ رقم اپنے گھر میں چھپانے کے لئے گیا ہے اسی لئے بعد میں انہوں نے اس کے کمرے کی بڑی بری طرح تلاشی بھی لی تھی۔"

"تو تم اب کار ڈرائیور کی تلاش میں ہو؟" پیٹ دو تین کش لگانے کے بعد بولا۔

"نہیں پیٹ۔ میں کار ڈرائیور کی تلاش میں نہیں ہوں بلکہ اس مگر مچھ کی تلاش میں ہوں جس نے ڈیکسن کو قرض دیا تھا۔ اور بعد میں ادائیگی کے لئے دھمکیاں دے کر اسے چوری جیسے ذلیل کام پر مجبور کر دیا تھا۔ میں نے پختہ عزم کیا ہوا ہے کہ اسے تلاش کر کے رہوں گا۔ اور اس کے جسم سے خون کا آخری قطرہ تک نچوڑ لوں گا۔ تاکہ ہوش سنبھالنے پر اس یتیم بچے کو بتا سکوں کہ جانکنی کے وقت تمہارے باپ کے قاتل کے چہرے پر اس قسم کے تاثرات تھے۔"

"نہیں مائک۔ قانون کو ہاتھ میں لینے کی میں تمہیں ہرگز اجازت نہیں دوں گا۔"

"سنو پیٹ۔ میں بھی اسی شہر میں رہتا ہوں اور ایک شہری ہونے کی حیثیت سے اسے پاک صاف رکھنے کی کسی حد تک ذمہ داری مجھ پر بھی عائد ہوتی ہے۔"

"لعنت ہے تم پر۔۔۔۔ اچھا یہ بتاؤ کہ لاؤ گرینڈل سے کس لئے الجھ پڑے تھے؟"

"تو کیا تمہیں یہ بھی معلوم ہو چکا ہے۔" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں۔ میں اس سے ملنے گیا تھا تاکہ آرنلڈ پاسل اور اس کے تعلقات کے بارے میں کچھ معلوم ہو سکے۔ بہرحال وہ بہت گرم ہو رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ تم نے اسے دھمکی بھی دی ہے۔۔۔۔ مائک! کبھی عقل کی کوئی بات مان بھی لیا کرو۔ تمہارے لئے بہتر ہے کہ گرینڈل اور ایڈمٹن سے دور ہی رہو۔ اول اس لئے کہ وہ بہت زیادہ خطرناک ہیں۔ دوسرے اس لئے بھی کہ ڈی اے انہیں پھانسنے کے لئے ہر جتن کر رہا ہے۔ یہاں تک کہ ڈی اے کا ایک آدمی چوبیس گھنٹے ہر لمحہ سائے کی طرح ان کے پیچھے لگا رہتا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ تم کسی بڑی مشکل میں نہ پھنس جاؤ۔"

"اگر ایسی ہی بات ہے تو بتاؤ گرینڈل کل رات کہاں تھا؟" میں نے سوال کیا۔

"گرینڈل؟ ...... کہیں تم ہو کرکے قتل کے قلابے گرینڈل سے تو نہیں ملا رہے۔ نہیں مائک گرینڈل جیسی شخصیت کا ہاتھ دیکھ رہا ہوں جیسے کہ تمام لیٹرے کنگڈروں کے قتل میں ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اگر کسی معروف شخصیت یا سیاسی آدمی کا قتل ہوتا تو اس پر شبہ کیا جا سکتا تھا اور اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ ہو کرکے قتل کو گرینڈل کے سر زبردستی تھوپ کر اسے پھانس سکتے ہو تو تمہاری خام خیالی ہے۔ وہ کوئی معمولی آدمی نہیں ہے اس کے سر زبردستی کوئی جرم نہیں تھوپا جا سکتا۔ کیونکہ عدالت میں ہم اسے ثابت نہیں کر سکیں گے اور اس کے چوٹی کے وکیل اسے صاف بری کرا لیں گے۔ نتیجہ کیا نکلے گا یہی ناکہ تمام شہر پولیس کا مذاق اڑائے گا۔ اسی لئے ڈیکا لے اس پر ہاتھ ڈالنا نہیں چاہتا پھر پورا ہاتھ ڈالنا چاہتا ہے۔"

"جو وہ شاید تمام زندگی نہیں ڈال سکے گا۔" میں نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اچھا بھئی۔ میں تو اب چلتا ہوں۔" یہ کہہ کر وہ اٹھا۔ جلتے سگریٹ کا ٹکڑا ایڑی سے فرش پر رگڑا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

میں نے بل ادا کیا اور ٹیلیفون بوتھ میں چلا گیا۔ سکہ ڈال کر لی مارشا کے تھیٹر کا نمبر گھمایا تو دوسری طرف سے لی مارشا کی ملازمہ نے بتایا کہ مس لی مارشا ریہرسل کر رہی ہیں۔ اور اگر میں ان کا کوئی دوست ہوں تو ضرور آ سکتا ہوں۔"

میں باہر آ کر اپنی کار میں بیٹھا اور تیز رفتاری سے گرین ورچ ولیج کی طرف روانہ ہو گیا۔ سہ پہر ڈھل چکی تھی۔ موسم گرم اور حبس آلود تھا۔ تھیٹر کی عمارت کوئی بہت وسیع و عریض نہیں تھی۔ باہر تمام دیواریں رنگین پوسٹروں سے ڈھکی ہوئی تھیں۔ گیٹ

پہرکھڑے ملازم نے پہلے تو مجھے غور سے دیکھا پھر آخر کار اندر جانے کی اجازت دے دی۔ برآمدے سے گذر کر صدر دروازے سے اندر داخل ہوا تو طویل راہ داری میں دونوں طرف دروازے تھے۔ مجھے کچھ معلوم نہیں تھا کہ کدھر جانا ہے۔ بہرحال کہیں تو جانا تھا۔ چنانچہ دائیں طرف تیسرے دروازے میں داخل ہو گیا۔ وہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جو برقی لیمپ کی روشنی سے جگمگا رہا تھا۔ نگاہ اٹھی تو بائیں طرف کی دیوار کے ساتھ دو جوان لڑکیاں کھڑی تھیں۔ انہوں نے قدیم رومی قسم کے گھگھرے پہن رکھے تھے۔ ان میں سے ایک تو سگریٹ پی رہی تھی۔ اور دوسری نے دونوں ہاتھوں سے اپنے گھگھرے کو کمر تک اٹھا کر ہاتھ کولہوں پر رکھے ہوئے تھے۔ مجھے داخل ہوتے دیکھ کر اس نے جلدی سے گھگھرا نیچے چھوڑ دیا۔ ادھر میں تیزی سے باہر نکل آیا۔ دراصل وہ غریب بھی کیا کرتی ایک تو گرمی بہت تھی دوسرے گھگھرا بھی بہت بھاری تھا۔

اسی وقت سامنے سے ایک کارٹون نما شخص نمودار ہوا تو میں نے اس سے مس لی مارشا کی بابت پوچھا۔ اس نے بائیں طرف آخری دروازے کی طرف اشارہ کیا اور تیزی سے گذر گیا۔ آخری دروازے میں داخل ہوا تو وہ ایک بڑا ہال تھا۔ اسٹیج پر متعدد لڑکیاں اسی قسم کا قدیم رومی لبادہ پہنے ریہرسل میں مصروف تھیں۔ حالانکہ دو پنکھے چل رہے تھے۔ مگر گرمی سے سانس لینا دوبھر ہو رہا تھا۔

آخر کار میں نے اسے دیکھ لیا۔ وہ سفید ساٹن کا لبادہ پہنے ہوئے اسٹیج پر لڑکیوں کے جھرمٹ میں کوئی قدیم کورس گا رہی تھی۔ گانا ختم ہوتے ہی وہ دیوانہ وار میری طرف دوڑ پڑی۔

"اوہ... اوہ مائک۔ تمہیں میرا پیکٹ مل گیا تھا؟" وہ بڑے پیار

سے میرا بازو تھام کر بولی۔

"اسی کا شکریہ ادا کرنے تو آیا ہوں۔"

"بچہ خیریت سے ہے نا؟"

"بچے کی خیریت تو پوچھ لی۔ میری بھی تو پوچھو۔"

"تمہیں کیا ہوا ہے؟" وہ شرارت سے آنکھیں نچاتے ہوئے بولی۔

"یہ دیکھو۔" میں نے سر جھکاتے ہوئے گومڑ کی طرف اشارہ کیا۔

اس نے گومڑ کو ٹٹولا اور ساتھ ہی کہا۔ "کون تھا وہ؟"

"اگر یہ معلوم ہوتا کہ وہ کون تھا تو وہ اب تک ہسپتال میں نہ ہوتا؟"

"آؤ ادھر چل کر بیٹھتے ہیں۔" اس نے دیوار کے ساتھ رکھی کرسیوں کی طرف

اشارہ کیا۔ "چند منٹ گپ شپ لگائیں گے۔"

"نہیں جانم اس وقت نہیں انشاءاللہ رات کو موقع ہوا تو آجاؤں گا۔"

وہ ترچھی نظروں سے دیکھ کر مسکرائی پھر چند ثانیے کے بعد بولی۔ "ضرور

آجانا۔"

"اور ہاں۔" میں نے کہا۔ "تمہاری اطلاع کے لئے عرض ہے کہ ایک قتل اور

ہوگیا ہے۔"

"ایک اور قتل ہوگیا ہے؟" اس نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر کہا۔ "کس کا؟"

"ڈیکر کے دوست میل ہوکر کا اور مجھے یقین ہے کہ یہ قتل بھی اسی سلسلے کی

ایک کڑی ہے۔ شکر کرو کہ تم بچ گئیں ورنہ تمہیں بے ہوش کرنے کی بجائے قتل بھی

کیا جاسکتا تھا۔"

"اوہ مائک یہ سب کیا ہو رہا ہے اور تم اس سلسلے میں کیا کر رہے ہو ؟"

"فکر نہ کرو میں اپنی کوشش میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھوں گا۔ اور نہ صرف قاتل بلکہ اس کے پشت پناہوں کو بھی جہنم واصل کر کے رہوں گا۔"

"تو کیا ان وارداتوں کے پیچھے کچھ اور لوگوں کا ہاتھ ہے ؟"

"ہاں۔ مجھے یقین کی حد تک شبہ ہے کہ ان وارداتوں میں گرینڈلی اور رایڈیٹن جیسے بڑے بدمعاشوں کا ہاتھ ہے اس کے علاوہ ایک اور نام بھی سنا جا رہا ہے اور وہ ہے مرحوم چارلی فالن کا۔"

"یہ چارلی فالن کا کیا تذکرہ ہو رہا ہے۔" دوسری طرف سے ایک اور لڑکی نے ان کے قریب پہنچ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"مائک یہ میری دوست مس کیسے ہے اور مسٹر میرے دوست مسٹر مائک ہیمر ہیں پرائیویٹ سراغرساں ہیں اور آجکل قتل کی وارداتوں کی تفتیش کر رہے ہیں۔" لی نے تعارف کراتے ہوئے کہا۔ "اور ہاں مائک مس کیسے بھی میری طرح کافی عرصہ الی ووڈ میں گزار چکی ہے۔"

"تو کیا تم چارلی فالن کو جانتی ہو ؟" میں نے مس کیسے سے پوچھا۔

"اگر تم اسی فالن کا ذکر کر رہے ہو جسے میں جانتی ہوں تو اسے کون نہیں جانتا"

"کیا وہ زیر زمین ہونے والی مجرمانہ سرگرمیوں کا سرغنہ تھا ؟" میں نے سوال کیا۔

"بالکل تھا۔ اور خاصا مالدار تھا۔ حسین لڑکیوں اور خوبصورت فلم ایکٹرسوں کو خطوط لکھنا اور گلدستے وغیرہ بطور تحفہ پیش کرنا اس کا مشغلہ تھا۔ مجھے بھی

اس نے تقریباً بیس خطوط لکھے تھے ...... لی میں ٹھیک کہہ رہی ہوں نا ؟"
مس کے نے لی سے تصدیق چاہی۔ "تمہیں بھی تو خطوط لکھے تھے اس نے ؟"
"ہاں۔ چند خطوط مجھے بھی لکھے تھے ...... ویسے ہائی سوسائٹی میں خاصا
مقبول تھا۔ کیونکہ پارٹیوں وغیرہ میں دل کھول کر خرچ کرتا تھا۔"
"ڈائریکٹر نے بلایا ہے۔ جلدی سے چلیں کیونکہ سیٹ تیار ہو چکا ہے۔"
اسی وقت ایک لڑکے نے دائیں طرف سے نمودار ہو کر مس کے اور لی سے کہا۔ اور
پھر لی پر ایک بھرپور نظر ڈالتا ہوا چلا گیا۔
"یہ لڑکا بھی تمہاری زلف گرہ گیر کا اسیر معلوم ہوتا ہے۔" میں نے مسکرا
کر لی سے کہا۔
"ہاں مجھے معلوم ہے اور مزہ یہ ہے کہ ابھی انیس برس کا بھی نہیں ہوا۔ کچھ
دن پہلے ایک ایکسٹرا سے اس کا عشق چل رہا تھا۔ مگر بعد میں جب معلوم ہوا کہ وہ پہلے
ہی شادی شدہ ہے تو بچارے کو بڑا دھچکا لگا تھا۔ آج کل مجھ پر نظر عنایت ہے۔"
"مبارکباد پیش کروں۔" میں نے چبھتے الفاظ میں کہا۔
"نہیں مائک۔ تمہیں شاید حسد ہو رہا ہے۔"
"نہیں میں اتنا تھرڈ کلاس نہیں ہوں ...... مگر یہ اس نے ہاتھ گلے میں کیوں
لٹکا رکھا ہے ؟"
"بیچارہ بالس کی سیڑھی سے گر گیا تھا۔ پرسوں اسی کو تو ہسپتال لے کر
گئی تھی اور جب واپس اپنے اپارٹمنٹ پہنچی تو وہ سیف والا واقعہ پیش آگیا ......
اچھا مائک بائی بائی۔" اس کے ساتھ ہی وہ تیز تیز چلتی اسٹیج کی طرف چلی گئی۔

۵

تھیٹر کے نیم تاریک ماحول سے نکلا تو باہر دھوپ میں آنکھیں چندھیانے لگیں۔ بہر حال کار میں بیٹھا اور شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ شہر کی ٹریفک میں سے ڈرائیو کرتے ہوئے بھی میرا دماغ مختلف خیالات کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ تین شخص قتل ہو چکے تھے۔ لیکن قاتل آزاد پھر رہا تھا۔ اور حالت یہ تھی کہ ابھی تک کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکا تھا۔

ابھی کئی سوالات ایسے تھے جو مجھے پریشان کئے ہوئے تھے۔ اور جب تک ان کے واضح جوابات معلوم نہ ہو جائیں میں کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکتا تھا۔ مثلاً وہ بدمعاش کون تھے۔ جو خواہ مخواہ بار میں مجھ سے الجھ پڑے تھے اور جن کا میں نے مار مار کر حلیہ بگاڑ دیا تھا اس خیال کے آتے ہی میں نے گاڑی کا رخ بندرگاہ کی طرف موڑ دیا۔ اور گاڑی پارک کر کے بار میں چلا گیا۔

بار تقریباً خالی پڑی تھی۔ بار ٹنڈر نے مجھے داخل ہوتے دیکھ کر جلدی سے خالی گلاس کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن میں نے اشارے سے اسے روک دیا۔ ساتھ ہی بولا۔ "مجھے پہچانتے ہو؟"

اس نے الجھن کے تاثرات چہرے پر لئے غور سے مجھے دیکھا اور ابھی وہ جواب دینے کے لئے الفاظ سوچ ہی رہا تھا کہ میں نے کوٹ کا گوشہ اٹھا کر ہولسٹر میں پڑا اعشاریہ پچیا لیس اس کی آنکھوں کے سامنے کر دیا۔ پستول پر نظر پڑتے ہی اس کی یادداشت تیز ہو گئی اور فوراً خوشامدانہ لہجے میں کہنے لگا۔ "جی ہاں . . . جی ہاں کیوں نہیں۔ بھلا آپ کو بھول سکتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ وہ خبیث کون تھے؟"

"وہ . . . دیکھو . . . مجھے بھلا کیا معلوم کہ . . . ."

"تمہیں سب کچھ معلوم ہے۔" میں نے درشت لہجے میں کہا۔ "اور خیریت اسی میں ہے کہ آرام سے بتا دو۔ ورنہ مجھے دوسرا طریقہ استعمال کرنا پڑے گا۔"

اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ پہلے میرے چہرے کو غور سے دیکھا پھر دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "مجھے کچھ نہیں معلوم۔ آپ یقین کریں کہ میں انہیں قطعاً نہیں جانتا۔"

"میں کہتا ہوں کہ تم انہیں اچھی طرح جانتے ہو۔ اور یہ میں آخری مرتبہ پوچھ رہا ہوں۔" میں نے پستول نکال کر نالی کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ "اگر اس مرتبہ بھی میرے سوال کا جواب نہ دیا تو کھوپڑی کے پرخچے اڑا دوں گا۔ بولو۔"

ہارڈسٹڈ کی پیشانی پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے جھلملانے لگے۔ حلق خشک ہو گیا اور چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ اس نے گردن گھما کر ایک نظر دروازے کی طرف دیکھا۔ پھر پستول کی نالی کے فراخ سوراخ کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"وہ پرائیویٹ جاسوس تھے۔"

"پرائیویٹ جاسوس تھے؟" اس کا لہجہ طنزیہ تھا۔ اس کے ساتھ ہی میں نے اس کی کنپٹی پر مارنے کے لئے پستول اٹھایا۔ لیکن وہ جلدی سے بول پڑا۔ "میں سچ کہہ رہا ہوں میں نے ان کے بیج بھی دیکھے تھے ..... خدا کی قسم میں جھوٹ نہیں بول رہا۔"

"وہ یہاں کیوں اور کس مقصد سے آئے تھے؟" میں نے پستول پیچھے کرتے ہوئے سوال کیا۔

"وہ یہاں ہوکر کی تلاش میں آئے تھے۔ کہتے تھے کہ وہ لیونین کے خلاف کام کر رہا ہے۔"

"انہیں تم نے پہلے کبھی دیکھا ہے؟"

"نہیں۔ وہ اس شہر کے باشندے معلوم نہیں ہوتے تھے۔ ان میں سے جو دراز قد تھا اسے میں نے چھوٹے قد والے کو نکی کے نام سے پکارتے سنا تھا۔"

"کوئی اور بات؟"

"نہیں۔ میں حلفیہ کہتا ہوں کہ مجھے اور کچھ معلوم نہیں ہے۔"

"مگر اچھی طرح غور سے سن لو کہ اگر وہ دوبارہ کہیں نظر آئیں تو فوراً پولیس کو فون کر دینا اور بہت ہوشیار رہنا۔ مجھے یقین ہے کہ ہوکر کو انہوں نے ہی قتل کیا ہوگا تمہارا وہ کوئی ... چاہتے ... اور ان کے متعلق کسی کو کچھ بتائے۔"

میرے الفاظ ان کو با رنگڈر کی ... اور لیے کانپنے لگے۔ وہ سخت خوفزدہ ہو گیا تھا اور کچھ کہنا ہی چاہتا تھا۔ کہ میں تیز تیز قدموں سے چل کر بار سے نکل آیا۔ پھر کار میں بیٹھا اور شہر کی طرف چل دیا۔ پہلے پبلک ٹیلیفون بوتھ پر نظر پڑتے ہی میں نے گاڑی روک لی اور بوتھ میں گھس گیا۔ کافی دیر تک مختلف ایجنسیوں اور

پولیس اسٹیشنوں سے نکی کا حلیہ بتا کر اس کے متعلق پوچھتا رہا۔ لیکن کہیں سے کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ ایک ایجنسی سے صرف اتنا معلوم ہو سکا کہ نام سنا ضرور ہے اور ہے بھی پرائیویٹ سراغرساں لیکن پورا نام یا پتے ٹھکانے کے متعلق وہ بھی کچھ نہیں بتا سکے پھر مجھے خیال آیا کہ لگے ہاتھوں کیپٹن پیٹ سے بھی پوچھ لوں۔ شاید وہ کچھ جانتا ہو۔

دوسری طرف پہلی گھنٹی بجتے ہی پیٹ نے ریسیور اٹھا لیا۔ "کون ہے؟" اس نے یہ دو الفاظ یوں کہے جیسے لٹھ مارا ہو۔

"کیا بات ہے پیٹ۔ صبح بھابھی نے مار کر تو نہیں نکالا تھا؟"

"دیکھو مائک" وہ اسی طرح لہجے میں بولا۔ "میں بہت مصروف ہوں۔"

"ضرور ہو گے۔۔۔ لیکن یہ بتاؤ کہ کیا کبھی نکی نامی پرائیویٹ سراغرساں کا نام بھی سنا ہے؟"

"نہیں۔" اس نے بڑے روکھے لہجے میں مختصر جواب دیا۔

"ریکارڈ سے چیک نہیں کرا سکتے؟"

"نہیں۔ یہاں پہلے ہی ڈی اے نے ناک میں دم کر رکھا ہے۔"

"کیا کھٹا اور چھاپہ ناکام ہو گیا ہے؟"

"ہاں۔ صبح چھاپہ مارا تھا اور تین آدمیوں کو گرفتار بھی کر لیا تھا۔ لیکن ایڈیٹی اپنے وکیلوں کی فوج کے ساتھ آیا اور تینوں کو چھڑا کر لے گیا۔"

"تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایڈیٹی ان معاملات میں ذاتی دلچسپی لے رہا ہے؟"

"ہاں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ پولیس ان آدمیوں سے

پوچھ گچھ کرتی۔ مجھے تو اب یقین ہو گیا ہے کہ اس مرتبہ ہم ضرور کسی صحیح راستے پر چل پڑے ہیں۔ کشتی کا سوراخ بھی تلاش کر لیا گیا ہے۔"

"کیا واقعی؟ ۔۔۔ کون ہے وہ؟"

"وہ ایک فسٹ گریڈ سراغرساں ہے اور ان تین آدمیوں میں سے ایک ہے جن سے ڈی اے آفس اور ہیڈ کوارٹر کا کوئی راز چھپا نہیں رہتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ روپے کے لالچ میں سب کچھ کر رہا ہے۔"

"اطلاعات بھیجنے کا طریقہ کونسا استعمال کرتا ہے؟"

"ابھی تک اس بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ اور ہاں مائیک شاید مجھے تمہاری ضرورت پڑ جائے۔ کیونکہ اب یہاں میں اپنے سائے پر بھی اعتبار نہیں کر سکتا۔"

"ٹھیک ہے پیٹ میں ہر خدمت کے لئے تیار ہوں۔ جب بھی ضرورت ہو بلا لینا۔ اچھا خدا حافظ۔"

اس کے بعد میں نے ایک اور جگہ فون کیا۔ خوش قسمتی تھی کہ وہ خود ہی بول رہا تھا۔

"ہارلنگ اسپیکنگ۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ہارلنگ۔ میں مائیک ہیمر بول رہا ہوں۔ سناؤ خیریت سے ہو نا۔ کافی عرصہ بعد ملاقات ہوئی ہے اور وہ بھی ٹیلیفون پر۔"

"ہاں بالکل خیریت سے ہوں۔ اتنے عرصہ بعد کیا ضرورت پیش آگئی اس ناچیز کی؟"

"کیا آجکل بھی آنکھیں اور کان کھلے رکھتے ہو؟"

"یقیناً اور بہت کچھ بتا سکتا ہوں بشرطیکہ معقول معاوضہ ملے۔"

"ضرور ملے گا۔ یہ بتاؤ کہ کیا نکی نامی کسی پولیس مین کو جانتے ہو۔ درمیانہ قد ہے۔ اس کے ساتھ اس کا ایک دراز قامت ساتھی بھی ہے۔ غالباً کسی اور شہر کا رہنے والا ہے۔"

ایک منٹ تک کوئی جواب نہ ملا تو میں بولا۔ "کیا سو گئے ہو؟"

"مائک! تمہیں معلوم ہے کہ تم کیا پوچھ رہے ہو؟" اس نے کہا اور ساتھ ہی ایسی آواز آئی جس سے معلوم ہوا کہ اس نے بوتھ کا دروازہ بند کر لیا تھا۔ "کس کیس پر کام کر رہے ہو؟"

"قتل کا معاملہ ہے۔" میں نے دھڑکتے دل سے کہا۔

"مائک۔ میں چیک کرنے کے بعد بتاؤں گا۔ کیونکہ اگر یہ وہی نکی ہے جو میرے ذہن میں ہے تو مجھے افسوس ہے کہ میں کچھ نہ بتا سکوں گا۔ بہرحال دو گھنٹے کے بعد ٹیوکر بار میں ملنا۔" اتنا کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔

میں بھی بوتھ سے نکلا اور کار میں بیٹھ کر آگے روانہ ہو گیا۔ صبح ناشتے کے بعد ابھی تک کچھ نہیں کھایا تھا چنانچہ شہر پہنچ کر ایک ریستوران میں گھس گیا اور خوب ڈٹ کر کھانا کھایا۔ پھر ہلکی شراب کا ایک جام پی کر سگریٹ پھونکتا رہا۔ یہاں تک کہ پونے دو گھنٹے گزر گئے۔ باہر نکلا تو اندھیرا ہو چلا تھا۔ اور ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔

ٹیوکر بار پہنچ کر ہارکنگ کو تلاش کرنے میں کوئی خاص دقت پیش نہیں آئی۔ وہ عقبی کمرے میں ایک تنہا میز پر بیٹھا وہسکی کی چسکیاں لگا رہا تھا۔

میں نے اس کے سامنے والی کرسی کھینچی اور بیٹھ گیا۔ "سناؤ حارکنگ کچھ معلوم ہوا؟"

"ہاں۔۔۔۔۔۔ میں انہیں جانتا ہوں۔ دونوں انتہائی خطرناک ہیں اور چھوٹا والا ہر قیمت پر تمہیں ہلاک کرنا چاہتا ہے۔"

"بہت خوب۔" میں نے سگرٹ کی ڈبیہ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "اور وہ ہیں کون؟"

"ان کے بیجوں سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ پرائیویٹ سراغرساں ہیں۔ لیکن معاوضہ ملے تو دنیا کا ہر خطرناک کام کر سکتے ہیں۔"

"یہاں کیا کر رہے ہیں۔" میں نے اپنا سگرٹ جلانے کے بعد پوچھا۔

اس شہر کے بارے میں تمہیں کچھ زیادہ معلوم نہیں ہے۔۔۔۔۔ سنو دوست یہ شہر کئی علاقوں میں تقسیم ہے۔ تمام جرائم پیشہ بدمعاش اپنے علاقے کے سرغنہ کو مقررہ حصہ ادا کرتے ہیں اور تمام علاقوں کے سرغنے ایڈملٹن کو حصہ ادا کرتے ہیں۔ اب یہ جو دو بدمعاش ہیں جن کے پاس پرائیویٹ سراغرسانی کے بیج ہیں اور جن کے متعلق تم معلوم کرنا چاہتے ہو۔ دراصل علاقائی سرغنہ لوڈی کے باڈی گارڈ ہیں۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ خود لوڈی تو پس منظر میں رہتا ہے اور تمام کاروبار انہیں دو بدمعاشوں کے اشاروں پر چلتا ہے۔۔۔۔ اب بولو یہ معلومات نقد ایک سو ڈالر میں مہنگی تو نہیں ہیں!!۔۔۔ لیکن خیال رہے کہ میرا نام کہیں نہ آنے پائے۔"

میں نے جیب سے سو ڈالر کا نوٹ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔ مگر جیسے ہی اس نے ہاتھ بڑھایا میں نے ہاتھ کھینچ لیا۔ "نہیں دوست۔" میں مسکراتے ہوئے بولا۔ "پہلے یہ بتاؤ کہ یہ لوڈی مجھے کہاں مل سکے گا؟"

وہ چند سیکنڈ تک تذبذب کی حالت میں رہا پھر انگلی سے میز کی سطح پر یکے بعد دیگرے تین جگہوں کے نام لکھے اور پھر میرے اثبات میں سر ہلاتے ہی میز کی سطح پر ہاتھ پھیر دیا۔ میں نے نوٹ اس کے حوالے کیا اور شکریہ ادا کرتے ہوئے باہر نکل آیا۔

بہت تیز بارش ہو رہی تھی۔ برساتی کو خوب اچھی طرح جسم پر لپیٹ کر کار تک آیا اور شہر کے شمالی حصے کی طرف چل دیا۔ دفعتاً یاد آیا کہ لی مارشا سے رات کو آنے کا وعدہ کیا ہوا ہے اور مارشا کا خیال آتے ہی دل جھوم کر رہ گیا۔ پہلے تو سوچا کہ سیدھا وہیں چلا جاؤں لیکن پھر خیال آیا کہ ابھی کئی ضروری کام کرنے ہیں۔ لہٰذا ان تینوں میں سے ایک کی طرف چل دیا۔ جو مارلنگ نے میز کی سطح پر لکھ کر بتائے تھے۔

مطلوبہ بار میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ لوڈی گھر جا چکا ہے چنانچہ بارٹنڈر سے گھر کا پتہ معلوم کر کے شہر کے شمالی حصہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ گھر کیا تھا پورے ایکڑ میں پھیلا ہوا ایک محل تھا۔ جو تین منزلوں پر مشتمل تھا اور جدید طرز تعمیر کا نادر نمونہ تھا تینوں منزلیں روشن تھیں۔ گیٹ سے بجری کی سڑک تھی۔ چنانچہ گاڑی کھڑی کر کے سڑک پر ٹہلتا ہوا میں صدر دروازے تک پہنچ گیا۔

اطلاعی گھنٹی کا بٹن دبایا تو کہیں بہت دور گھنٹی بجنے کی آواز آئی اور دو منٹ کے بعد دروازہ نہایت آہستگی سے تھوڑا سا کھلا۔ جو چہرہ مجھے نظر آیا وہ غیر معمولی چوڑا اور ناک اور رخساروں پر مشتمل حصہ کافی ابھرا ہوا تھا۔ آنکھیں اپنے فراخ حلقوں سے معلوم ہوتا تھا کہ بس ابھی ابل کر باہر آ پڑیں گی۔

" کون ہو تم ؟ " اس نے یوں پوچھا جیسے میں کوئی چھابڑی فروش تھا۔

"اندر آنے کے لئے نہیں کہو گے؟" میں نے مسکرا کر قدرے طنزیہ لہجے میں کہا۔

دوسرے ہی سیکنڈ اس کا دایاں ہاتھ آگے بڑھا جس میں بھاری ریوالور پکڑا ہوا تھا۔ اور نالی کا رخ میرے سر کی طرف تھا۔ نالی کا سوراخ بلا مبالغہ اتنا بڑا تھا۔ کہ بڑی آسانی سے انگلی ڈالی جا سکتی تھی۔ "میں نے پوچھا ہے کہ تم کون ہو؟" اس نے پر رعب لہجے میں کہا۔

میں نے اپنا بیج نکال کر اس کی آنکھوں کے آگے کر دیا۔ "نام مائیکل ہیمر ہے اور پرائیویٹ سراغرساں ہوں . . . . میرا خیال ہے کہ تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو۔"

"میں تمہیں بالکل نہیں جانتا۔"

"تمہارے دو گرگوں نے مجھ پر حملہ کیا تھا۔"

"تو تم ان کی تلاش میں ہو۔" اس نے معنی خیز انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں بلکہ میں تمہاری تلاش میں ہوں کیونکہ معاملہ قتل جیسے سنگین جرم کا ہے"

یہ سن کر زہریلی مسکراہٹ لئے ہوئے اس کا چہرہ کچھ اور پھیل گیا اور ریوالور کی نالی کا سوراخ مجھے کچھ اور بھی بڑا دکھائی دینے لگا۔ کچھ اندازہ نہیں تھا۔ کہ اس کا شیطانی ذہن کیا سوچ رہا ہے۔ "اندر آجاؤ۔" آخر کار اس نے کئی سیکنڈ کے بعد کہا۔ اور دروازہ پورا کھول دیا۔ میں اس کے قریب سے گزر کر اندر چلا گیا۔ میرے داخل ہوتے ہی اس نے دروازہ مقفل کر دیا اور ریوالور کی نالی سے ہال کے آخری گوشے کی طرف اشارہ کیا۔ میں آگے آگے ہو لیا۔ میں محسوس کر رہا تھا۔ کہ وہ میرے عین پیچھے چلا آ رہا ہے۔ اور ریوالور کی نالی میرے سر سے کچھ زیادہ دور نہیں ہے۔

ہال سے گذر کر ہم ایک طویل و عریض سٹنگ روم میں پہنچ گئے۔ اس نے تو اپنا لحیم شحیم ایک چرمی کرسی پر ڈال دیا جبکہ میں کمرے کے وسط میں قالین پر کھڑا رہا مجھے سخت غصہ آ رہا تھا۔ کہ حرامزادے نے مجھے بیٹھنے تک کو نہیں کہا تھا۔

"اب بتاؤ کہ یہاں کس لیے آئے ہو؟" اس نے بڑی حقارت سے کہا۔

اب برداشت کی تاب نہیں تھی۔" موٹے کدو کبھی تم پر کسی نے فائر کیا ہے؟"

میں نے جھلا کر پوچھا۔

اس کا چہرہ دفعتاً سرخ ہو گیا اور آنکھیں حلقوں سے باہر آ گئیں۔

"مجھ پر کئی مرتبہ فائر ہوئے ہیں" اس کے بولنے سے پہلے ہی میں بول پڑا۔

"اور ان کھلونوں کو میں کچھ زیادہ وقعت نہیں دیتا۔ اگر تم اپنا شوق پورا کرنا ہی چاہتے ہو تو ٹرائگر دبا دیکھو۔ پہلی گولی خطا ہوئی تو دوسری چلانے کا ہرگز موقع نہیں ملے گا۔ جواب میں ایسا دھما کہ سنو گے کہ کانوں کے پردے پھٹ جائیں گے۔" یہ کہتے ہوئے میری انگلیاں کوٹ کے نیچے رینگ گئیں "شاباش دباؤ لیلی۔"

آدمی عقلمند معلوم ہوتا تھا۔ دوسرے ہی منٹ ریوالور اس کی انگلیوں سے پھسل کر کرسی کے پہلو میں فرش پر آ رہا۔

"اب ٹھیک ہے۔" میں نے کہا۔ "ولیم ڈیکر کو جانتے ہو؟"

اس نے سر کو اثبات میں جنبش دی تو میں بولا۔ "جانتے ہو وہ قتل ہو چکا ہے؟"

"کتیا کے پلے کیا تم مجھے اس کے قتل میں پھانسنا چاہتے ہو؟" اس نے ایک دم مکمر تے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ کیونکہ تم سے ہی اس نے ایک بڑی رقم قرض لی تھی۔ کتنی رقم تھی؟"
"صرف چند ہزار ڈالر۔ لیکن تم کچھ بھی ثابت نہیں کر سکو گے۔"
"تو اسی لئے تم نے اسے قتل کیا ہے۔"
"لعنت ہے تم پر۔ ۔ ۔ ۔ ۔ غور سے سن لو کہ میں اس قسم کے خطرناک جرائم کبھی نہیں کرتا۔ اگر یقین نہ ہو تو شہر میں کسی سے بھی پوچھ لو۔"
"جس وقت ڈیکر کو ہلاک کیا گیا تھا تم کہاں تھے؟"
"یہیں۔ اپنے گھر میں۔"
"اور وہ تمہارے گرگے نبی اور دوسرا گودیلا؟"
"مجھے نہیں معلوم کہ وہ کہاں تھے۔"
"تمہیں کیوں معلوم ہونے لگا۔" میرا لہجہ سخت طنز آمیز تھا۔ "تمہیں تو یہ بھی معلوم نہیں ہوگا کہ وہ دونوں ہوکر کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔ اور ہوکر نے انہیں مجھ سے الجھا دیا تھا۔ میں نے انہیں تھوڑا سا سبق بھی سکھایا تھا۔ لیکن اسی رات ہوکر کو گولی مار کر ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا گیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سنو ڈیڈی مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ دونوں بدمعاش تمہارے گرگے ہیں اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ ہوکر کے پیچھے خود اپنی مرضی سے نہیں بلکہ کسی اور کی ہدایت پر لگے ہوئے تھے۔"
"دماغ خراب ہے تمہارا۔" اس نے جواب دیا۔
"کیا وہ تمہاری ہدایت پر ہوکر کے پیچھے نہیں لگے ہوئے تھے!"
"قطعی نہیں۔ بلکہ بات دراصل یہ تھی کہ ہوکر اور نبی ایک دن یوں ہی بار میں الجھ پڑے تھے۔ دونوں میں تلخ کلامی بھی ہوئی تھی اور اگر لوگ بیچ میں

نہ پڑتے تو یقیناً مار پٹائی ہو جاتی ۔ ممکن ہے ۔ اسی لئے نکی اس کے پیچھے لگ گیا ہو۔"

"کیوں بکواس کرتے ہو۔" میں غصے سے ابلتے ہوئے بولا۔

"بکواس نہیں بلکہ یہ حقیقت ہے۔ خواہ کسی سے بھی پوچھ لو۔"

"پوچھ لوں گا۔ فی الحال تو یہ بتاؤ کہ وہ دونوں بدمعاش کہاں ملیں گے؟"

"مجھے کیا معلوم۔"

اس کا اتنا کہنا تھا کہ میں نے الٹے ہاتھ کا جھاپڑ اس کے فراخ چہرے پر جڑ دیا اور ابھی وہ لڑکھڑا ہی رہا تھا کہ پوری قوت سے ایک اور جڑ دیا۔ وہ لڑکھڑاتے ہوئے کرسی پر گر گیا۔ اس میں اتنی جرات بھی نہیں تھی۔ کہ ساتھ ہی پڑے ریوالور کو اٹھا لیتا۔

میں اس پر جھکا اور مکا ہوا میں لہراتے ہوئے دہاڑا۔ "بتاتے ہو یا نہیں؟"

"وہ ..... وہ .... ریالٹو ریستوران کے بالائی کمروں میں رہتے ہیں۔"

"ان کے نام؟"

"نکی کا نام آرتھر کول اور دوسرے کا فنشر ہے۔" اس نے مردہ آواز میں جواب دیا۔

میں قریب ہی رکھے ٹیلیفون کی طرف بڑھا اور ڈائرکٹری میں نمبر دیکھ کر ریالٹو ریستوران کا نمبر ڈائل کیا۔ دوسری طرف سے منیجر خود بول رہا تھا۔ اس نے بتایا کہ آرتھر کول اور فنشر دونوں ایک گھنٹہ پہلے ہی اپنے بل کا حساب چکا کر چلے گئے ہیں۔ ریسیور رکھ کر میں لوئی کی طرف گھوما ساتھ ہی بولا۔ "وہ دونوں ایک گھنٹہ پہلے ریستوران کو خیرباد کہہ کر چلے گئے ہیں۔ . . . بتاؤ تو بھلا وہ کہاں

گئے ہوں گے؟"

"کچھ نہیں کہہ سکتا کہ کہاں گئے ہوں گے۔"

میں نے اس کا ریوالور اٹھا کر گولیاں نکال کر جیب میں ڈالیں اور ریوالور وہیں کرسی پر ڈال دیا۔ ریوالور اعشاریہ چالیس تھا اس کے بعد لوڈی پر ایک نظر ڈالتا ہوا میں باہر آگیا۔ آسمان بالکل صاف تھا۔ تارے چمک رہے تھے۔ لیکن گرمی میں ذرا بھی کمی نہیں ہوئی تھی۔ بجری کی سڑک پر چلتا اپنی کار تک آیا اور انجن اسٹارٹ کر کے دائیں طرف روانہ ہو گیا۔ تھوڑے ہی فاصلہ پر ایک نیم پختہ سڑک دائیں طرف مڑتی تھی۔ چنانچہ گاڑی موڑی اور سائڈ پر کر کے انجن بند کر دیا۔ میرا قیاس بالکل درست ثابت ہوا۔ چند منٹ بھی نہیں گزرے تھے کہ ایک پیکارڈ لوڈی کے محل نما مکان سے گولی کی طرح نکلی اور میرے قریب سے مین روڈ پر ہوا کی طرح گذر گئی۔ میں سمجھ گیا کہ لوڈی سخت غصے میں ہے اور ضرور غصہ کہیں نہ کہیں نکالے گا۔

میں نے گاڑی بیک کی اور مین روڈ پر ایک طرف کھڑی کر کے انجن بند کر دیا۔ اس کے بعد آرام سے چلتا ہوا لوڈی کے مکان میں داخل ہو گیا۔ صدر دروازہ مقفل نہیں تھا۔ اس لئے قطعی کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔ سب سے پہلے اوپر کی دونوں منزلوں کو ٹٹولا لیکن کام کی کوئی چیز نہیں ملی۔ زیریں منزل کے تمام کمرے بھی چھان مارے۔ مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔ مجھے خود بھی علم نہیں تھا کہ میں کیا تلاش کر رہا ہوں۔ بہرحال تینوں منزلوں کو دیکھنے کے بعد تہ خانے میں اتر گیا۔ تہ خانہ کافی وسیع و عریض تھا۔ ہال کے ایک گوشے میں چھوٹی سی بار اور دوسرے میں سگرٹ مشین رکھی تھی

میں نے بار تک پہنچ کر بیئر کا گلاس پیا اور خالی گلاس رکھ کر سگرٹ مشین سے لکی سگرٹ کا پیکٹ نکالا۔ اس کے بعد بائیں طرف کے دروازے سے اندر چلا گیا اندر سخت اندھیرا تھا۔ چنانچہ دیوار کے ساتھ لگا سوئچ دبا کر روشنی کی تو معلوم ہوا کہ کمرہ اسٹور روم تھا۔ جس میں قابل استعمال اور نا قابل استعمال مختلف قسم کی بے شمار چیزیں بے ترتیبی سے پڑی ہوئی تھیں۔ وقت ضائع کرنے والی بات تھی۔ چنانچہ فوراً نکل آیا۔ اور اگلے دروازے میں داخل ہو گیا۔

روشنی کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ پرائیویٹ فوٹو اسٹوڈیو تھا۔ ایک کونے میں چھوٹا سا ڈارک روم بھی تھا۔ کمرے کے وسط میں تپائی پر ایک بڑا پیشہ ور قسم کا کیمرہ اور دیوار کے ساتھ آہنی ریخ رکھے ہوئے تھے۔ اسٹوڈیو میں کام آنے والے محلول، فلم پلیٹیں اور مختلف قسم کے پیپرز کی کافی مقدار موجود تھی۔ مگر سب چیزوں پر گرد چھائی ہوئی تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ کسی زمانے میں ٹوڈی کو فوٹو گرافی کا شوق رہا تھا۔

بتی بجھا کر اور دروازہ بند کر کے میں باہر آ گیا۔ پھر ٹہلتا ہوا اپنی کار تک پہنچا اور انجن اسٹارٹ کر کے روڈسائڈ کا رخ اختیار کر لیا۔ سوچ سوچ کر سر بھی درد کرنے لگا تھا۔ مگر الجھی ہوئی گتھی کا سرا تھا کہ ہاتھ نہیں آ رہا تھا۔ میں محسوس کر رہا تھا کہ مجھے نیند اور آرام کی سخت ضرورت تھی۔ تھکا ہوا دماغ الجھنوں میں بری طرح الجھ کر رہ گیا تھا۔

"بہت لیٹ آئے ہو مائک۔" دستک کے جواب میں لی مارشا نے دروازہ کھولتے ہی کہا۔

"ہاں۔ معذرت خواہ ہوں۔"

ہال میں پہنچ کر اس نے میرے ہاتھ سے ہیٹ اور کوٹ لے کر الماری میں لٹکا دیا اور میرے بازو میں بازو ڈال کر اندر لے گئی۔ اندر ایک بڑی میز پہ مختلف قسم کی شرابیں سجی ہوئی تھیں۔ اور ایک بڑے برتن میں برف کے ٹکڑے بھرے رکھے تھے جو سب پانی میں تبدیل ہو چکے تھے۔ سرخ موم بتیاں بھی جو لی نے میرے انتظار میں جلا رکھی ہوں گی اور جو نصف سے بھی زیادہ جل چکی تھیں۔ مگر اب بجھی ہوئی تھیں۔

"یہ دیکھو۔" وہ موم بتیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔ "بہت انتظار کیا۔ آخر تنگ آ کر میں نے بجھا دی تھیں۔" یہ کہہ کر اس نے میرے ہونٹوں میں ایک سگریٹ لگا دیا۔ اور لائٹر سے خود ہی جلا دیا۔

میں ایک طویل کش لگانے کے بعد کرسی پہ بیٹھ گیا۔ اور تھکے تھکے انداز میں سر کرسی کی پشت سے لگا دیا۔ پھر بنظر غائر اس کا جائزہ لینے لگا۔ وہ ہلکے سبز رنگ کے لباس میں ملبوس تھی جو اس کے مرمریں جسم پہ بہت ہی بھلا معلوم ہو رہا تھا۔

"مجھے افسوس ہے لی کہ میں بہت دیر کر کے آیا ہوں۔ بہر حال یہ حقیقت ہے کہ تم واقعی بہت حسین ہو۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہوں۔ خوشامد کہیں کے۔" اس نے بھی بڑی ہی دلنواز مسکراہٹ کے ساتھ کہا

"لی ڈارلنگ۔" میں بولا۔ "کیا تم جانتی ہو کہ میں کیسا آدمی ہوں!"

"نہیں۔ اور نہ مجھے جاننے کی ضرورت ہے۔ تم جیسے بھی ہو مجھے بہت اچھے

لگتے ہو۔" یہ کہتے ہوئے اس نے ہائی بال کا گلاس میرے ہاتھ میں پکڑا دیا۔ اور خود اپنا گلاس لے کر میرے پیروں کے پاس قالین پر بیٹھ گئی۔ ہلکی ہلکی چسکیاں لگاتے ہوئے اس نے اپنا خوبصورت سر میرے گھٹنوں پر ٹکا دیا اور بے خود ہو کر آنکھیں بند کر لیں۔ پھر چند سیکنڈ کے بعد میرا ہاتھ کھینچ کر اپنے نرم و نازک گالوں پر پھیرنے لگی۔

"مائیک!" وہ بولی۔" وہ لڑکا خیریت سے ہے نا؟"

"ہاں۔ وہ بالکل ٹھیک ہے۔ اور ایک دو دن تک کسی بہترین نرسری میں بھیج دیا جائے گا۔"

"کیا میں اس معصوم بچے کے لئے کچھ کر سکتی ہوں؟"

"نہیں ڈارلنگ۔ بھلا تم اس ایک سال کے بچے کے لئے کیا کر سکتی ہو۔ جبکہ میں بھی ابھی اس کے لئے کچھ نہیں کر سکا۔ یہاں تک کہ اس کے باپ کے قاتل کو بھی گرفتار نہیں کر سکا۔"

"اگر تمام واقعات بتاؤ تو ممکن ہے میں کوئی مدد کر سکوں۔"

چنانچہ میں نے شروع سے آخر تک تمام واقعات اسے سنا دیئے۔ وہ میرے گھٹنوں پر سر رکھے نہایت سکون سے سب کچھ سنتی رہی۔ چند منٹ تک کامل سکوت رہا۔ پھر آخر کار وہ بولی۔" مائیک اس طرح طیش میں آنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ بہتر ہے کہ صبر و سکون سے معاملات پر غور کرو۔"

"طیش میں نہ آؤں تو کیا کروں۔" میں نے نیا سگرٹ جلاتے ہوئے کہا۔ "میرے دل میں بچوں کے لئے قطعی کوئی جذبہ نہیں تھا۔ لیکن اس دن دیکھ کے

بچے کو اٹھا کر سینے سے لگایا تو مجھ پر یہ حقیقت روز روشن کی مانند واضح ہو گئی کہ کوئی شخص اپنے بچے کو زندہ رکھنے کے لئے دانستہ موت کے منہ میں کیوں چلا جاتا ہے۔ ڈیکر کو علم تھا۔ کہ وہ اب زندہ نہیں رہ سکے گا۔ مگر اس نے اپنی زندگی کو ذرا بھی اہمیت نہیں دی۔ اور بچے کو بچانے کی آخری دم تک جدوجہد کرتا رہا۔ اسے تین دن پہلے ہی احساس ہو گیا تھا کہ اسے ہلاک کر دیا جائے گا۔ چنانچہ اس نے بچے کے مستقبل کے ...... متعلق معاملات مناسب طور پر سلجھائے اور موت کا انتظار کرنے لگا۔"

"تم نے کیا نظریہ قائم کیا ہے؟" اس نے اسی طرح آنکھیں بند کئے ہوئے پوچھا۔

"ابھی تک کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکا۔ ڈیکر اور ہوکر دوست تھے۔ دونوں نے لوڈی لنکس سے قرض لیا تھا۔ لوڈی کا تعلق گرنڈل اور ایڈیسن سے ہے... اور قاتل بلاشبہ گرنڈل کا پروردہ ہے۔"

"مجھے افسوس ہے مائک کہ میں اس معاملے میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتی حالانکہ اس تمام مصیبت کا آغاز میرے اسی اپارٹمنٹ سے ہوا تھا۔"

"یہ محض تمہارا خیال ہے ڈارلنگ۔ اگر ڈیکر تمہارے اپارٹمنٹ کی بجائے صحیح منزل اور صحیح اپارٹمنٹ میں بھی پہنچ جاتا تو نتائج پھر بھی یہی ہوتے۔ اسے یقین تھا۔ کہ وہ اب زندہ نہیں رہ سکے گا۔

لیکن سوال یہ ہے کہ آخر کیوں۔ پادری سے بات چیت کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ تمہارا سیف توڑنے سے پہلے ہی اسے یقین تھا۔ کہ اسے قتل کر

دیا جائے گا۔"

"ممکن ہے وہ چوری کی تمام رقم خود ہی ہضم کر کے فرار ہونے کا منصوبہ پہلے ہی بنا چکا ہو اور ساتھ ہی اسے یہ بھی خدشہ ہو کہ اس کے ساتھی فرار سے پہلے ہی اسے نہ پکڑ لیں اور قتل کر دیں۔"

"ہو سکتا ہے یہی بات ہو۔ لیکن وثوق سے ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔" میں نے جمائی لیتے ہوئے کہا۔ "فی الحال تو دماغ سوچنے سے بھی قاصر ہے کیونکہ میں سخت تھکا ہوا ہوں۔"

"چلو اٹھو بستر پر چلیں۔" وہ اٹھ کر میرا بازو پکڑتے ہوئے بولی۔

ہم دونوں خواب گاہ میں چلے گئے۔ اور اس کے بعد وہ محض ایک عورت اور میں فقط ایک مرد تھا۔

۶

لی مارشا کو سوتا چھوڑ کر میں اپنے اپارٹمنٹ چلا گیا۔ پہلے شیو کی پھر غسل کیا اور اس کے بعد باورچی خانے میں جا کر ہلکا پھلکا ناشتہ تیار کیا۔ ناشتہ

کر تے ہوئے ریڈیو کھول دیا۔ پہلے چند منٹ تو ہر قسم کی موسیقی آتی رہی پھر مقامی خبریں شروع ہو گئیں۔ سب سے اہم اور چونکا دینے والی خبر یہ تھی۔ کہ ڈسٹرکٹ اتھارٹی نے چند قمار خانوں پر کامیاب چھاپے مارے تھے۔ اور پندرہ بیس آدمیوں کو موقع پر ہی گرفتار کر لیا تھا۔ تمام تفاصیل صیغہ راز میں رکھی گئی تھیں۔ البتہ ڈسٹرکٹ اتھارٹی نے اشارتاً اتنا ضرور بتایا تھا کہ ابھی صرف چند پیادے ہاتھ آئے ہیں۔ مگر شاہوں اور وزیروں کو بھی جلد ہی گرفتار کر لیا جائے گا۔

خبریں ختم ہونے کے بعد میں نے اخبار اٹھا لیا۔ اول صفحے پر خبر موجود تھی۔ لیکن تفصیل سے کچھ نہیں لکھا گیا تھا۔ البتہ ایڈیٹوریل میں ایڈمٹن کا تذکرہ کیا گیا تھا۔ ایڈیٹر نے لکھا تھا کہ ایڈمٹن اپنے وکیلوں کی فوج لئے ضمانتوں کی سخت کوشش کر رہا ہے۔

آخر میں گرنڈل کا نام بھی موجود تھا۔ گرنڈل اپنے پروردہ غنڈوں کے ذریعے لوگوں کو دھمکیاں دے رہا تھا۔ کہ ملزمین کے خلاف شہادت دینے سے باز رہیں۔

اخبار ایک طرف پھینک کر لباس تبدیل کیا اور جلد ہی تیار ہو کر نیچے پہنچ گیا۔ دستک کے جواب میں مسز پال نے دروازہ کھول دیا۔ "گڈ مارننگ مسز پال۔" میں نے کہا۔ "بچہ ٹھیک ہے نا؟"

"بالکل ٹھیک ہے اور اس وقت لونگ روم میں ریڈیو انجینئر بننے کی کوشش کر رہا ہے۔" مسز پال نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

میں سیدھا لونگ روم میں چلا گیا۔ دیکھا تو لڑکا ریڈیو کی تار کھینچنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور ریڈیو آہستہ آہستہ کھسک کر میز کے عین سرے پر آ کر بس گرا ہی چاہتا تھا۔ چنانچہ میں نے دوڑ کر جلدی سے بچے کو اٹھا لیا اور ریڈیو کی تار

اس کی بند مٹھی سے نکال کر میز پر ڈال دی۔ لیکن دوسرے ہی منٹ بچے نے میرے کوٹ کے اندر ہاتھ ڈال دیا۔ میں فوراً سمجھ گیا۔ کہ اسے کس چیز کی تلاش ہے لہٰذا اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور جلدی سے فرش پر بٹھا دیا۔

"مسز پال،" میں بولا۔ "میں تمہارا بہت مشکور ہوں۔ اور بچے کی طرف سے پوری طرح مطمئن ہوں۔ اگر اخراجات کے لئے رقم کی ضرورت ہو تو لے لو!"

"نہیں مسٹر مائیکل۔ فی الحال کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

"اچھا تو اب میں چلتا ہوں۔ خدا حافظ۔" اتنا کہہ کر میں نکل آیا۔

کار میں بیٹھا اور سیدھا ہیڈ کوارٹر چلا گیا۔ پیٹ کے آفس روم سے کئی اخباری رپورٹر بڑے خوش خوش نکل رہے تھے۔ "ہیلو کیپٹن پیٹ آج تو بہت خوش نظر آرہے ہو۔" میں نے اسے دیکھتے ہی کہا۔

"ہاں۔ کیونکہ مدت کے بعد آج کچھ کامیابی ہوئی ہے۔" اس نے بیٹھنے کے لئے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"معلوم ہوتا ہے کہ کشتی کا سوراخ بند کر لیا گیا ہے؟"

"نہیں مائک۔ ابھی سوراخ ملا ہی کہاں ہے۔ بہرحال اس مرتبہ خدا ہی جانے کہ اس غدار کا داؤ کیوں کارگر نہیں ہوا اور ہم چند چھوٹے چھچھوروں کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ مگر ایڈیسن بھی کوئی معمولی آدمی نہیں ہے۔ کل تک ہی دیکھ لینا سب کی ضمانت کرا لے گا۔ عدالت میں بھی کیا ہو گا۔ اس کے وکیل بہت چالاک اور پائے کے وکیل ہیں۔ اول تو سب کو صاف بری کرا لیں گے۔ ورنہ معمولی معمولی سزائیں دے کر چھوڑ دیئے جائیں گے۔ ... مائک مجھے تو یقین ہو چلا ہے۔ کہ

اصل چکر کچھ اور ہی ہے۔"

"کیا مطلب؟" میں نے حیرانی ظاہر کی۔

"مالک پیارے یہ تو تم بھی جانتے ہو کہ اس شہر میں تمام جوا خانوں، بدمعاشی کے اڈوں اور سارے زنا خانوں کا بادشاہ ایڈمیٹن ہے۔ مجھے شبہ ہے کہ اس مرتبہ اس نے ڈی اے کو خوش کرنے کے لئے دانستہ اپنے کچھ آدمی گرفتار کرا دیئے ہیں تا کہ ڈی اے بھی اپنے طور پر مطمئن رہے اور اس کا کام بھی چلتا رہے۔"

"میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔" میں نے مزید آگے جھکتے ہوئے کہا۔

"ابھی سمجھائے دیتا ہوں۔" یہ کہہ کر اس نے سگرٹ جلایا پھر بولا۔ "مجھے شبہ ہے کہ ایڈمیٹن اپنے تمام اڈوں اور ناجائز کاروبار کی حفاظت کے لئے چند بڑوں بڑوں کو بہت بڑی بڑی رقمیں ادا کرتا ہے ان میں چوٹی کے حکام سیاسی لوگ اور عوامی نمائندے بھی ہو سکتے ہیں صورت حال یہ ہے۔ کہ شہر میں قمار خانوں اور زنا خانوں کی روز افزوں تعداد کے پیش نظر معزز شہریوں اور اخباروں نے عیاشی کے ان اڈوں کے خلاف اس قدر طوفان اٹھایا ہوا ہے کہ وہ چند بڑے بڑے بھی کچھ سوچنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اب حالت یہ ہے۔ کہ اگر وہ ایڈمیٹن پر ہاتھ ڈالیں تو یہی نہیں کہ انہیں آئندہ مفت ملنے والی بڑی بڑی رقموں سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔ بلکہ یہ بھی خدشہ ہے۔ کہ کہیں ایڈمیٹن خود ڈوبتے ڈوبتے انہیں بھی نہ لے ڈوبے۔ چنانچہ انہوں نے ایڈمیٹن کو اپنے کچھ آدمی گرفتار کرانے اور دو چار قمار خانے بند کرنے پر رضامند کر لیا ہوگا۔ تاکہ ڈی اے۔ شہری اور اخبارات سب کچھ عرصے کے لئے مطمئن ہو جائیں۔"

"پیٹ جب تمہیں یقین ہے کہ بدمعاشی کے ان تمام اڈوں کو ایڈیسن چلا رہا ہے تو اسے گرفتار کیوں نہیں کر لیتے؟"

گرفتار تو آج بلکہ ابھی کر لوں۔ لیکن گرفتار کر کے کیا اس کا اچار ڈالوں گا۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ ہمارے پاس اس کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ہے۔ کس منہ سے ہم اسے عدالت میں پیش کریں گے۔۔۔۔ نہیں مائک پولیس پر پہلے ہی بہت کیچڑ اچھالا جا رہا ہے۔ میں ایسا احمقانہ اقدام کر کے مزید تمسخر کا نشانہ نہیں بننا چاہتا۔"

"اس کی سابقہ زندگی کھنگالی تھی۔ ممکن ہے کچھ مل جاتا۔" میں نے خیال ظاہر کیا۔

"بہت کوشش کی ہے مگر کچھ پتہ نہیں چلتا۔"

"ڈیکھر یا ہوکر کے بارے میں بھی کوئی کام کی بات معلوم نہیں ہوئی؟"

اس مرتبہ اس کی افسردگی کافی حد تک کم ہو گئی اور چہرے پہ مسکراہٹ کھیلنے لگی۔" ہاں۔ کچھ کام کی باتیں معلوم ہوئی ہیں۔ ہوکر کے متعلق پتہ چلا ہے کہ وہ گذشتہ چار ماہ سے تقریباً ایک ہزار ڈالر ہر ماہ اسی تاریخ کو بنک میں جمع کراتا رہا تھا۔"

"بہت خوب۔ تو ظاہر ہے کہ وہ رقمیں ریس کی جیتی ہوئی رقمیں ہرگز نہیں ہو سکیں اور ڈیکھر کے متعلق کیا معلوم ہوا؟"

"یہی کہ وہ شریفانہ زندگی گذار رہا تھا۔ کسی مجرم یا غنڈے بدمعاش سے

اس کا قطعی کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس کے بارے میں کئی معزز لوگوں نے شہادت دی ہے کہ بالکل بے ضرر قسم کا آدمی تھا۔۔۔۔ اب تم بتاؤ کہ تم کونسا راستہ اختیار کرو گے؟"

"جو مجھے ایڈمٹن کی گردن تک لے جائے گا۔"

پیٹ کی آنکھیں پھیل گئیں۔ "ایڈمٹن کی گردن تک؟ مگر کیسے؟"

"وہ میں خود ہی دیکھ لوں گا۔ کیونکہ تمہاری طرح مجھے نہ تو کسی ثبوت کی ضرورت ہے اور نہ شہادت کی۔۔۔۔ ظاہر ہے کہ ہوکر کو ایک ہزار ڈالر ماہانہ کسی خاص کام کے لئے ادا کئے جاتے تھے اور وہ کام اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ ہوکر اپنے دوست ڈیکر کو کسی ایسے شکنجے میں جکڑے کہ وہ مجبور ہو کر ہر وہ کام کرنے کے لئے آمادہ ہو جائے جو اسے کہا جائے۔"

"پتہ نہیں کیا پہیلیاں بجھا رہے ہو۔ کچھ تفصیل سے بتاؤ تو سمجھ بھی آئے۔" پیٹ نے تنگ کر کہا۔

"کیپٹن پیٹ۔۔۔۔ میرے دوست۔ تم نے شروع سے ہی میری بات سمجھنے کی کوشش نہیں کی اور یہی کہتے رہے کہ ایڈمٹن جیسے بڑے آدمی کا ہاتھ ڈیکر یا ہوکر جیسے معمولی آدمیوں کے قتل میں ہرگز نہیں ہو سکتا۔ لیکن میری بات کان کھول کر سن لو کہ ان دونوں کے قتل اس قدر سطحی ہرگز نہیں ہیں۔ جتنے کہ تم سمجھ رہے ہو۔ میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ ان دو معمولی آدمیوں کے قتل کے پس پردہ یقیناً کوئی بڑا چکر ہے۔۔۔۔ مگر تمہارے کانوں پر جوں نہیں رینگے گی۔"

"خدا جانے تمہارے ذہن میں کیا کھچڑی پک رہی ہے۔ بہر حال تم جانو۔

ہیں اگر کوئی مدد کر سکتا ہوں تو بتاؤ۔"

"اب آئیے سیدھے راہ راست پر۔ سب سے پہلے مجھے آرتھر کول یعنی نکی اور فنسٹر کے متعلق مکمل معلومات درکار ہیں۔"

"تمہارا مطلب نکی اور اس کے ساتھی سے ہے؟ ...... ان کے نام پہلے ہی کیوں نہیں بتائے تھے؟"

"پہلے مجھے خود بھی معلوم نہیں تھے۔" میں نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ پیٹ نے گھنٹی کا بٹن دبایا اور دوسرے ہی منٹ ایک سپاہی نے اندر آکر سلوٹ مارا۔

"سارجنٹ میکملن کو فوراً میرے پاس بھیج دو۔" پیٹ نے سپاہی سے کہا اور وہ سلوٹ مار کر اسی وقت باہر نکل گیا۔

"آؤ میکملن۔" پیٹ ایک سادہ پوش کے داخل ہوتے ہی بولا۔ "اس سے ملو یہ میرا دوست مائک ہیمر ہے، اور مائک یہ میرا ذہین ترین سارجنٹ میکملن ہے۔"

میں نے مسکراکر دانت نکالتے ہوئے سارجنٹ سے ہاتھ ملایا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"میکملن۔" پیٹ سارجنٹ سے بولا۔ "آرتھر کول اور فنسٹر پرائیویٹ جاسوسوں کے متعلق بھی تمہیں کچھ معلوم ہے؟"

"بہت کچھ جناب۔" سارجنٹ نے کہا۔ "فنسٹر کا جاسوسی لائسنس ایک ماہ پہلے ضبط ہو چکا ہے اور معاوضہ لے کر ہر قسم کا خطرناک کام کرنے میں اپنا جواب

نہیں رکھتا۔ آرتھر کو ل بھی کچھ اچھی شہرت کا مالک نہیں ہے۔ چھوٹے موٹے جرائم اور فریب دہی کا پیشہ ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" میں پیٹ کی طرف گھوم کر بولا۔" مجھے ہر قیمت پر ان دونوں کی ضرورت ہے۔"

"ہوں۔" پیٹ خیالات میں ڈوب کر بولا۔" مسٹر میکملن۔ یوں کرو کہ ان دونوں کے لئے کال جاری کر دو۔ نیو یارک کو بھی خبردار کر دو۔ ممکن ہے وہاں چلے گئے ہوں۔ شہر کی تمام چوکیوں کو ان کے نام اور حلیئے بتا دو۔ اور کہو کہ آنکھیں کھلی رکھیں۔ ممکن ہے ابھی وہ دونوں سفر میں ہوں کیونکہ گزشتہ رات ہی فرار ہوئے ہیں۔"

"ان میں سے ایک کا ہاتھ زخمی ہے" میں بولا۔" اور دوسرے کا منہ۔ اس لئے شناخت میں ذرا بھی دقت پیش نہیں آئے گی۔"

"ٹھیک ہے جناب۔ میں ابھی سارا بندوبست کئے دیتا ہوں۔" سارجنٹ یہ کہہ کر نکل گیا۔

"مائیک۔" پیٹ سارجنٹ کے جانے کے بعد بولا۔" کیا یہ دونوں بدمعاش جن کی تمہیں تلاش ہے۔ کسی طور ڈیکھ یا ہوکر کے قتل میں ملوث ہیں؟"

"سنو دوست۔" میں تازہ سگرٹ جلاتے ہوئے بولا۔" وہ دونوں کسی خاص وجہ سے ہوکر کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔ لیکن واقعات کچھ اس طرح پیش آئے کہ ہوکر تو بچ کر نکل گیا اور وہ دونوں مجھ سے الجھ گئے۔ گزشتہ رات میں ٹوڈی سے ملا تھا۔ اسی نے بتایا ہے کہ وہ دونوں در اصل کون ہیں۔"

"ٹوڈی لنک نے ؟" پیٹ حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولا۔

"ہاں۔ مگر یہ مت پوچھنا کہ میں نے کونسا طریقہ استعمال کیا تھا۔ وہ حرامزادہ بھی وہ کچھ نہیں ہے، جو نظر آتا ہے اس کے پاس بھی ناجائز دولت کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ اسی لئے میں اس کی فائل پہ ایک نظر ڈالنا چاہتا ہوں ..... کیا خیال ہے ؟"

"ٹوڈی کی فائل ؟ ..... مگر ٹوڈی کے متعلق فائل میرے پاس تو نہیں ہے کچھ لوگوں کے متعلق جتنے بھی کاغذات ہیں ڈی اے اپنی ذاتی محافظت میں رکھتا ہے۔ اس کے خیال میں چونکہ وہ انتہائی خفیہ ہیں اس لئے اپنے ہی پاس رکھتا ہے۔"

"مگر رکھتا تو دفتر میں ہی ہوگا۔ کیا تم بھی ان تک نہیں پہنچ سکتے ؟"

"دفتر میں ہی رکھتا ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ کہاں رکھتا ہے مگر میں ایسا کوئی کام ہرگز نہیں کروں گا۔ جس کا جواب دینا مشکل ہو جائے اور نتیجتاً وہ خبیث ہمیشہ کے لئے مجھ پر مسلط ہو جائے۔"

"بہت خوب ..... ٹھیک ہے میں خود ہی کوئی راستہ نکال لوں گا۔"

"مائک" پیٹ کسی قدر افسردہ لہجے میں بولا۔ "مجھے یقین ہے کہ تم نے مجھے تمام باتیں نہیں بتائیں۔ کیا تم ایک ہی مرتبہ مجھے ساری باتیں نہیں بتا سکتے ؟"

"پیٹ۔" میں نے مزید آگے جھکتے ہوئے کہا۔ "میں نے تم سے کبھی کچھ نہیں چھپایا۔ بات دراصل یہ ہے کہ اول تو بتانے کے لئے ہے ہی کیا۔ دوسرے موقع ہی کب ملا ہے کہ تسلی سے بتاتا۔ بہرحال سننا ہی چاہتے ہو تو سنو۔ سب سے پہلے ٹوڈی لنک کے متعلق ہی سن لو۔ مادون کو تو تم جانتے ہی ہو گے۔ وہی

جولی مارشا کے اپارٹمنٹ کے عین نیچے والے اپارٹمنٹ میں رہتا ہے اس کا شمار بھی خاصے مالدار لوگوں میں ہوتا ہے۔ دولت کی ریل پیل ہے لیکن کوئی نہیں جانتا وہ ساری دولت کہاں سے آتی ہے۔ میرے دوست اس شہر کے جوا خانوں، شراب خانوں اور زنا خانوں پر تو سب کی نظر ہے لیکن ریس پر کسی کی بھی نگاہ نہیں پڑی اس نے اپنی بیشتر دولت ریس سے ہی جمع کی ہے۔ اس کے سیف میں ہر وقت لاکھوں ڈالر نقد موجود رہتے ہیں۔ وہ اپنا ریس کا سارا کاروبار لوڈی لنک جیسے بددیانت بکی کے ذریعے ہی چلا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ریس میں جو بددیانتی ہو رہی ہے۔ اس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ یہاں تک ہوتا ہے کہ شرطوں پر لگائی ہوئی رقم ادا کرنے سے ہی منکر ہو جاتا ہے اور کوئی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ کیونکہ کافی اثر و رسوخ کا مالک ہے۔ حقیقت تو یہ ہے پیٹ کہ آجکل کے زمانے میں لوگوں کے ضمیر خرید لینا کچھ زیادہ مشکل نہیں ہے۔ لوڈی لنک انتہائی لالچی آدمی ہے اسے معلوم تھا کہ ماروں کے سیف میں ہر وقت لاکھ دو لاکھ ڈالر کے نوٹ پڑے رہتے ہیں چنانچہ اس نے سیف صاف کرنے کا منصوبہ بنا لیا۔ اس کام کے لئے اسے کسی ایسے آدمی کی تلاش تھی جو سیف کھولنے کا ماہر ہو اسے کسی نے بتا دیا کہ ڈیکم سیف بنانے والی فیکٹری میں کام کر چکا ہے اور یہ کہ سیف کھولنے میں اپنا جواب نہیں رکھتا۔ اب مسئلہ یہ تھا کہ اسے چوری پر آمادہ کیونکر کیا جائے کیونکہ وہ سارے برے کاموں سے توبہ کر کے اپنے بچے کی خاطر شریفانہ زندگی بسر کر رہا تھا۔ لوڈی مناسب موقع کی تلاش میں رہا۔ حتیٰ کہ اسے معلوم ہوا کہ ڈیکم کو رقم کی اشد ضرورت ہے۔ لہذا وہ ڈیکم کے دوست ہو کر سے ملا

اور اسے لالچ دے کر ڈیکمر کو پھانسنے پر رضامند کر لیا۔ ان دنوں چونکہ بیوی کی علالت کی وجہ سے ڈیکمر سخت تنگ دست تھا اور اسے اس کے آپریشن کے لئے ایک بڑی رقم کی ضرورت تھی۔ اس لئے وہ ہوکر کی باتوں میں بڑی آسانی سے آ گیا۔ اور دونوں نے ریس پر شرطیں لگانی شروع کر دیں۔ یہ ٹوڈی لنک جیسے شاطر کا کمال تھا کہ دو تین مرتبہ وہ یکے بعد دیگرے معمولی رقمیں جیتتے رہے۔ میرا خیال ہے۔" یہ کہہ کر میں نے سگرٹ راکھ دان میں رگڑا پھر بولا۔ " میرا خیال ہے کہ ہوکر نے ڈیکمر کو مشورہ دیا ہوگا کہ آجکل ہماری قسمت کے ستارے بام عروج پر ہیں اس لئے کیوں نہ کوئی بڑی رقم شرط پر لگا کر ایک دم مالدار بن جائیں۔ غرض مند دیوانہ ہوتا ہے۔ ڈیکمر کو رقم کی چونکہ اشد ضرورت تھی اس لئے وہ فوراً راضی ہو گیا ہوگا۔ ہوکر اسے ڈکسی کوپر کے پاس لے گیا۔ اور ایک ہزار ڈالر اس سے سود پر لے دیئے۔ اپنی رقم اور قرض پر حاصل کر دہ رقم ساری کی ساری گھوڑوں پر لگا دی گئی۔ ٹوڈی بھی تو چاہتا تھا۔ اور اس دن ان کی قسمت کا ستارہ ڈوب گیا۔ وہ تمام رقم ہار گئے۔ ہوکر تو سازش میں شریک تھا اس لئے اس کا تو کچھ نہ بگڑا البتہ ڈیکمر تباہ ہو گیا۔ وہ غریب بھلا قرض کی رقم کیونکر واپس کر سکتا تھا۔ چنانچہ سود در سود چڑھتا گیا۔ اور وہ بھاری قرض تلے دبتا چلا گیا۔

" ادھر ڈکسی کوپر نے رقم کی واپسی کے لئے دھمکیاں دینی شروع کر دیں۔" میں ایک اور سگرٹ جلاتے ہوئے بولا۔ " یہ ڈکسی کوپر بھی ایک ہی خبیث کا بچہ ہے اس نے بھی کئی خوفناک بدمعاش پال رکھے ہیں۔ ممکن ہے ڈیکمر اور اس کے بچے کو قتل تک کرنے کی دھمکیاں دی گئی ہوں۔ بیوی تو بیچارے کی پہلے ہی آپریشن کا انتظار کرتے کرتے اللہ کو پیاری ہو چکی تھی۔ اب صرف بچہ رہ گیا تھا۔ اس لئے اس

کے جذبات و احساسات کا اندازہ تک کرنا ناممکن ہے۔ اس کی راتوں کی نیند تک حرام ہو کر رہ گئی تھی۔ ڈکسی کو پیار اور اس کے گرگوں کی دھمکیاں دن بدن شدت اختیار کرتی جا رہی تھیں۔ لوہا پوری طرح گرم ہو چکا تھا صرف چوٹ لگانی تھی۔ چنانچہ لوڈی اس کے پاس گیا سیف صاف کرنے کی تجویز پیش کی۔ پیشگی کے طور پر اسے اتنی رقم دے دی گئی کہ اس نے ڈکسی کا قرض ادا کر کے اس سے گلو خلاصی کر لی۔ اگر ڈیکر صحیح اپارٹمنٹ میں پہنچ کر ماردن کا ہی سیف صاف کرتا تو ممکن ہے حالات کچھ اور شکل اختیار کرتے مگر اس کی بد قسمتی کی انتہا تو دیکھو کہ اسے منزل کا مغالطہ ہو گیا اور وہ لی مارشا کے اپارٹمنٹ میں پہنچ گیا۔"

"یہ بھی تو ممکن ہے۔" پیٹ جو آنکھیں بند کئے ہمہ تن گوش میری باتیں سن رہا تھا آنکھیں کھول کر آگے جھکتے ہوئے بولا۔ "کہ ڈیکر کی اپنی نیت خراب ہو اور وہ اپنے ساتھیوں کو جھانسہ دے کر تمام رقم خود ہضم کر جانے کا منصوبہ بنا چکا ہو؟"

"عین ممکن ہے کہ یہی بات ہو۔" میں نے تردید کرتے ہوئے کہا۔ "بہرحال یہ بات تو طے ہے کہ چوری سے کئی دن پہلے وہ اپنے بچے کی حفاظت اور مستقبل کی فکر کرنے میں لگا ہوا تھا۔ خواہ اس کا ارادہ چوری کی رقم لے کر فرار ہو جانے کا تھا یا کوئی اور وجہ تھی اس کے متعلق وثوق سے ابھی میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔۔۔ لی مارشا کا سیف کھولتے ہی اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہو گا۔ لیکن اس وقت اتنا موقع نہیں تھا کہ وہ نیچے کی منزل میں جا کر ماردن کا سیف کھولتا۔ دوسری طرف اسے یقین تھا کہ اس کی بات پر اس کے ساتھی ہرگز اعتبار نہیں کریں گے اور اس کی اور اس کے بچے کی جان کے لاگو ہو جائیں گے۔ اس لئے اس نے یہی بہتر سمجھا کہ بچے

کو لے کر فرار ہو چلے مگر اس کے ساتھی بھی پوری طرح چوکنے تھے۔ وہ سائے کی طرح اس کے پیچھے لگے رہے اور جب انہوں نے کو لے کر اسے فرار ہوتے دیکھا تو اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ انہیں یقین تھا کہ وہ ہارون کے سیف سے تمام رقم صاف کر کے فرار ہو رہا ہے۔ چنانچہ اسے گولیوں سے چھلنی کرنے کے بعد لاش کی جامہ تلاشی لی گئی۔ مگر دوسری طرف جب ہیں نے جامہ تلاشی لینے والے کو فائر کر کے سخت زخمی کر دیا تو کار ڈرائیور نے اسے زندہ حالت میں چھوڑ جانا اپنے لئے خطرناک سمجھ کر اسے کار کے پہیوں تلے کچل دیا اور خود فرار ہو گیا۔ میری مداخلت سے اسے اتنی مہلت بھی نہیں مل سکی تھی کہ وہ خود بھی ڈیکر کی لاش کو ٹٹول سکتا۔ چنانچہ اسے یقین ہو گیا ہو گا، کہ اس کے فرار کے بعد میں نے لازماً لاش کی تلاشی لی ہو گی۔ اور چوری کی رقم لے کر اڑا ہوں گا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ میرے اپارٹمنٹ کی تلاشی کے لئے بھی پہنچ گیا اور سر پہ ضرب لگا کر مجھے بھی بے ہوش کر کے چھوڑ گیا۔"

میں چند سیکنڈ تک تعت کر کے متلاشی نظروں سے سپیٹ کو گھورتا رہا لیکن اس کا چہرہ تو پہلے ہی ایک بڑا سوالیہ نشان بنا ہوا تھا۔ لہٰذا میں خود ہی بولا "اب اگر ہم فرض کر لیں کہ کار ڈرائیور خود لوڈی تھا تو ظاہر ہے کہ دو اشخاص کے قتل اس کی گردن پر تھے۔ چونکہ ہو کر کو ساری سازش کے متعلق کافی کچھ معلوم تھا اس لئے اسے خدشہ لاحق ہو گیا کہ کہیں وہ پولیس کے دباؤ یا تشدد سے گھبرا کر زبان نہ کھول دے چنانچہ اس نے ارتھر کول اور فنتر کو اس کے پیچھے لگا دیا۔ وہ اسے ہمیشہ کے لئے خاموش کرنے کے لئے مناسب موقع کی تلاش میں تھے۔ کہ انہوں نے مجھے بار میں ہو کر سے سرگوشیاں کرتے دیکھ لیا۔ انہیں شبہ ہو گیا

کہ یا تو ہو کر اپنی حفاظت کے لئے مجھ سے مدد کا خواہاں ہے یا پھر اس نے سارا
کچا چٹھا میرے آگے کھول دیا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ دونوں مجھ پر پل پڑے۔
مگر وہ میرا تو کچھ نہ بگاڑ سکے اپنا ہی حلیہ خراب کرالیا۔ اس وقت تو ہو کر موقع
سے فائدہ اٹھا کر بھاگ گیا تھا۔ لیکن ٹوڈی اسے زندہ چھوڑ کر اپنے لئے بڑی کرسی
کا خطرہ ہرگز برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے اسے ختم کرنے یا کرا کے ہی دم لیا۔ اب
ٹوڈی کو صرف میری ذات کا کھٹکا رہ گیا تھا۔ میں چونکہ کول اور فنشر دونوں کو
اچھی طرح دیکھ چکا تھا۔ اس لئے جب میں اس سے ملنے کے لئے گیا تو وہ نہ صرف
خوفزدہ ہو گیا بلکہ اس نے ان دونوں کرگوں کو بھی فوراً شہر سے کھسکا دیا۔ اس لئے
کہ ان کا اس شہر میں موجود رہنا اس کے لئے خطرے کا باعث بن سکتا تھا۔۔۔۔
اسی لئے میں کہتا ہوں" میں چند سیکنڈ توقف کے بعد بولا۔" کہ ان دونوں کو تلاش
کرنا ازبس ضروری ہے۔"

"ایک منٹ ٹھہرو۔" ہیٹ نے کہا اور ٹیلیفون کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ لیکن
دوسرے ہی لمحہ قریب ہی رکھی ڈائرکٹری اٹھا کر ورق الٹنے پلٹنے لگا۔ پھر ایک منٹ
کے بعد ریسیور اٹھا کر آپریٹر کو نمبر بتایا اور انتظار کرنے لگا۔ "ہیلو" دو منٹ کے
بعد وہ ماؤتھ پیس میں بولا۔ "مجھے مسٹر مارون ہولمز سے بات کرنی ہے۔" اس کے بعد
چند سیکنڈ تک وہ خاموشی سے دوسری طرف کی بات سنتا رہا پھر ریسیور رکھتے
ہوئے بولا۔ "مائک وہ حرامزادہ بھی کل صبح نیویارک فرار ہو گیا ہے۔ ظاہر ہے
کہ وہ بھی خائف ہو کر بھاگا ہے۔"

"اگر میری مانو تو ہر قیمت پر ان دو بدمعاشوں آرتھر کول اور فنشر کو کھود

نکالو۔" میں نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔ "کیونکہ ان کی مدد سے ہم قاتل تک رسائی حاصل کر لیں گے۔ اس کے بعد لوڈی کو جنگل میں پھانسنا کچھ مشکل نہیں ہوگا۔"

"مجھے یقین ہے کہ لوڈی نے کوئی بھی قتل خود ہرگز نہیں کیا ہوگا۔"

"مگر مجھے پورا یقین ہے اور میں اسے جہنم پہنچا کر ہی دم لوں گا۔"

"نہیں مائیک۔ خدا کے لئے ہمیں خود ہی ہمارا کام کرنے دو اور قانون کو اپنے ہاتھوں میں لے کر میرے لئے مزید دشواریاں پیدا مت کرو۔"

"دیکھو پیٹ۔" میں ترشروئی سے بولا۔ "اگر چاہتے ہو کہ پھر لوڈی کو ڈالو اور نہ صرف چند چھوٹے بلکہ بڑے مہرے بھی جنگل میں پھنس جائیں تو میرے ساتھ صرف اتنا تعاون کرو کہ مجھے چند روز کی مہلت دو اور اپنی مرضی سے کام کرنے دو۔"

پیٹ دو منٹ تک میرے چہرے پر نظریں جمائے پتہ نہیں کیا سوچتا رہا پھر بولا۔ "اگر تم نے کوئی نئی مصیبت کھڑی کر دی تو جانتے ہو کیا ہوگا!"

"اچھی طرح جانتا ہوں۔ اس لئے مطمئن رہو کوئی ایسی بات نہیں ہوگی۔"

"تو ٹھیک ہے۔ میں تمہیں صرف تین دن کی مہلت دیتا ہوں۔ لیکن خیال رکھنا کہ اگر تم کسی دلدل میں پھنس گئے تو میں ہرگز کوئی مدد نہیں کروں گا۔"

"دیکھا جائے گا۔" میں نے اٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "اچھا خدا حافظ۔"

راہداری سے گزر کر ہال میں پہنچا تو چند لڑکیاں ٹائپ کرنے میں مصروف تھیں۔ میں نے ان میں سے ایک سے مس ایلین سکاٹی کے بارے میں پوچھا کہ کہاں ہے

تو اس نے بتایا کہ لنچ کے لئے گئی ہے ایک گھنٹہ تک واپس آجائے گی۔ اور اگر میں انتظار نہیں کر سکتا تو سیدھا نیلسن اسٹیک ہاؤس چلا جاؤں کیونکہ وہ عموماً وہیں لنچ کھاتی ہے۔ چنانچہ میں نے اس کا شکریہ ادا کیا اور چار بلاک آگے سیدھا نیلس اسٹیک ہاؤس پہنچ گیا۔

ایلین عقبی کمرے میں ایک میز پر تنہا بیٹھی چاپنیں ادھیڑ رہی تھی۔

۷

"ہیلو" وہ مجھے دور سے ہی دیکھ کر چہکی۔ اس نے سیاہ بلاوز اور اسکرٹ پہن رکھا تھا۔ اور اس کا سرخ و سفید جسم اس لباس میں اتنا حسین لگ رہا تھا کہ میں تعریف کئے بغیر نہ رہ سکا۔

"آج تو قیامت بنی بیٹھی ہو"

"خیریت تو ہے؟ ..... آتے ہی خوشامد شروع کر دی ہے۔ بیٹھو کچھ کھاؤ گے؟"

"کیوں نہیں۔" اتنا کہہ کر میں نے ویٹرس کو اشارہ کیا اور اپنے لئے سینڈوچز

ادھر میرا آرڈر شیرے کرا ایلین کی طرف متوجہ ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ ایلین نے اپنی ایک ٹانگ اٹھا کر اس طرح قریبی کرسی پر رکھ رکھی تھی۔ کہ اسکرٹ گھٹنے سے اوپر تک کھسک گیا تھا۔ دوسرے ہی سیکنڈ میں سمجھ گیا کہ اس نے یہ حرکت دانستہ کی ہے کیونکہ دائیں طرف گوشے والی میز پر جو لڑکی بیٹھی تھی وہ بلند آواز سے باتیں کرتے ہوئے اپنے ساتھی لڑکے کی توجہ اپنی طرف مرکوز رکھنے کی بہتری کوشش کر رہی تھی۔ لیکن لڑکا اس کی طرف دھیان نہ دے کر ایلین کی خوبصورت ٹانگ کے نظارے میں محو تھا۔

"کیوں بیچارے کو ترسا رہی ہو؟" میں مسکراتے ہوئے بولا۔

اس نے ہلکا سا قہقہہ لگایا ساتھ ہی بولی۔ "بڑا مزہ آتا ہے۔ تم بھی تو اسی لئے آئے ہو کہ میں خوبصورت ہوں۔ ہے نا یہی بات؟"

"نہیں۔ تو خوابوں میں بھی تمہیں ہی دیکھتا ہوں۔"

"اچھا اب باتیں نہ بناؤ۔ میں اتنی بھولی نہیں ہوں کہ تمہاری ان لایعنی باتوں پر یقین کر لوں گی۔ بہر حال میں تمہیں پسند کرتی ہوں۔ اور اب مطلب کی بات پر آ ہی جاؤ تو بہتر ہے۔ بولو کیا چاہتے ہو؟"

"تمہارے پاس کے پاس ٹوڈی لنک کے متعلق ایک فائل ہے۔ میں اس پر ایک نظر ڈالنا چاہتا ہوں۔"

یہ سن کر اس کا چہرہ اچانک کشیدہ ہو گیا۔ چند سیکنڈ تک مجھے گھورتی رہی پھر مستحکم لہجے میں بولی۔ "نہیں مائک۔ یہ قطعی ناممکن ہے۔"

"سنو ایلین۔ پیٹ نے مجھے بتا دیا تھا کہ فائل سیکرٹ ہے ڈی اے کی نگرانی

پہنا رہتی ہے۔ اور۔۔۔۔"

"اور یہ کہ وہ کسی پر بھی اعتماد نہیں کرتا؛" وہ میری بات کاٹ کر بولی۔

"ہاں۔ لیکن تم پر پورا اعتماد کرتا ہے کیونکہ تم اس کی سیکرٹری ہو؛"

"بالکل ٹھیک ہے۔ لیکن اس قسم کا کام کر کے نہ صرف یہ کہ میں ملازمت سے ہاتھ دھو بیٹھوں گی۔ اور دوسری جگہ اور کوئی ملازمت نہیں ملے گی۔ بلکہ جیل کی ہوا بھی کھانی پڑے گی۔ مائیک قیدیوں کا ڈھیلا ڈھالا لباس مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتا۔"

"ٹھیک ہے ایلن قیدیوں کا ڈھیلا ڈھالا لباس تمہیں قطعی پسند نہیں ہے" میں نے سنجیدہ لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا۔ "تمہیں خون میں ڈوبی لاشیں تو پسند ہیں نا۔ تمہیں بیواؤں کی آہ و بکا تو یقیناً بہت بھلی لگتی ہوگی۔ اور وہ یتیم بچے تو لازماً تمہیں بہت پسند ہوں گے جن کے باپوں کو کمہ ڈیل اور لوڈی جیسے سفاک قاتل گولیوں سے چھلنی کر ڈالتے ہیں اور تمہارا باس یا پولیس ان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتی۔ میں نے سوچا تھا کہ چلو جو کام ڈی اے یا پولیس نہیں کر سکی۔ اس کے لئے میں اپنی جان ہتھیلی پر رکھے لیتا ہوں اور یہ کہ شاید میری ہی حقیر کوششوں سے یہ شہر گندے عناصر سے پاک ہو جائے لیکن نہیں۔ یہ میری حماقت تھی۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ پولیس تو پولیس خود شہری بھی میرے ساتھ تعاون نہیں کریں گے۔"

دو منٹ تک مکمل سکوت رہا۔ ہم ایک دوسرے سے نظریں ملانے سے کترا رہے تھے۔ میری نگاہیں بیئر کے گلاس پر اور اس کی نظریں میز کی سپاٹ سطح پر جم کر رہ گئی تھیں۔

"ٹھیک ہے مائک۔" آخرکار وہ نظریں اٹھائے بغیر بولی۔ "فائل تمہیں مل جائے گی"

"شکریہ ایلین۔" میں نے اس کی طرف نظریں گھماتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"لیکن تمہیں اس کی قیمت ادا کرنی ہوگی۔" اس نے بھی اسی انداز میں کہا۔

"قیمت؟..... کیسی قیمت؟" میں نے حیران ہو کر پوچھا۔

"فائل کی قیمت مائک اور" وہ رکی میری طرف دیکھ کر مسکرائی پھر بولی

"وہ قیمت خود تم ہو۔" اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا ہاتھ میرے بازو پر رکھ دیا

"مائک۔ تمہیں کیا خبر کہ میں تمہیں کتنا چاہتی ہوں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس قدر خطرناک کام کرنے پر آمادہ ہوگئی ہوں۔"

"شکریہ ڈارلنگ۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چلو اٹھو۔ اب چلیں۔" اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔ میں نے پانچ ڈالر کا نوٹ میز پر رکھا اور ایلین کا بازو تھام کر باہر آگیا۔ قریبی میز پر بیٹھا ہوا الٹر کا بچے کینہ توز اور ایلین کو حسرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"تم یہیں نیچے ٹھہرو۔ میں ابھی دس منٹ میں واپس آجاؤں گی۔" ڈی اے آفس کے قریب پہنچ کر وہ بولی۔

"کیا فائل لینے جا رہی ہو؟"

"نہیں مائک اس وقت فائل نکالنا خطرناک ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے۔ ابھی ڈی اے کو اس فائل کی ضرورت پڑ جائے اس لئے میں یہ کام بیٹی کے ذمہ لگا آئی ہوں۔" وہ شام کو چھٹی کرتے ہوئے ساتھ لے جائے گی۔"

"بیٹی؟ ...... بیٹی کون؟"

"اتنی جلدی بھول گئے۔ بھئی وہی ٹھنگنی اور موٹی سی لڑکی جو میرے ساتھ ہی رہتی ہے۔"

"ہاں ہاں ٹھیک ہے۔ اس دن تمہارے ہی اپارٹمنٹ پر دیکھی تھی۔ تو کیا وہ بھی یہیں کام کرتی ہے؟"

"ہاں۔ آج شام تک اسی کی ڈیوٹی ہے۔ میں کئی مرتبہ اس کے کام کر چکی ہوں اور میرا یہ پہلا کام ہوگا اس لئے ہرگز انکار نہیں کر سکے گی۔ ...... بہتر ہے کہ تم سامنے والی بار میں میرا انتظار کرو۔ میں صرف دس منٹ میں واپس آجاؤں گی۔ اس کے بعد ہم ریس کورس چلیں گے۔ آج میں تمہیں دکھاؤں گی کہ میں ریس کھیلنے کی کتنی ماہر ہوں۔"

"بس رہنے دو۔" میں نے کہا۔ "اپنی مہارت اپنے ہی پاس رکھو۔ پیٹ نے مجھے تمہاری مہارت کے متعلق سب کچھ بتا دیا ہے۔ ... آج ایا جان کے گھوڑے دوڑ رہے ہیں کیا؟"

"ہاں۔ اور دیکھ لینا کہ میں آج خاصی رقم جیت لوں گی۔"

"خود غرضی دکھاؤ گی کیا؟"

"نہیں۔ فکر مت کرو۔ تم بھی تو ساتھ ہی ہو گے۔" اتنا کہہ کر وہ عمارت میں داخل ہو گئی اور میں سڑک پار کر کے بار میں چلا گیا۔

بار میں خاصی بھیڑ تھی۔ بارٹنڈر سے جام لے کر میں ایک طرف قدرے پرسکون گوشے کی طرف چلا گیا۔ قریب ہی دو شخص بالنگ کے موضوع پر

مباحثہ میں مصروف تھے۔ ایک اور طویل قامت شخص بھی کان میں آلۂ سماعت لگائے ان سے دائیں طرف کھڑا گلاس سے چسکیاں لگا رہا تھا۔

"کیا میں ٹھیک نہیں کہہ رہا۔" تکرار کرنے والوں میں سے ایک نے آلہ سماعت والے سے اپنی بات کی تائید کرانی چاہی۔ لیکن اس نے اپنے آلہ سماعت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اسے کہا کہ آلہ چونکہ خراب ہے اس لئے وہ ان کی باتیں نہیں سن سکا۔ چنانچہ وہ دونوں میری طرف متوجہ ہو گئے اور اپنے اپنے حق میں دلیلیں دینے لگے۔ لیکن شکر ہے کہ اسی وقت ایلین بار کے دروازے سے داخل ہو کر مجھ تک پہنچ گئی۔ میں نے جلدی سے جام ختم کیا اور کاؤنٹر پر ایک ڈالر کا نوٹ ڈال کر ایلین کو ساتھ لئے باہر آ گیا۔

"کیا رہا!" میں نے کار تک پہنچ کر اسٹیرنگ وہیل کے پیچھے کھسکتے ہوئے پوچھا

"پیٹی شام کو گھر جاتے ہوئے فائل بریف کیس میں رکھ کر ساتھ لے جائے گی گو کام خطرناک ہے مگر پیٹی چونکہ میری زیر بار احسان ہے۔ اس لئے انکار نہیں کر سکی" ایلین نے اندر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

"بہت خوب۔"

اس شام میں نے چار ہزار اور ایلین نے بارہ ہزار ڈالر ریس میں جیتے۔ میرے پوچھنے پر کہ وہ اگر چاہے تو لاکھوں جیت سکتی ہے پھر کیوں تھوڑی رقمیں داؤ پر لگاتی ہے۔ اس نے جواب دیا۔

"بات دراصل یہ ہے کہ مجھے دولت کی ہوس نہ پہلے تھی اور نہ اب ہے مجھے صرف اس بات سے چڑ ہے کہ میرا باپ مجھے اخراجات کے لئے کچھ نہیں دیتا۔ لیکن

میں بھی بلا واسطہ نہ سہی بالواسطہ ہی سہی اسی کی جیب سے اخراجات پورے کرتی ہوں وہ اپنے گھوڑوں کے کلمہ بدلتا رہتا ہے لیکن میں نے بھی ایسا انتظام کر رکھا ہے کہ ریس سے ایک آدھ دن پہلے ہی مجھے تمام اطلاعات پہنچ جاتی ہیں۔"

"تم اتنی بڑی رقمیں آخر خرچ کیسے کرتی ہو؟" میں نے سرخ بتی دیکھ کر گاڑی روکتے ہوئے پوچھا۔

"ابھی سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لینا۔"

اس کے بعد وہ مجھے راستہ بتاتی رہی اور میں ڈرائیو کرتا رہا۔ "بس اگلی گلی کے موڑ پر روک لینا۔ آخر کار اس نے کہا۔ اور میں نے گلی کے نکڑ پر گاڑی روک دی۔ وہ کار سے اتری اور مجھے بھی اترنے کا اشارہ کیا۔ اس کے بعد نکڑ والی عمارت کو چھوڑ کر اگلی عمارت کے صدر دروازے میں داخل ہو گئی۔ میں نے دیکھا۔ کہ ہال میں کئی شریف خواتین، ایک عمر رسیدہ پادری اور ایک پولیس والا بیٹھے کافی پی رہے تھے۔ ایلن کو دیکھتے ہی سب نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اور بڑی عزت و تکریم سے بٹھایا۔ میں بھی قریب ہی بیٹھ گیا۔ دوسرے ہی منٹ ہمارے لئے بھی کافی آ گئی رسمی جملوں کے بعد ایلن نے نوٹوں کا ایک بڑا سا بنڈل پرس سے نکالا۔ اور ایک عمر رسیدہ خاتون کی طرف بڑھا دیا۔

"مسٹر مائیک۔" ایلن میری طرف متوجہ ہو کر بولی۔ "یہ خاتون اس درمیانے درجے کے یتیم خانے کی خزانچی اور فادر ناظم اعلیٰ ہیں۔ ان کے یتیم خانے میں سو سے اوپر بچے ہیں جن کی تعلیم و تربیت اور طعام و قیام کا انہوں نے نہایت اچھا بندوبست کیا ہوا ہے۔"

میں یہ بات سن کر انتہائی متاثر ہوا اور جیب سے ایک ہزار ڈالر کے نوٹ نکال کر میں نے بھی اسی خاتون کی طرف بڑھا دیئے۔" یہ ناچیز عطیہ میری طرف سے بھی قبول فرمائیں۔" میں نے کہا۔

"بہت بہت شکریہ مسٹر مائک۔ آپ کی دریا دلی قابل داد ہے۔" اسی خاتون نے رقم لیتے ہوئے کہا۔

اس کے بعد ہم باہر آگئے اور کار میں بیٹھ کر آگے بڑھ گئے۔ آج جیب خاصی گرم تھی اس لئے میں کھانے کے لئے ایلن کو کسی اچھی جگہ لے جانا چاہتا تھا۔ چنانچہ میں شہر کے مشرقی حصے کی طرف چلا گیا اور گاڑی پارک میں کھڑی کر کے ایلن کو ساتھ لے کر گلی میں مڑ گیا۔ ہوٹل اگرچہ گلی میں تھا۔ لیکن اپنے لذیذ کھانوں، موسیقی اور سروس کے لئے خاصا مشہور تھا۔

کھا پی کر فارغ ہوئے تو سوا آٹھ بج رہے تھے۔ باہر تیز بارش ہو رہی تھی۔ دوڑ بھاگ کر گاڑی تک پہنچے اور انجن اسٹارٹ کرتے ہی میں نے ایلن کے اپارٹمنٹ کا رخ کر لیا۔ صدر دروازے تک پہنچتے پہنچتے ایلن بری طرح بھیگ گئی تھی اس کے کپڑے جسم پر اس طرح چپک کر رہ گئے تھے جیسے لفافے پر ڈاک کا ٹکٹ۔ اور تمام نشیب و فراز نمایاں ہو کر رہ گئے تھے۔ میں ساتھ چلتے ہوئے مڑ مڑ کر اس کے سراپا کے نظارے سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔

"تمہیں بھی اچھا موقع مل گیا ہے۔ خوب جی بھر کے دیکھ لو۔" وہ مجھے گھورتے دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولی۔

"ایسے مواقع بار بار تھوڑا ہی آتے ہیں۔" میں نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا

ایلیویٹر کے ذریعے اوپر پہنچے اور ایلین نے پرس سے چابی نکال کر اپارٹمنٹ کا دروازہ کھولا۔ میٹی فائل ایلین کے میز پہ رکھ کر کہیں چلی گئی تھی۔

"میں ذرا لباس تبدیل کر لوں۔ تم اتنے میں فائل کا مطالعہ کرو۔" ایلین نے میز کی طرف اشارہ کیا اور خود غسل خانے کی طرف چلی گئی۔

ایک فائل کور میں بے شمار ٹائپ شدہ رپورٹیں، سرکاری چھٹیاں اور کئی فوٹو میری توجہ کے منتظر تھے۔ میں نے نہایت اطمینان سے پڑھنا شروع کر دیا لیکن جوں جوں پڑھتا جا رہا تھا میرا خون کھولتا جا رہا تھا۔ پندرہ بیس منٹ کے بعد ایلین لباس تبدیل کر کے غسل خانے سے برآمد ہوئی اور بیئر کی بوتلیں اور گلاس لے کر میرے قریب ہی کرسی پر آ بیٹھی۔

تقریباً ایک گھنٹے کے اندر اندر میں نے تمام کاغذات پر نظر ڈال لی۔ آخری کاغذات کا مطالعہ ختم کیا تو میں غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔

"سب فراڈ ہے۔" میں نے فائل اٹھا کر دور گوشے کی طرف پھینکتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا بات ہے مائک کچھ بتاؤ تو سہی۔" ایلین نے بازو سے پکڑ کر مجھے بٹھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"کیا رکھا ہے ان کاغذوں میں۔ ان سے کچھ ثابت نہیں ہوتا۔ تمام رپورٹیں یہی ثابت کرتی ہیں کہ لوڈی بلند پایہ بچہ ہے۔ اور جائز کاروبار کرتا ہے۔ ایک دو رپورٹیں ایسی ہیں جو اس کے ماضی کی طرف معمولی سا اشارہ کرتی ہیں۔ لیکن وہ ڈسٹرکٹ اٹارنی رابرٹ کے زمانے کی ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ رابرٹ کے بعد

اتنے سال تک کیا کام ہوا ہے۔"

ایلین اٹھ کر بکھرے کاغذات کو جمع کر رہی تھی۔ جب سارے کاغذات جمع کر چکی تو دوبارہ بیٹھتے ہوئے بولی۔" تم نے تو غصے میں آکر فائل پھینک دی لیکن اب یہ تمام کاغذات مجھے تاریخ وار اور نمبر وار کرنے پڑیں گے۔ ورنہ ڈی اے کو خواہ مخواہ شبہ ہو جائے گا۔"

میں بیٹھ کر پھر سے غصہ ٹھنڈا کرنے لگا۔ اور ایلین ایک ایک کاغذ کو درست ترتیب سے فائل میں رکھنے لگی۔ میں نے دیکھا کہ کاغذات کی ترتیب اور نمبروں میں کافی فرق تھا۔ کاغذات پر جو نمبر لگے ہوئے تھے ان میں سے بہت سے نمبر کے کاغذات غائب تھے۔

" یہ تمام کاغذات تو نہیں ہیں۔ بیچ بیچ میں سے کئی کئی نمبر غائب ہیں؟" میں نے سوالیہ انداز میں بیتابی سے پوچھا۔

" ہاں۔ بہت سے غیر اہم کاغذات یا تو ضائع کر دیئے جاتے ہیں یا پھر ایک اسٹور روم میں پھینک دیئے جاتے ہیں۔ وہ اسٹور روم اس قسم کے فضول کاغذات سے تقریباً بھرا پڑا ہے اگر تم کہو تو میں کل کوشش کر دیکھوں گی۔ ممکن ہے۔ کوئی کام کی چیز مل جائے۔"

" اتنا وقت نہیں ہے میری جان۔ مجھے ایک ایک منٹ بھاری ہو رہا ہے۔"

" پھر یوں کیوں نہیں کرتے کہ خود رابرٹ سے بات کر دیکھو۔"

" بات تو بہت معقول ہے۔ کیا تمہیں اس کا پتہ معلوم ہے؟"

" معلوم تو نہیں۔ البتہ معلوم کر سکتی ہوں۔" یہ کہہ کر ٹیلیفون کی طرف بڑھ گئی

پھر کئی جگہ فون کرنے اور معلوم کرنے کے بعد آخر کار مجھے اشارہ کیا۔ ساتھ ہی ماؤتھ پیس پر ہتھیلی رکھتے ہوئے بولی۔

"لو نمبر مل گیا ہے۔ خود ہی بات کر لو۔"

میں نے ریسیور کان سے چپکا لیا۔ "مسٹر رابرٹ۔" دوسری طرف سے نسوانی آواز آئی۔

"کیا میں مسٹر رابرٹ سے بات کر سکتا ہوں؟" میں نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"مجھے افسوس ہے۔ مسٹر رابرٹ باہر گئے ہوئے ہیں اور کل دوپہر سے پہلے واپس نہیں آئیں گے۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"شکریہ مسٹر رابرٹ۔ میں کل انہیں فون کر لوں گا۔" اتنا کہہ کر میں نے ریسیور رکھ دیا۔

"اچھا جان من اب میں چلتا ہوں۔" میں نے گھوم کر ایلن کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔

اس کا رنگ پھیکا پڑ گیا۔ "تو کیا مائک آج رات میرے پاس نہیں رہو گے کیا میں تمہیں خرید بھی نہیں سکی؟"

"تم نے واقعی مجھے خرید لیا ہے ڈارلنگ۔ لیکن معاملہ اتنا سنگین ہے۔ کہ میں ایک منٹ بھی ضائع نہیں کر سکتا۔" یہ کہہ کر میں آگے بڑھا اور بازوؤں میں بھینچ کر اپنے لب اس کے لبوں پر رکھ دیئے۔ ایک طویل مدت کے بعد ہٹتے ہوئے میں بولا۔ "یقین رکھو یہ رات تمہاری مجھ پر قرض ہے اور یہ قرض چکانے کے لئے میں عنقریب واپس آؤں گا۔"

گھر جاتے ہوئے اور کار ڈرائیو کرتے ہوئے میں ذہن میں شروع سے تمام واقعات دہرا رہا تھا اور غور کر رہا تھا۔ ار...... کہ کیس کی کونسی کڑی گم ہے۔ میں اب کسی حد تک معاملے کی تہ تک پہنچ چکا تھا۔ لیکن کوئی ایک کڑی ایسی تھی جو نظروں سے اوجھل تھی۔ اور اسی کی وجہ سے سارا معاملہ چوپٹ نظر آرہا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ اس رات کار ڈرائیو کرنے والا اور پاسل کو پہیوں تلے کچل کر فرار ہونے والا لوڈی کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ یہی نہیں بلکہ ہوکر کے قتل کے لیے بھی وہی ذمہ دار تھا۔

گھر پہنچا تو عجیب ہی نقشہ نظر آیا۔ اپارٹمنٹ کے باہر کیپٹن پیٹ دیوار سے پشت لگائے کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر دوستانہ مسکراہٹ کی جگہ خالص تھانیدارانہ دبدبہ طاری تھا۔ اس سے پہلے کہ میں دوستانہ انداز میں ہیلو کہہ کر مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھاتا اس نے میری طرف ہاتھ بڑھا دیا۔ اور ساتھ ہی بولا۔ " مائک اپنا پستول میرے حوالے کر دو۔"

میں نے ذرا بھی پس و پیش کئے بغیر پستول نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا اس نے چیمبر نکال کر چیک کیا۔ پھر نالی کو ناک تک لے جا کر سونگھا۔

" کچھ بتاؤ تو سہی پیٹ کہ آخر یہ اچانک حملہ ہے کس تقریب میں؟" میں نے پوچھا۔

" میں احمق تھا مائک کہ تم پر اعتبار کیا۔ مجھے پہلے ہی سمجھ لینا چاہیے تھا کہ تم وہی کرو گے جو تمہارا دل چاہے گا۔ حد کر دی ہے تم نے۔ مگر اچھی طرح کان کھول کر سن لو کہ اب میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔"

"میرے تو خاک پلے نہیں پڑا کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔" میں نے قدرے تنک کر کہا۔

"تمہارے کیوں پلے پڑنے لگا۔ خیر اگر میری زبان سے ہی سننا چاہتے ہو تو سن لو کہ لوڈی کو اعشاریہ پینتالیس سے فائر کر کے ہلاک کر دیا گیا ہے۔"

"اور تمہارے خیال میں یہ نیک کام میں نے کیا ہے۔"

"بالکل"

۸

"آؤ چلیں۔" پیٹ نے میرا اعشاریہ پینتالیس جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور میں پیچھے سے آگے لگ لیا۔ مگر پھر رکتے ہوئے بولا۔

"پیٹ کیا تمہیں پورا یقین ہو چکا ہے کہ لوڈی لنک کو میں نے ہی قتل کیا ہے؟"

وہ چند سیکنڈ تک سوچتا رہا۔ اس کے چہرے پر جو تاثرات تھے ان سے عیاں تھا کہ میرے قاتل ہونے کے متعلق جس قدر یقین وہ چند منٹ پہلے تھا اب

اتنا نہیں تھا۔

"میڈیکل ایگزامنر نے موت کا وقت گزشتہ شب چار بجے بتایا ہے۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تم کل رات کہاں تھے؟"

گزشتہ شب تمام رات میں آرام سے اپنے بستر میں سویا رہا تھا۔ لیکن پیٹ کو اگر میں یہی کہہ دیتا تو وہ ہرگز یقین نہ کرتا اور مجھے بھی ثابت کرنا دشوار ہو جاتا چنانچہ میں فوراً لابی کی طرف ہو لیا۔ "آؤ میرے ساتھ۔" میں اسے کھینچ بازو سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے بولا۔

لابی میں پہنچ کر میں نے سکہ ڈال کر نمبر گھمایا۔ رسیور میرے ہاتھ میں تھا میرا ارادہ تھا کہ رابطہ قائم ہوتے ہی چند گول مول الفاظ میں مارشا کو صورت حال سمجھا دوں گا۔ لیکن پیٹ میرے ساتھ جم کر کھڑا ہوا تھا اور اس قسم کی کوئی مہلت دینے کے قطعی موڈ میں نہیں تھا۔ لہٰذا دوسری طرف سے جوں ہی مارشا نے ہیلو کہہ کر اپنا نام لیا میں فوراً بول پڑا۔ "مارشا میں مائک بول رہا ہوں۔ پولیس کیپٹن پیٹ تم سے کچھ معلوم کرنا چاہتا ہے۔" اس کے ساتھ ہی پیٹ نے رسیور میرے ہاتھ سے کھینچ لیا۔

"پولیس کیپٹن پیٹ اسپیکنگ۔" اتنا کہہ کر پیٹ دو سیکنڈ خاموش رہا۔ اس کے بعد بولا۔ "میڈم مجھے صرف یہ معلوم کرنا ہے کہ گزشتہ رات مائک ہیمر کہاں تھا؟"

اسکے بعد چند سیکنڈ تک وہ دوسری طرف سے مارشا کی بات سنتا رہا پھر بولا۔

"شکریہ میڈم" اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔ رسیور رکھنے کے بعد میری طرف گھوم کر مسکراتے ہوئے بولا۔ "ہاں تو گزشتہ رات تم کسی حسینہ کے پہلو میں تھے"

"ہاں۔ ورنہ تم نے تو قتل کے الزام میں مجھے دھر ہی لیا تھا۔ خیر چھوڑو اس بات کو اور اب یہ بتاؤ کہ ٹوڈی کس طرح قتل ہوا؟"

"کوئی لمبی چوڑی تفصیل نہیں ہے۔ بس اتنی سی بات ہے کہ کوئی اندر گیا اور اسے ہلاک کر دیا۔"

"کاش وہ خبیث میرے ہاتھوں جہنم واصل ہوتا۔ لاش تک سب سے پہلے کون پہنچا تھا؟"

"ایک پیغامبر لڑکا۔ اس نے دروازہ کھلا دیکھا تو اندر چلا گیا اور وہاں ٹوڈی کی لاش دیکھ کر پولیس کو فون کر دیا۔ ... اگر دیکھنا چاہتے ہو تو میرے ساتھ ہی چلے چلو۔"

ٹوڈی لنک کی لاش خوفناک انداز میں فرش پر پڑی ہوئی تھی۔ اس کی آنکھیں بند اور منہ بری طرح پھٹا ہوا تھا۔ پیشانی کے عین وسط میں ایک بڑا سیاہ سوراخ تھا سوراخ کے سروں پر جلد جھلسی ہوئی صاف نظر آ رہی تھی۔ اور اگر سر کی پشت پر کبھی کھوپڑی کا وجود تھا تو اب غائب ہو کر ایک بھیانک منظر باقی رہ گیا تھا۔ جس سے ظاہر تھا کہ گولی بالکل قریب سے چلائی گئی تھی۔

اسی وقت سڑک پر دو تین پولیس کاریں آ کر رکیں اور کئی پولیس والے اندر آ گئے ایک پریس رپورٹر بھی تھا۔ جو اپنے حقوق کا اعلان کر رہا تھا لیکن بیٹ نے ڈانٹ کر اسے خاموش کر دیا۔ اس کے بعد بیٹ نے اپنے آدمیوں کو باقاعدگی سے تلاشی کی ہدایات دیں کہ ممکن ہے کوئی ایسی چیز مل جائے جس سے سراغ کو آگے بڑھانے میں مدد مل سکے۔

میں سیڑھیاں اتر کر نیچے چلا گیا۔ لونگ روم اور دیگر کمروں کی حالت سے یہ بات صاف ظاہر تھی کہ ہر چیز کو الٹ پلٹ کر پہلے ہی تلاشی لی جا چکی ہے کرسیوں اور صوفوں کے گدیلے اور کتابوں کی جلدیں تک ادھیڑی جا چکی تھیں۔ مطلب یہ ہے کہ قاتل نے نہایت اطمینان سے گھر کی ہر چیز کو کھنگال ڈالا تھا۔ میں ہر طرف تاک جھانک کر ہی رہا تھا کہ پیٹ بھی وہیں آ گیا۔ مگر دوسرے ہی منٹ ایک پولیس مین آیا اور اسے تہ خانے کی طرف لے گیا۔

تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک اور پولیس مین آیا۔ پن کئے ہوئے چند کاغذات اس کے ہاتھ میں تھے۔ وہ پیٹ کو تلاش کرتا ہوا آیا تھا۔

"پیٹ نیچے تہ خانے میں ہے۔ کیا یہ کوئی اہم کاغذات ہیں۔ دکھاؤ تو بھلا"۔ میں نے کہا اور اس نے چپکے سے کاغذات میری طرف بڑھا دیئے۔

ان کاغذات میں سے نصف تو اسٹوڈیو میں کھینچے ہوئے فوٹو تھے۔ اور باقی اسٹیج شو کے دوران لئے گئے انلارجمنٹ تھے۔ ہر ایک پر کسی نہ کسی معروف فلم ایکٹریس کے دستخط تھے اور کچھ اس قسم کے الفاظ تحریر تھے۔ "عزیز از جان چارلی فالن کے لئے"۔ "پیارے محبوب چارلی کے لئے"۔

فوٹوؤں کے بعد کاغذات پر نظر ڈالی تو ان میں بھی بار بار چارلی فالن کا ہی نام نظر آیا۔ ایک کاغذ پر بے شمار فون نمبروں کی طویل فہرست تھی۔

میں جھنجھلا کر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ جدھر دیکھو فالن۔ فالن فالن فالن ...... آرنلڈ باسل بھی فالن ہی کا قدیم گرگا تھا۔ تمام بدمعاش بھی فالن کے نام سے واقف تھے۔ اس سے ایک ہی نتیجہ نکلتا تھا کہ لوڈی لنک کا یقیناً فالن سے تعلق

رہا ہوگا۔ لیکن حیرانی تو اس بات پر تھی کہ فالن تو کافی عرصہ پہلے مر چکا تھا۔

"پیٹ پوچھے تو کہہ دینا کہ میں چلا گیا ہوں۔" پولیس مین سے اتنا کہہ کر میں تیزی سے باہر آگیا بوندا باندی ہو رہی تھی اور گیٹ پر پولیس کاروں کو دیکھ کر خاصی بھیڑ جمع ہو گئی تھی۔ پولیس رپورٹر نے مجھے روکنے کی کوشش کی لیکن میں اسے دھکیل کر اور بھیڑ میں سے راستہ بنا کر صاف نکل آیا۔ اسی وقت ایک اور کار آکر رکی اور ڈی اے باہر نکل کر گیٹ کی طرف بڑھا۔ اس کا چہرہ غیر معمولی طور پر پژمردہ نظر آرہا تھا۔ شاید اس کا کوئی چھاپہ بھیڑنا کام ہو گیا تھا۔ صاف ظاہر تھا۔ کہ اس کی کشتی میں اب بھی سوراخ موجود تھا۔

ٹیکسی میں بیٹھ کر اپنے اپارٹمنٹ پہنچا تو استقبال کے لئے دو کتے پہلے ہی موجود تھے۔ ایک تو اتنا لحیم شحیم تھا کہ دیکھ کر خوف آتا تھا۔ دوسرا لمبے قد تھا۔ لمبے قد کے ہاتھ میں ٹین کا ایک بیج تھا۔ دونوں کے ہاتھ جیبوں میں تھے اور جیبوں میں جو کچھ ہو سکتا تھا میں بخوبی جانتا تھا۔

"ہم پولیس سے متعلق ہیں۔" لمبے قد نے کہا اور بیج جیب میں ڈال لیا۔

"کیا چاہتے ہو؟" میں نے پوچھا۔

"بہت جلد معلوم ہو جائے گا۔ فی الحال تو تمہیں ہمارے ساتھ چلنا ہوگا۔" اسی لمبے قد نے کہا۔

"ٹھہرو۔" موٹے ساتھی نے آگے بڑھ کر کہا۔ اور ہولسٹر سے میرا پستول نکال لیا۔

"ہوں، تو تم پولیس سے متعلق ہو؟" میرا لہجہ طنزیہ تھا۔

دونوں نے ایک پل کے لئے آنکھیں چار کیں اور دوسرے ہی لمحہ لمبے قد

نے ریوالور کی نال میری پشت میں گاڑ دی۔ وہ کوئی معمولی اور ناتجربہ کار بدمعاش

نہیں تھے۔ پوری طرح چوکنے اور محتاط تھے۔ انہوں نے مجھے کوئی ایسا موقع نہیں

دیا کہ میں ان پر قابو پا لیتا۔

موٹے کے کوٹ کی جیب میں وہسکی کی بھری ہوئی بوتل تھی۔ غالباً ان کا منصوبہ

یہ تھا کہ میرے کپڑوں پر وہسکی چھڑک کر مجھے شراب میں بدمست ظاہر کرتے

ہوئے ساتھ لے جائیں تاکہ کسی کو ذرا بھی شبہ نہ ہونے پائے۔

"تمہاری کار کہاں ہے؟" سیڑھیاں اتر کر نیچے پہنچے تو موٹے نے پوچھا

میں نے ایک گوشے کی طرف اشارہ کر دیا۔ دوسرے ہی لمحے موٹے نے

میری دائیں جیب سے چابیاں نکال لیں۔ لمبے قد نے ہاتھ اٹھا کر پتہ نہیں کیا

کیا اشارہ کیا کہ عین اسی وقت بلاک کے آخری سرے سے ایک کار آئی اور

نہایت تیزی سے ہمارے قریب سے گزر گئی۔

میں ان کا منصوبہ سمجھ گیا۔ میری واپسی کا قطعی کوئی امکان نہیں تھا۔ میں

اس وقت اپنے آپ کو اس قدر احمق محسوس کر رہا تھا۔ کہ بیان نہیں کر سکتا۔ بہرحال

ابھی ایک موہوم سی امید باقی تھی۔ میں نے اپنی کار میں سیٹ اور دروازے کے

درمیان ایک پاکٹ میں ایک اعشاریہ ۳۲ ایسے ہی مواقع کے لئے رکھ چھوڑا

تھا۔

"چلو ڈرائیو کرو۔" موٹے نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ "لیکن خبردار مقررہ رفتار

پر اور پوری احتیاط سے ڈرائیو کرنا۔ اگر کوئی معمولی سی بھی حماقت کی تو سمجھ

اڑا دوں گا۔

میں ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اور موٹا دوسری طرف کا دروازہ کھول کر میرے برابر آ بیٹھا۔ مگر بازو کھڑکی پر اور دایاں ہاتھ سیٹ پر اس طرح رکھا تھا کہ اس میں پکڑے ہوئے میرے ہی پستول کی نالی کا رخ میری کھوپڑی کی طرف تھا۔ پستہ قد عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

کافی طویل سفر تھا۔ ڈرائیو کرتے ہوئے میں نے ریڈیو آن کر دیا۔ موسیقی کا پروگرام چل رہا تھا۔ ہر پانچ دس منٹ میں نیا سگریٹ جلا رہا تھا۔ اور جلانے کے لئے ڈیش بورڈ کا لائٹر استعمال کر رہا تھا۔ تاکہ وہ دونوں میرے ہاتھ کی حرکت سے مانوس ہو جائیں۔

"دائیں طرف مڑ جانا۔" پستہ قد نے پیچھے سے کہا۔ اور میں نے گاڑی دائیں طرف نیم پختہ سڑک پر ڈال دی۔

"پھر دائیں طرف۔" پستہ قد پھر بولا۔

غرض یہ کہ پندرہ بیس منٹ کے دوران کبھی دائیں اور کبھی بائیں گاڑی مڑتی رہی اور آخر کار ہم کچی سڑک پر پہنچ گئے۔ سمندر کی مخصوص بو صاف محسوس ہو رہی تھی۔ آبادی بہت دور رہ گئی تھی۔ مکانات اور شہر کی عمارتیں دھندلے سایوں کی طرح نظر آ رہے تھے۔

کچی سڑک ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ جا رہی تھی۔ مجھے ایک مرتبہ پھر دائیں طرف مڑنے کا حکم ملا اور میں نے گاڑی کو کچی اور نسبتاً تنگ سڑک پر ڈال دیا۔ سڑک کے دونوں طرف قد آدم خشک گھاس اگی ہوئی تھی اور گاڑی گھاس

کو چیرتی سرسراہٹ کی آواز پیدا کرتی برابر آگے ہی آگے چلی جا رہی تھی۔
مجھے کسی نے گاڑی روکنے کے لئے نہیں کہا۔ بلکہ میں نے خود ہی تھوڑے ہی فاصلے پر واقع مکان کی کھڑکیوں سے دھندلی روشنی نکلتی دیکھ کر رفتار کم کر لی اور مکان کے قریب پہنچ کر گاڑی روک لی۔ ایک سیڈان کار وہاں پہلے سے ہی کھڑی ہوئی تھی۔

"باہر نکلو۔" موٹے نے میری پشت میں ریوالور کی نال چبھوتے ہوئے کہا۔ "آدمی عقلمند معلوم ہوتے ہو۔"

میں دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ دوسری طرف کا دروازہ کھول کر موٹا بھی نکلا اور میرے قریب آ کھڑا ہوا پستہ قد نے باہر نکل کر سوئچ سے چابیاں نکالیں اور جیب میں ڈال لیں۔

"چلو اندر چلو۔" موٹے نے ٹھوکا دے کر کہا۔

میں جانتا تھا۔ کہ انہیں ذرا سا بھی شبہ ہو گیا تو بے دریغ گولی مار دیں گے چنانچہ نہایت شرافت سے آگے ہو لیا۔ چند قدم چل کر رکا۔ اور جیب سے پیکٹ نکال کر آخری سگرٹ کو لبوں میں لگاتے ہوئے خالی پیکٹ وہیں ڈال دیا۔ پستہ قد غالباً کچھ زیادہ ہی ذہین معلوم ہوتا تھا۔ اس نے وہ خالی پیکٹ فوراً اٹھا کر اپنی جیب میں ڈال لیا۔

دروازے کے قریب پہنچتے ہی دروازہ کھلا اور ایک دراز قد دبلا پتلا سا شخص برآمد ہوا۔ عقب سے آنے والی دھندلی سی روشنی میں وہ ایک تاریک سا یہ سا نظر آ رہا تھا۔

"ہیلو شیطان کی اولاد۔" میں نے لاڈ گمنڈل کو پہچانتے ہوئے طنز آمیز لہجے میں کہا۔

گمنڈل نے الٹا ہاتھ چلایا اور اس غیر متوقع ضرب سے میرے دانت لبوں میں پیوست ہو کر رہ گئے۔ میں پیچھے کو جھکا لیکن پیچھے کھڑے بدمعاشوں نے ہاتھوں میں پکڑے پستولوں کی نالیاں بیک وقت پوری طاقت سے میرے شانوں پر دے ماریں میں پھر آگے کی طرف لڑکھڑا گیا۔ لیکن اس مرتبہ برق سرعت سے جھکائی دے کر دائیں ہاتھ کا مکا سامنے کھڑے گمنڈل کے منہ پر جما دیا۔ شدید غصے کی حالت میں مکا اتنی قوت سے پڑا تھا۔ کہ میری انگلیوں کے جوڑ تک ہل کر رہ گئے۔ اور اس کے ساتھ ہی میری کھوپڑی پر جیسے پورا ہمالیہ آ پڑا ہو۔ بس اتنا یاد ہے کہ میں اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبتا چلا گیا تھا۔

ہوش آیا تو شدید درد کی لہریں نہ صرف سر بلکہ تمام جسم میں رواں دواں تھیں بدن کا انگ انگ ناقابل برداشت درد سے پھٹا جا رہا تھا۔ آنکھیں کھولنے کی کوشش کی تو بائیں آنکھ تو قدرے کوشش کے بعد کھل گئی۔ لیکن دائیں آنکھ رخسار کی سوجن نے پوری طرح ڈھانپ رکھی تھی۔ ظاہر تھا کہ بے ہوش ہو جانے پر بھی انہوں نے مجھے نہیں بخشا تھا۔ بلکہ لاتوں، گھونسوں، مکوں اور بوٹ کی ٹھوکروں سے میری خاصی دھنائی کی تھی۔

"ہوش میں آ رہا ہے۔" قریب سے ہی کسی کی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے۔ اس مرتبہ اور بھی اچھے طریقے سے مرمت ہونی چاہیئے۔" دوسرے نے کہا۔

وہ دونوں میرے پیچھے کرسیوں میں براجمان تھے ، اور میں ان کے قدموں میں پڑا تھا
دوسرے ہی منٹ مجھے احساس ہو گیا کہ میرے دونوں ہاتھ پیچھے کی طرف شاید کرسیوں سے
بندھے ہوئے ہیں۔ فوراً ہی دوسرا احساس یہ ہوا کہ چہرے پر سے کوئی رقیق مادہ بہہ
کر قطروں کی صورت میں فرش پر ٹپک رہا ہے گردن گھما کر دیکھا تو وہ میرا اپنا ہی خون
تھا جو ناک سے بہہ رہا تھا۔

بڑی جدوجہد کے بعد اور درد کی لاکھوں ٹیسیں برداشت کر کے آخر کار میں بیٹھ
جانے میں کامیاب ہو گیا۔ سر گھمایا تو دونوں بدمعاش آرام سے کرسیوں پر بیٹھے مجھے
یوں گھور رہے تھے جیسے گدھ کسی قریب المرگ جانور کے قریب بیٹھے اس کی موت کا انتظار
کرتے ہیں۔ ان سے ذرا ہٹ کر ایک چوبی کرسی پر گرنڈل بیٹھا تھا۔ اس نے سر کرسی کی
پشت پر ٹکایا ہوا تھا۔ اور ایک تولیہ اپنے منہ پر دبایا ہوا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ
میرا مکا کچھ زیادہ ہی کام کر گیا تھا۔ گرنڈل کے قریب ہی دوسری کرسی پر ایڈمٹن بھی بیٹھا
پتہ نہیں کیا سوچ رہا تھا۔

" تمہیں یہاں محض گفت و شنید کی غرض سے لایا گیا تھا مگر تم . . . . " ایڈمٹن
نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن گرنڈل نے تولیہ میرے منہ پر مارتے ہوئے اس کی بات
کاٹ دی۔

" گفت و شنید اور اس نابکار سے۔ " وہ سخت غصے کی حالت میں بولا۔ " میں
اس حرامزادے کو کچا چبا جاؤں گا۔ "

" بکواس۔ " ایڈمٹن نے اسے ڈانٹا پھر میری طرف گھومتے ہوئے بولا۔ " تمہاری
خوش قسمتی ہے مسٹر ہیمر کہ میں یہاں موجود ہوں ورنہ گرنڈل اچھے اچھوں کے کس بل

نکال دیتا ہے۔۔۔۔ خیر یہ بتاؤ کہ تم نے اسے کیوں قتل کیا۔ وہ میرے لئے بہت قیمتی تھا۔

"تمہارا دماغ خراب ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"خیر تم جانو۔ میں کوئی پولیس والا نہیں ہوں اور نہ تم سے جواب طلب کر رہا ہوں۔ میں تو صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہ چیز کہاں ہے؟"

"کونسی چیز؟"

"لاؤ۔ ذرا اس کو یاد دلانے کی کوشش کرو۔" ایڈمٹن اتنا کہہ کر پائپ جلانے لگا گرنڈل اٹھ کر جھومتا ہوا میری طرف بڑھا۔ لیکن اس مرتبہ میں چند ہی ٹھوکریں کھا کر دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو گیا۔

"دماغ ٹھکانے آیا؟" دوبارہ ہوش میں آیا ہی تھا۔ کہ ایڈمٹن نے پوچھا۔

"خدا جانے تم کس چیز کے بارے میں پوچھ رہے ہو۔" میں نے نیم بے ہوشی کی عالت میں کہا اور اس کے ساتھ ہی گھونسوں اور لاتوں کی بارش شروع ہو گئی۔

پتہ نہیں میں کتنی مرتبہ ہوش میں آیا اور مار کھا کر کتنی مرتبہ بے ہوش ہوا کچھ یاد نہیں۔

"نہیں۔ اب چند منٹ کے لئے بس کرو اور اسے سوچنے کا موقع دو۔" کہیں دور سے آتی ایڈمٹن کی آواز سنائی دی۔

"میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں۔" میں نے بڑی کوشش کے بعد کہا۔ "کہ میں نے اسے ہلاک نہیں کیا۔"

"ہمیں اس کی ہلاکت سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ میں تو صرف اس چیز کے بارے

میں جاننا چاہتا ہوں جو تم نے اس کے فلیٹ سے اڑائی ہے۔"

"میں اس کی گردن مروڑ دوں گا۔" گرنڈل بیچ و تاؤ کھا کر ایک مرتبہ پھر اٹھا۔

"بکواس بند کرو اور آرام سے بیٹھے رہو۔" ایڈمٹن نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"تم بھی پورے لعنتی ہو۔" گرنڈل نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ فالن۔ لنک اور تم سب لعنتی ہو۔ تمہیں شرم نہیں آتی۔ اس کتیا کے پلے نے میرے تین دانت نکال دیئے ہیں۔" گرنڈل میز پر پڑے اپنے سفید خوبصورت دانتوں کو حسرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"شٹ اپ۔" ایڈمٹن دہاڑا۔

"یو شٹ اپ۔" گرنڈل نے بھی اسی طرح تیز لہجے میں کہا۔ "اگر پہلے ہی میری بات مانتے تو آج یہ نتائج سامنے نہ ہوتے۔ میں نے کہا تھا کہ میں فالن، اس کی اس داشتہ اور ٹوڈی لنک کا کام تمام کئے دیتا ہوں لیکن تم نے میری ایک نہ چلنے دی۔ اب خود ہی بھگتو۔ دل کرتا ہے کہ تمہیں بھی اسی وقت جہنم رسید کر دوں۔

"ہوش سے کام لو گرنڈل۔" ایڈمٹن ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا۔ "نئے دانت لگوا دوں گا۔"

"لعنت ہے تم پر۔" گرنڈل نے جھلا کر کہا اور کمرے سے نکل گیا۔ اس کا منہ اور ٹھوڑی خون سے تر ہو رہی تھی۔

"تم نے اسے بہت غلط جگہ پر مکا مارا ہے۔" گرنڈل کے جانے کے بعد ایڈمٹن بولا۔

"اسے تو غلط جگہ پر مارا ہے چلو اپنے لئے تو صحیح جگہ بتا دو۔" میں نے جواب دیا

"ابھی تمہارے ہوش ٹھکانے نہیں آئے..... گمنڈل..... گمنڈل"
ایڈمٹن نے گمنڈل کو آواز دی اور جب گمنڈل اندر داخل ہوا تو اس سے کہا۔ "ابھی
ابھی کچھ کسر باقی ہے۔"

ایڈمٹن کا اشارہ پاتے ہی گمنڈل شروع ہو گیا۔ وہ تو پہلے ہی ادھار کھائے
بیٹھا تھا۔ لیکن دو منٹ کے بعد ہی میں پھر بے ہوش ہو گیا۔ پانی کا جگ سر پر انڈیل
کر مجھے پھر ہوش میں لایا گیا اور پھر وہی مار پیٹ کا سلسلہ شروع کر دیا۔ غرض یہ کہ
ہوش و بے ہوشی کا از سر نو چکر چل پڑا۔

"میرا خیال ہے کہ اسے کچھ معلوم نہیں ہے۔" گمنڈل نے کہا۔

"ابھی بچے ہو۔" ایڈمٹن بولا۔ "اسے سب کچھ معلوم ہے۔ اور ابھی بتلائے گا۔"
اتنا کہہ کر اس نے سگرٹ جلایا اور دو تین طویل کش لگائے۔ جب سگرٹ کا سرا اچھی
طرح سرخ ہو گیا تو میرے اوپر جھکتے ہوئے بولا۔ "میری آواز سن رہے ہو؟"
میری آنکھیں بند تھیں چنانچہ میں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ "تم جاؤ جا کر آرام
کرو۔" اس نے گمنڈل سے کہا اور گمنڈل اسی لمحہ کمرے سے نکل گیا۔ اس کے جانے
کے بعد ایڈمٹن مجھ سے مخاطب ہوا۔

"بتاؤ وہ چیز تم نے کہاں چھپائی ہے اور یاد رکھو یہ میں آخری مرتبہ پوچھ
رہا ہوں۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ وہ چیز تم نے یقیناً ایسی جگہ چھپائی ہو گی۔
جس کا صرف اور صرف تمہیں علم ہے۔ اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تمہاری موت کے
بعد نہ تو وہ تمہارے کسی کام آسکے گی اور نہ کسی طور میری پریشانی کا باعث بن سکے
گی۔ لہذا تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ سب کچھ بتا دو۔"

"کچھ بتاؤ تو سہی کہ تمہیں کس چیز کی تلاش ہے؟" میں نے الٹا سوال کیا۔
ایڈ لیٹن نے ایک نظر کھڑکی کی طرف دیکھا۔ جہاں پر دونوں بدمعاش کہنیاں کھڑکی کی سل پر ٹکائے باہر بارش کا نظارہ کر رہے تھے۔ وہ کچھ تذبذب میں تھا۔ شاید ان دونوں کی موجودگی میں کھل کر بات کرنا نہیں چاہتا تھا۔ چنانچہ چند سیکنڈ تک پتہ نہیں کیا سوچتا رہا پھر جلتا سگرٹ میرے بازو پر چپکاتے ہوئے بولا۔
"بتا دو خبیث کہیں کے ورنہ خواہ مخواہ کتے کی موت مارے جاؤ گے۔
میں شدت اذیت سے دوہرا ہو گیا اور چند سیکنڈ کے لئے پھر اتھاہ تاریکیوں میں ڈوب گیا۔
"لے جاؤ اسے۔" ایڈ لیٹن دہاڑا۔ "جو ہنی کہاں ہے۔ بلاؤ اسے۔"
دوسرے ہی منٹ کمرے میں ایک شخص داخل ہوا۔ "جو ہنی" ایڈ لیٹن شدت غیظ سے جھاگ اگلتے ہوئے بولا۔ "لیجاؤ اس مردود کو۔"
"حکم کیا ہے اس کے لئے؟" نو آمدہ جس کا نام جو ہنی تھا نے پوچھا۔
"جو تمہارا دل چاہے کرو۔" ایڈ لیٹن اٹھ کھڑا ہوا اور ساتھ ہی کھڑکی کی طرف گھومتے ہوئے بولا۔ "چلو مارٹن مجھے شہر لے چلو۔" اتنا کہا اور تیز تیز قدموں سے کمرے سے نکل گیا۔
دو منٹ کے بعد باہر کار اسٹارٹ ہونے اور پھر انجن کی آواز دور جاتی سنائی دی۔ جو ہنی نے میرے ہاتھ کھول دیئے اور کالر سے پکڑ کر کھڑا کر دیا۔ میرے پاؤں کانپ رہے تھے بلکہ پورا جسم کانپ رہا تھا۔ شدت درد سے بند بند فریاد کر رہا تھا۔ دوبارہ بے ہوش ہوا چاہتا تھا کہ جو ہنی نے بغل میں بازو ڈال کر سنبھال لیا اور گھسیٹتا ہوا مجھے

باہر لے گیا۔ باہر لے جا کر اس نے میری کار کا دروازہ کھولا اور مجھے اسٹیئرنگ کے پیچھے بٹھا دیا۔ اور خود ہاتھ میں پستول پکڑے دوسرا دروازہ کھول کر گاڑی میں آ بیٹھا۔ حرامزادے نے پستول بھی میرا ہی پکڑا ہوا تھا۔

"گاڑی اسٹارٹ کرو اور چلو۔" اس نے حکم دیا۔

مرتا کیا نہ کرتا کے مصداق میں نے چابی گھما کر انجن اسٹارٹ کیا اور روانہ ہو گیا۔ وہ ہر موڑ پر ہدایت دیتا جا رہا تھا۔ سگریٹ کی طلب شدت سے محسوس ہو رہی تھی۔ آخر کار نہ رہ سکا اور اس سے سگریٹ مانگ لیا۔ اس نے ایک سگریٹ میری طرف بڑھا دیا اور میں نے ڈیش بورڈ کے لائٹر سے سگریٹ جلا لیا۔ چند ہی طویل کشوں میں میں نے سگریٹ پھونک ڈالا۔ اور دوبارہ اس کی طرف دیکھا۔ وہ میرا مطلب سمجھ گیا اور ایک اور سگریٹ مجھے تھما دیا۔ وہ بھی میں نے لائٹر سے جلا لیا اور ہلکے ہلکے کش لگا کر آرام سے پینے لگا۔

"اگلے چوراہے سے دائیں طرف مڑ جانا۔" جوہنی نے کہا۔ "اور اب مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ کیونکہ منزل مقصود بالکل قریب ہے۔"

میں نے چوراہے سے دائیں طرف موڑ کاٹا اور رفتار قدرے کم کر لی۔ جوہنی طنزیہ انداز میں مسکرانے لگا۔ "رفتار کم کرنے سے کیا ہوگا۔ زیادہ سے زیادہ چند لمحے اور مل جائیں گے زندگی کے۔"

میں نے کوئی جواب نہ دیا اور برابر ڈرائیونگ کرتا رہا۔

"بس یہیں ایک طرف کر کے روک لو۔" پستول کا رخ میری پسلیوں کی طرف کر کے اس نے حکم دیا

میں نے گاڑی سڑک سے اتار کر ٹپڑی پر کی اور روک لی۔ جونہی اس نے دروازے کا ہینڈل ٹٹولتے ہوئے محض ایک سیکنڈ کے لئے نظریں پھیری تھیں کہ میں نے ڈیش بورڈ کے قریب والی پاکٹ میں سے پھرتی سے اعشاریہ بتیس نکالا۔ اور چشم زدن میں پانچ گولیاں اس کی کھوپڑی میں اتار دیں۔ وہ آہ بھی کئے بغیر سیٹ پر لڑھک گیا میں نے دروازہ کھول کر اسے باہر دھکیلا اور کار بیک کر کے واپس چل دیا۔ میرا اعشاریہ پینتالیس مجھے واپس مل گیا تھا۔

بارش تو پہلے ہی رک گئی تھی اور اب بادل بھی چھٹ چلے تھے۔ صبح ہونے میں ابھی کافی دیر تھی۔ ہر طرف گھور اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ میری منزل وہی مکان تھا جس میں گمنڈل نے مار مار کر میرا حلیہ ہی بگاڑ کر رکھ دیا تھا۔ اتنی مار میں نے زندگی میں پہلے کبھی نہیں کھائی تھی۔ جسم کا جوڑ جوڑ اور بند بند ہل کر رہ گیا تھا۔

گاڑی تو میں نے مکان سے کافی پیچھے چھوڑ دی اور پیدل ہی آگے چل پڑا۔ مکان مکمل طور پر تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ گمنڈل غالباً تھک ہار کر آرام کرنے کی غرض سے بستر پر چلا گیا تھا۔ ادھر والی کھڑکیاں بند تھیں اور صدر دروازہ بھی بند تھا چنانچہ چند سیکنڈ تک آڑ میں کھڑے ہو کر میں نے مکان کا جائزہ لیا اور پھر عقب میں چلا گیا۔ عقب میں برآمدہ تھا اور برآمدے کی طرف والی کھڑکی کھلی ہوئی تھی میں گھر پا کھڑکی پر چڑھ کر اندر پہنچ گیا۔ لیکن یہ وہ کمرہ نہیں تھا۔ سامنے دروازہ تھا۔ بہت آہستگی سے ہینڈل گھمایا تو دروازہ کھل گیا۔ اس کے بعد ایک ایک انچ کر کے بغیر آواز پیدا کئے آخر کار دروازہ کھول لیا۔ اندر قدم رکھا تو تاریکی کے باوجود میں نے کمرہ پہچان لیا۔ لیکن گمنڈل یہاں بھی نہیں تھا۔ میں آگے بڑھ گیا۔ پھونک

پھونک کر اور ٹٹول ٹٹول کر ایک ایک قدم آگے دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا کہ اچانک ہاتھ کسی چیز سے ٹکرایا اور وہ چیز کھڑاک کی آواز کے ساتھ فرش پر آ رہی۔ اب یاد آیا کہ وہ طویل اسٹینڈ کا لیمپ تھا۔

"کون ہے؟ ... مارٹن ... مارٹن کیا یہ تم ہو؟" دائیں طرف والے کمرے سے گرینڈل کی آواز آئی۔

میں چونکہ مارٹن کی آواز بنانے کے جواب دینے سے قاصر تھا۔ لہٰذا خاموش رہا اسی وقت باہر سامنے کی طرف والے برآمدے میں قدموں کی چاپ سنائی دی اور ساتھ ہی نہایت آہستگی سے دروازہ کھلا۔ میں اپنی جگہ ساکت ہو گیا تھا۔ اور کرسی کے پیچھے چھپ گیا تھا میں نہیں چاہتا تھا۔ کہ آہستہ پہلے کی ان کی گولیوں کا نشانہ بن جاؤں۔

"کون ہے؟" دروازہ کھلتے ہی مارٹن کی تحکمانہ آواز آئی۔ لیکن وہ دروازے میں داخل نہیں ہوا تھا۔ بلکہ دروازے کی آڑ میں برآمدے ہی میں کھڑا ہوا تھا۔

"کون ہے کمرے میں؟" اس مرتبہ دائیں طرف والے دروازے کی طرف سے گرینڈل دہاڑا۔

"مارٹن کیا یہ تم ہو؟"

"نہیں جناب۔ میں تو یہاں برآمدے میں ہوں۔" مارٹن نے بلند آواز سے جواب دیا۔ اسی وقت دائیں طرف سے ایک شعلہ لپکا اور دھماکے کی آواز کے ساتھ گولی دیوار میں جا لگی۔ برآمدے کی طرف سے مارٹن نے بھی یکے بعد دیگرے ساتھ ہی دھنا دھن تڑاک تڑاک دو فائر جھونک مارے۔ دونوں گولیاں میرے پاس

طرف فرش پر لگیں۔ دوسرے ہی منٹ برآمدے کی بتی جل گئی۔

چند سیکنڈ کے بعد دونوں نے دو دو فائر اور کئے اور ایک گولی اس کرسی سے ٹکرائی جس کے پیچھے میں چھپا ہوا تھا۔ اب خاموش بیٹھنا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ برآمدے کی طرف سے آنے والی روشنی نے کمرے میں مسلط تاریکی کو کسی حد تک دور کر دیا تھا۔ اور اب کمرے میں موجود فرنیچر اور دیگر چیزیں نظر آنے لگیں تھیں۔

میں دبے پاؤں کھسکتا ہوا اور کرسیوں کی آڑ لیتا ہوا بڑی میز تک پہنچ گیا۔ اس کے بعد میز کی دونوں ٹانگیں پکڑ کر میز الٹا دیا اور اس کے پیچھے مورچہ جما کر بیٹھ گیا۔ میز جوں ہی دھڑام سے فرش پر گری بیک وقت دھماکے ہوئے اور دونوں گولیاں میز سے ٹکرا کر ٹھنڈی ہو گئیں۔ مارٹن دروازے میں ہاتھ آگے کر کے بغیر دیکھے ہی فائر کر رہا تھا۔

اس طرح راونڈ صالح نہ کرو احمق کہیں کے۔ بائیں طرف کے دروازے سے گرنڈل کی آواز آئی میں نے اعشاریہ پینتالیس کا رخ دروازے کی طرف گھما کر ٹریگر دبا دیا۔ بھاری پستول کے فائر سے رات کی خاموشی میں یوں معلوم ہوا جیسے بم پھٹا ہو۔

پوزیشن یہ تھی کہ میرا میز کا مورچہ مارٹن کو تو نظر آ رہا تھا۔ لیکن گوشے میں ہونے کی وجہ سے گرنڈل کی نظروں سے اوجھل تھا۔ نصف منٹ ہی گزرا تھا کہ مجھے اپنے سامنے فرش پر سرسراہٹ کی سی آواز سنائی دی۔ میز کے کنارے سے ایک لمحے کے لئے سر نکال کر دیکھا تو مارٹن فرش پر رینگتا میری طرف بڑھ رہا تھا۔ میں چونکہ بڑی اور بھاری میز کے پیچھے تھا اس لئے جوں ہی میرا دھیان چند سیکنڈ کے

لئے گمنڈل کی طرف ہوا تھا مارٹن پیٹ کے بل فرش پر لیٹ کر رینگتا ہوا دروازے سے اندر آ گیا تھا۔ میں نے نشانہ لینے کے لیے جوں ہی میز کے کنارے سے سر ذرا سا باہر نکالا مارٹن نے فائر جھونک دیا اور میز کا کنارہ اڑ گیا۔ ادھر گمنڈل نے بھی فائر کی آواز پر ہاتھ آگے بڑھا کر فائر جھونک مارا جس سے میرا تو کچھ نہ بگڑا غریب مارٹن کا بھیجہ اڑ گیا۔ گولی کھا کر وہ فرش پر اچھلا اور دوسرے ہی لمحہ فرش پر آ رہا۔

گمنڈل سمجھا کہ اس نے میدان مار لیا ہے لہذا برقی سرعت سے اندر آ گیا۔ "میں نے اسے مار لیا ہے۔ اب فائر مت کرنا۔" وہ اندر آتے ہی چیخا۔

"تم نے اپنے ہی آدمی کا بھیجہ اڑا دیا ہے گمنڈل۔" میں نے میز کے پیچھے سے کہا اور ساتھ ہی میز کے عین سامنے کھڑے گمنڈل کے سر کا نشانہ لے کر بیک وقت دو فائر کر دیئے۔ ایک گولی تو اس کی پیشانی کے عین وسط میں لگی۔ اور دوسری منہ سے داخل ہو کر پیچھے کھوپڑی کو پاش پاش کرتی پار نکل گئی۔

کھیل ختم ہو چکا تھا۔ اس لئے اب وہاں ٹھہرنا بے کار تھا۔ صبح کا دھندلا دھندلا اجالا پھیلنے لگا تھا۔ چنانچہ تیز قدموں سے چلتا اپنی کار تک پہنچ گیا اور انجن اسٹارٹ کر کے شہر کی طرف چل دیا۔ تھکاوٹ اور مار کھا کھا کر جسم پھوڑے کی طرح دکھ رہا تھا۔ اور ڈرائیونگ تک کرنا دوبھر ہو رہا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ جلد ہی ایک بھلا مانس مل گیا۔ اس نے لفٹ کے لئے اشارہ کیا تھا۔ میں نے گاڑی روکی اور اسٹیرنگ کے پیچھے سے کھسک کر دوسری طرف ہو گیا۔ ساتھ ہی بولا۔

"لو بھئی خود ہی ڈرائیو کرو۔ میں تو تھکن سے چور ہو رہا ہوں۔"

۹

خدا جانے کتنی دیر گھوڑے بیچ کر سوتا رہا۔ آنکھ کھلی تو دیکھا کہ وہی شخص جسے میں نے کار میں لفٹ نہیں بلکہ ڈرائیونگ کی پیش کش کی تھی۔ بری طرح مجھے جھنجھوڑ رہا تھا۔

"ارے بھئی اب خدا کے لئے جاگ بھی چکو۔" وہ کہہ رہا تھا۔ "پورے پندرہ منٹ سے تمہیں جھنجھوڑ رہا ہوں۔"

"شکریہ دوست۔ وقت کیا ہوا ہے؟" میں نے آنکھیں کھولتے ہوئے پوچھا

"ساڑھے آٹھ بجے ہیں۔ شکر ہے کہ تم جاگ گئے ہو۔ اور اب میں اجازت چاہتا ہوں۔ لفٹ دینے کے لئے شکریہ۔"

"ٹھیک ہے۔ اب تم جاؤ اور تمہارا بھی شکریہ۔ کیونکہ اگر تم ڈرائیونگ نہ کرتے تو میں یقیناً کوئی حادثہ کر بیٹھتا۔"

اس کے جانے کے بعد میں نے گاڑی اسٹارٹ کی اور بائیں طرف نویں سڑک پر ہو گیا۔ سڑک پہ کاروں کی اتنی ریل پیل تھی۔ کہ گاڑی چیونٹی کی رفتار سے

ڈرائیو کرنی پڑ رہی تھی۔

پولیس ہیڈ کوارٹر پہنچا تو پورا کمپاؤنڈ اسکواڈ کاروں سے بھرا ہوا تھا۔ یہ وقت ہی ایسا تھا کہ ڈیوٹیاں بدلتی تھیں۔ رات کی ڈیوٹی والے واپس آ رہے تھے جبکہ تازہ دم لوگ ان کی جگہ ڈیوٹیاں سنبھال رہے تھے۔ سرخ اینٹوں کی عمارت کے سامنے پہنچ کر ایک خالی جگہ دیکھ کر گاڑی کھڑی کرنا ہی چاہتا تھا۔ کہ ایک ادھیڑ عمر شخص آگے آگیا۔ بہتیرا ہارن بجایا۔ لیکن وہ ڈھیٹ کا بچہ ٹس سے مس نہ ہوا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ میری گاڑی دائیں طرف کھڑی ایک دوسری گاڑی کے پیچھے ٹکرا گئی۔ میں جھنجھلا کر سخت غصے کی حالت میں باہر نکلا کہ دو چار ہاتھ جھاڑ کر اس کا دماغ درست کر دوں لیکن جب اس کے چہرے پر نگاہ ڈالی تو سارا غصہ کافور ہوگیا۔ وہ وہی بہرہ تھا جسے میں پہلے بھی ایک مرتبہ پارٹی میں دیکھ چکا تھا۔ وہ رحم طلب نظروں سے مسکین صورت بنائے مجھے دیکھنے لگا ساتھ ہی اپنے کان میں لگے آلہ سماعت کی طرف اشارہ کر کے انکار کی صورت میں ہاتھ ہلانے لگا۔ گویا کہہ رہا تھا۔ کہ آلہ سماعت خراب ہے۔

"لعنت ہے۔" میں نے دل ہی دل میں کہا۔ اور ایلیویٹر کی طرف بڑھ گیا۔ کیونکہ میں کیپٹن پیٹ سے فوراً ملنا چاہتا تھا۔ ابھی انتظار کرتے چند سیکنڈ ہی گزرے تھے۔ کہ پیٹ خود ہی ایلیویٹر سے نکلتا نظر آگیا۔ میں نے قریب پہنچ کر بازو سے پکڑتے ہوئے اسے روک لیا کیونکہ وہ بہت جلدی میں معلوم ہوتا تھا۔

"یہ تمہیں کیا ہوا ہے؟" اس نے میرے ناگفتہ بہ حلیے کو دیکھ کر پوچھا۔

"مار کھا رہا ہوں دوست۔" میں طنزیہ لہجہ اختیار کرتے ہوئے بولا۔" اور

اتنی کھائی ہے کہ اس سے پہلے زندگی میں کبھی نہیں کھائی۔

"ہوں۔" اس نے ہوں کو لمبا کر کے کہا۔ "مائلک تم اپنے آپ کو زیرحراست سمجھو۔"

"دماغ تو ٹھیک ہے تمہارا؟" میں تیزی سے بولا۔

"بالکل ٹھیک ہے۔ چلو اوپر چلو۔"

"آج صبح چھ بجے سے تمہاری تلاش ہو رہی ہے۔" اوپر پہنچ کر اس نے کہا تمہارے اپارٹمنٹ تمہارے دفتر اور تمہارے دل پسند کافی ہاؤس پر آدمی مقرر کر دیئے گئے ہیں تاکہ جس وقت بھی تم نظر آؤ تمہیں گرفتار کر لیں۔"

"آخر میرا قصور کیا ہے؟"

"خفیہ سرکاری ریکارڈ کی چوری کا ڈی اے آگ بگولا ہو رہا ہے اور دو نوجوان لڑکیاں تختۂ مشق بنی ہوئی ہیں۔ تم نے اپنے ساتھ ان بیچاریوں کو بھی ڈبو دیا ہے۔ انہیں نہ صرف ملازمت سے ہاتھ دھونے پڑیں گے بلکہ سزا ہو جانے کا بھی امکان ہے تمہارا وارنٹ گرفتاری جاری ہو چکا ہے۔۔۔۔ ہزار بار سمجھا چکا ہوں۔ خدا جانے تمہیں کب عقل آئے گی۔ اتفاق کی بات دیکھو کہ ڈی اے نے ایلن اسکاپی کو فائل واپس رکھتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑا ہے۔"

"جہنم جائے ڈی اے۔ چلو میں ابھی خود ہی اس سے بات کرتا ہوں۔" میرا پارہ بھی چڑھ گیا۔ "پتہ نہیں وہ اپنے آپ کو کیا سمجھتا ہے۔"

"پاگل تو نہیں ہو گئے تم۔ جتنی تیزی دکھاؤ گے اتنا ہی کام خراب کرو گے"

"چلو تو سہی۔ دم کیوں نکلا جا رہا ہے۔" میں نے کہا اور دروازے کی طرف

گھوم گیا۔

حسب سابق ڈی اے اپنے طویل و عریض کمرے میں براجمان تھا۔ ایک وردی پوش دروازے پر متعین تھا۔ اور دو سادہ پوش دائیں بائیں اٹنشن کھڑے ہوئے تھے۔ سامنے اسٹینو گرافر بیٹھا نوٹ لے رہا تھا۔ دائیں طرف کی کرسیوں پر ایلین اور اس کی ساتھی لڑکی اس طرح بیٹھی تھیں کہ دونوں کے چہروں پر مردنی چھائی ہوئی تھی۔ اور رو رو کر آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ ایلین نے نظریں اٹھا کر میری طرف دیکھا تو میں مسکرا دیا۔ ساتھ ہی بولا۔ "ہیلو بے بی۔ فکر نہ کرو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"آؤ مسٹر ہیمر۔ گڈ مارننگ۔" ڈی اے نے مجھے دیکھتے ہی کہا۔ لہجہ سپاٹ تھا۔

"مجھے خوشی ہے کہ اس مرتبہ تم میرے نام کے ساتھ مسٹر کہنا نہیں بھولے۔"

ڈی اے کا چہرہ ایکدم سرخ ہو گیا۔ وہ پتہ نہیں کتنی دیر سے میری آمد کا منتظر تھا اور مجھے ڈانٹ پلانے اور جھاڑنے کے لئے سمٹنے لیے تاب نظر آ رہا تھا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ تمہیں یہاں کس لئے طلب کیا گیا ہے؟" وہ بولا۔

"مجھے کسی نے طلب نہیں کیا بلکہ میں خود آیا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

"بہت خوب۔ فرد جرم پڑھ کر سناؤں؟"

"ضرور سناؤ مگر ذرا جلدی کرو تاکہ سنانے کے بعد کچھ سننے کے لئے جلد از جلد فارغ ہو جاؤ۔" میں بوٹ کی نوک سے کرسی کھینچ کر بیٹھتے ہوئے بولا "چچھوں کی باتیں تو رات دن سنتے ہی رہتے ہو۔ آج میں بھی کچھ سنانے کے

ارادے سے آیا ہوں۔ منہ کا ذائقہ بدلنے کے لئے یہ انتہائی ضروری ہے۔"

"تم کیا سنانا چاہتے ہو؟" اس نے شدت غیظ کو ضبط کرتے ہوئے کہا

"تم یہی کہنا چاہتے ہو نا کہ میں نے خفیہ سرکاری فائل ناجائز طریقے سے نکلوا کر پڑھی ہے۔ لیکن تم نے یہ سوچنے کی یقیناً زحمت نہیں کی ہو گی۔ کہ میں نے وہ بے کار قسم کی فائل کیوں اور کس مقصد کے لئے نکلوائی تھی۔"

"فائل بے کار تھی یا کار آمد اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اصل مسئلہ یہ ہے۔ کہ تم نے ان دونوں لڑکیوں کو ساتھ ملا کر سرکاری ریکارڈ ناجائز طریق سے چرانے کی سازش کی ہے۔"

"بالکل کی ہے۔ بہتر ہے کہ تم کیس بنا کر عدالت میں پیش کر دو۔ میں ثابت کر دوں گا۔ کہ وہ سازش ایک انتہائی نیک مقصد کے لئے کی گئی تھی۔ لاکھوں شہری اخبارات اور ریڈیو ہمیں دل کھول کر داد دیں گے۔ کیونکہ ہم نے وہ کام کیا ہے جو ان کا منتخب نمائندہ تمام تر وسائل کے باوجود نہیں کر سکا۔"

"اس مرتبہ تمہارا کوئی بھی حربہ کارگر نہیں ہو گا۔" ڈی اے نے حقارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

اسی وقت کیپٹن پیٹ دروازے سے داخل ہوا۔ "آپ اس کی بات سن تو لیں۔ آخر سن لینے میں حرج ہی کیا ہے۔" اس نے آتے ہی کہا۔

"بہتر ہے کہ تم خود ہی سن لو۔ میں تو اب عدالت میں ہی اس کا بیان سنوں گا۔"

"ٹھیک ہے۔ میں عدالت کے سامنے ہی یہ بتاؤں گا۔ کہ ہم تینوں نے مل کر۔" میں نے دونوں لڑکیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پرجوش انداز میں کہا۔ "وہ

سوراخ تلاش کر لیا ہے جسے ڈی اے اپنی کشتی میں عرصہ دراز تک تمام تر محکمانہ وسائل کے باوجود تلاش نہ کر سکا۔ ایلن نے ایک مرتبہ اس طرف اشارہ بھی کیا تھا۔ لیکن اس کی بات کو دانستہ ڈی اے صاحب نے مذاق میں اڑا دیا۔"

معاً ڈی اے کی آنکھیں چمک اٹھیں اور حیرت و تجسس کی ایک تیز لہر اس کے چہرے پر دوڑ گئی

"کیا واقعی؟" ڈی اے ایک دم آگے کی طرف جھک کر بولا۔ "کیسے؟"

"ابھی کوئی تفصیل نہیں بتاؤں گا۔ البتہ یہ بتا سکتا ہوں کہ طریق کار کیا ہے" میں نے جیب سے سگرٹ کی ڈبیہ نکال کر ایک سگریٹ جلائی اور ہلکے ہلکے کش لگا کر ڈی اے کی بے تابی سے لطف اندوز ہونے لگا۔

"اب کچھ بتاؤ گے بھی" ڈی اے سے آخر نہ رہا گیا۔

"ایک لفظ بھی نہیں بتاؤں گا" میں نے پرسکون لہجے میں کہا۔ "جب تک ہم تینوں کے خلاف مجوزہ فرد جرم منسوخ نہیں کر دی جاتی اور تمام الزامات واپس نہیں لے لئے جاتے میں ایک لفظ نہیں بتاؤں گا۔"

وہ ایک منٹ تک تذبذب کی حالت میں سوچتا رہا پھر بولا۔ "کیپٹن پیٹ اور ان دو لڑکیوں کے علاوہ سب لوگ باہر چلے جائیں۔" اس نے آخر کار کہا اور فوراً ہی سب باہر چلے گئے۔ "مسٹر سیمر میں تمام الزامات واپس لیتا ہوں۔ اب بتاؤ تم نے کیا معلوم کیا ہے؟"

"شکریہ۔" میں بولا۔ "مسٹر ڈی اے تم چھاپے مارنے کا پروگرام خواہ کتنی ہی احتیاط سے بناتے ہو کامیاب نہیں ہوتے۔ تم نے مقررہ وقت سے محض

چند منٹ پہلے بھی احکامات جاری کر کے دیکھ لئے مگر اس کے باوجود قمار خانوں اور زنا خانوں کو قبل از وقت ہی اطلاع پہنچ جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سڑک کے اس پار ایک بہرہ کانوں میں آلہ سماعت لگائے کھڑا ہوتا ہے۔ وہ آلہ دراصل خراب ہے۔ وہ بہرہ آدمی ہونٹوں کی جنبش کو دیکھ کر بات سمجھ لینے میں خاص مہارت رکھتا ہے ہوتا یوں ہے کہ جب تم چھاپہ مارنے کا حکم جاری کرتے ہو تو کوئی آدمی نیچے پہنچ کر سڑک کے اس طرف ہی کھڑے ہو کر لبوں کی جنبش سے جگہ اور وقت کے متعلق اس بہرے کو مطلع کر دیتا ہے۔ وہ بہرہ کسی قریبی فون بوتھ میں جا کر اس قمار خانے یا زنا خانے کو فوراً خبردار کر دیتا ہے اور جب تک چھاپہ مار پارٹی موقع پر پہنچتی ہے۔ میدان صاف ہو چکا ہوتا ہے۔ بس اتنی سی بات ہے۔"

"بہت بہت شکریہ مسٹر مائک۔ کیا وہ بہرہ اب بھی سڑک کے پار کھڑا ہے؟"

"پتہ نہیں۔ جس وقت میں آیا تھا اس وقت تو موجود تھا۔" میں نے جواب دیا۔

"ایک مرتبہ پھر شکریہ مسٹر ہیرولڈ۔ اب تم جا سکتے ہو۔ تم بھی جاؤ ایو۔ جا کر اپنا کام کرو۔" ڈی اے نے کہا اور ٹیلیفون کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

باہر نکل کر میں نے ایلین کی کمر میں بازو ڈال دیا۔ "نہیں مسٹر مائک۔" وہ جلدی سے بولی۔ "اس وقت کچھ اچھا نہیں لگ رہا۔"

"گھر آ جاؤں؟" میں نے پوچھا۔

"آ جانا۔" اس نے کہا اور اپنے کمرے کی طرف مڑ گئی۔

"کیسی رہی؟ ... بہرے ڈرا رہے تھے ڈی اے سے۔" میں نے مسکراتے ہوئے پیٹ سے کہا۔

"بہت خبیث ہو تم۔" وہ بولا۔ "کوئی اور نئی بات؟"

"بہت اہم۔ سنو گے تو چونک جاؤ گے۔۔۔۔۔ کمنڈل جہنم رسید ہو چکا ہے۔ نہ صرف وہ بلکہ اس کے دو کمر گے بھی۔ کمنڈل اور اس کے ایک ساتھی کو تو میں نے جہنم کا راستہ دکھایا ہے اور تیسرا غلطی سے کمنڈل کے ہاتھوں مارا گیا ہے۔"

"مائک! یہ تم کیا کہتے پھر رہے ہو۔ میں تمہیں کہاں کہاں بچاؤں گا؟"

"فکر نہ کرو دوست۔ انہیں میں نے اپنا دفاع کرتے ہوئے ہلاک کیا ہے ایڈمیٹن کا خیال تھا کہ لوڈی لنک کو میں نے ہلاک کیا ہے اور کوئی اہم چیز خدا جانے کیا اس کے اپارٹمنٹ سے لے بھاگا ہوں۔ چنانچہ اس نے مجھے اغوا کرایا۔ اور مار مار کر میرا انجر پنجر ڈھیلا کر دیا۔ اس کے بعد خود تو چلا گیا اور مجھے ٹھگوں کے حوالے کر گیا۔ ایک کمر گا کار میں مجھے کسی تنہا جگہ ہلاک کرنے کے لیے جا رہا تھا۔ کہ میں نے اس کا کام تمام کر دیا۔ اس کی لاش وہیں سڑک پر پڑی ہو گی۔ باقی دو لاشیں ایک مکان میں پڑی ہیں۔ لاؤ نقشہ دو میں نشان لگائے دیتا ہوں۔"

"تم نے مجھے پہلے ہی کیوں نہیں بتایا۔ ایک گھنٹہ ضائع ہو چکا ہے۔"

"آتے ہی تو تم نے مجھے گرفتار کر لیا تھا۔ بتاتا کس طرح۔ رہا مسئلہ وقت ضائع ہونے کا تو مجھے یقین ہے کہ ایڈمیٹن نے موقع واردات سے عدم موجودگی کا ثبوت پہلے ہی فراہم کر لیا ہو گا۔ ہم کسی بھی طرح یہ ثابت نہیں کر سکتے۔ کہ اس نے مجھے اغوا کرا کے اذیت ناک تشدد کیا ہے اور یہ کہ مجھے ہلاک کرانے کی کوشش کی ہے۔"

"ہوں۔۔۔۔ بات تو تم ٹھیک ہی کہہ رہے ہو۔ وہ حرامزادہ آسانی سے قابو آنے والوں میں نہیں ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اب اس کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا جائے؟"

"سب سے پہلے تم لاشوں کا بندوبست کرو۔" میں نے نقشے پر سٹرکوں اور اس مکان کی جگہ نشان لگاتے ہوئے کہا۔ جہاں میری دھنائی ہوئی تھی۔ "اور یہ مت بھولو کہ تم نے مجھے تین دن کی مہلت دے رکھی ہے۔ ابھی ایک دن باقی ہے۔ خدا کے لئے مجھے اپنے طور پر کام کرنے دو۔"

"مگر یہ بھی تو دیکھو کہ اب حالات بدل چکے ہیں اور تمہارا مطلوبہ قاتل لوڈی لنک بھی کیفر کردار کو پہنچ چکا ہے۔ اب تو اس کیس کا پیچھا چھوڑ دو۔"

"تو کیا تمہیں یقین ہے کہ اس بات ڈیکمر اور ہوکمر کی ہلاکت کے وقت لوڈی لنک ہی کار چلا رہا تھا؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں۔ میں تمہیں بتانا بھول گیا تھا کہ آرتھر کول اور فشر فلاڈلفیا میں پولیس کے گھیرے میں آ گئے تھے۔ اور انہوں نے فائرنگ کر کے پولیس کا مقابلہ بھی کیا تھا۔ لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ اور دونوں پولیس کی گولیوں سے مارے گئے۔ دم نزع کول نے جو کچھ بتایا تھا، اس سے تمہاری باتوں کی تصدیق ہو گئی تھی۔ ڈیکمر اور ہوکمر کے بارے میں تمہارا خیال بالکل ٹھیک تھا۔ لوڈی لنک نے ہی ڈیکمر کے قتل کا حکم دیا تھا۔ لیکن پھر پتہ نہیں کیا سوچ کر خود بھی ساتھ جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ کول اور فشر کے ہاتھوں ہی اس نے ہوکمر کو بھی قتل کرایا تھا۔

"نہیں پیٹ۔ میں نے اس معصوم بچے کے سامنے قسم کھائی تھی کہ اس کے باپ کے قاتل کو تڑپا تڑپا کر اور اس طرح اذیتیں دے کر ہلاک کروں گا۔ کہ وہ موت کی بھیک مانگے گا اور میں اسے زبان باہر نکالے سسکتے ہوئے دیکھ کر قہقہے لگاؤں گا۔ ..... نہیں پیٹ میں یہ ہرگز گوارا نہیں کر سکتا کہ اس معصوم کو یتیم بنانے والا

اس قدر آرام سے مر جائے۔"

"خیر تم جانو۔ تم نے کبھی کسی کی مانی ہے جو اب مانو گے۔" پیٹ ہتھیار ڈالتے ہوئے بولا۔ "لیکن مائک خدا کے لئے اپنے اس ٹوٹے پھوٹے چوکھٹے کی مرہم پٹی کا تو کوئی بندوبست کرو۔ پہلے ہی بہت خوبصورت تھا۔ لیکن اب تو دیکھا بھی نہیں جاتا۔"

"فکر نہ کرو دوست میں کسی دن کٹا کر نیا چہرہ لگوا لوں گا۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کاش یہ ممکن ہوتا۔" اس نے پوری سنجیدگی سے کہا۔

۱۰

آنکھ کھلی تو معلوم ہوا جیسے دروازے سے ٹنک ٹکرا رہے تھے۔ جسم کے بند بند سے ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔ اور ہلا بھی نہیں جاتا تھا۔ لیکن ایک منٹ اور نہ اٹھتا تو دروازہ ٹوٹ کر گر جاتا۔ چنانچہ طوہاً و کرہاً اٹھا۔ اور دروازے کا بولٹ گرا دیا۔ بولٹ گرتے ہی دھڑام سے دروازہ کھلا اور دو شخص بڑی تیزی

سے اپنے ہی زور میں اندر لڑھکتے چلے گئے۔ ان میں سے ایک تو چوکیدار تھا۔ اور دوسرا عمارت کا منیجر۔ ہیں مارے حیرت کے پریشان تھا کہ آخر یہ چکر کیا ہے کہ عین اسی وقت لی مارشا مسکراتی ہوئی آگے بڑھی۔

"اوہ مائک۔" وہ بولی: "خدا کا شکر ہے کہ تم بخیریت ہو۔ میں نے تمام رات اور صبح اب تک کتنی ہی مرتبہ فون کیا لیکن تم نے کوئی جواب نہ دیا۔ تو پریشان ہوئی اور خود ہی چلی آئی۔ پھر آدھ گھنٹہ تک کال بیل کا بٹن دباتی رہی۔ دروازہ بھی کتنی ہی مرتبہ دھڑ دھڑایا لیکن اس پر بھی اندر سے کوئی جواب نہ ملا تو گھبرا گئی اور منیجر کو بلا لائی۔ اس نے بھی کئی مرتبہ دروازہ کھڑکایا لیکن پھر بھی کوئی جواب نہ ملا۔ چنانچہ ہم نے سمجھ لیا کہ تمہیں یقیناً کچھ ہو گیا ہے۔۔۔۔"

"بھئی مسٹر مائک میں نے تو سمجھ لیا تھا کہ تم مر چکے ہو۔ اسی لئے دروازہ توڑنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔" منیجر مارشا کی بات کاٹ کر بولا۔

"نہیں۔ دراصل میں سخت تھکا ہوا تھا۔ اور دو تین راتوں سے سو بھی نہیں سکا تھا۔ اس لئے ایسی بے ہوشی کی نیند سویا کہ نہ تو ٹیلیفون کی گھنٹی جگا سکی اور نہ کال بیل۔ بہرحال فکرمند ہونے کے لئے شکریہ۔" میں نے منیجر سے کہا۔ پھر مارشا کی طرف دیکھ کر بولا۔ "آؤ مارشا اندر آجاؤ۔"

وہ اندر آگئی۔ قریب کھڑی مسز پال بھی بچے کو گود میں لئے اندر آگئی اور میں نے دروازہ بند کر دیا۔ میری حالت کچھ بہتر نہیں تھی۔ چلتے ہوئے بھی لڑکھڑا رہا تھا۔

"تمہاری طبیعت بہت خراب معلوم ہوتی ہے۔" مسز پال نے کہا۔ "ٹھہرو میں ڈاکٹر کو بلاتی ہوں۔"

میرے منع کرنے کے باوجود اس نے ڈاکٹر کو فون کر دیا۔ ابھی پانچ منٹ بھی نہیں گذرے تھے کہ ڈاکٹر آ گیا۔ اس نے میرا تفصیلاً معائنہ کیا اور چہرے پہ پلاسٹر وغیرہ چپکا کر مکمل آرام کرنے کی ہدایت کی۔ ساتھ ہی کوئی دوا بھی پلا دی۔ شاید خواب آور دوا تھی۔ کیونکہ دیکھتے ہی دیکھتے میری آنکھیں بند ہونے لگیں اور آخر کار مجھے کچھ ہوش نہ رہا کہ میں کہاں پڑا ہوں۔

"اٹھو مالک۔ کیپٹن جیمز پیٹ تمہیں فون پہ بلا رہا ہے۔" مارشا مجھے بازو سے پکڑ کر ہلاتے ہوئے بولی۔ اس کے قریب ہی مسز پال بھی بچے کو لئے کھڑی تھی۔

"وقت کیا ہوا ہے؟" میں نے آنکھیں ملتے ہوئے پوچھا۔

"شام کے چار بجے ہیں۔ پتہ نہیں نیند میں تم کیا کیا بڑبڑاتے رہے ہو۔" مارشا مسکرائی۔

میں اٹھ کر فون تک گیا اور ریسیور کان سے چپکاتے ہوئے بولا۔"ہیلو پیٹ؟۔۔۔۔ خیریت تو ہے؟"

"ہاں خیریت ہی ہے۔ تم کہاں غائب ہو گئے تھے؟" دوسری طرف سے پیٹ نے سوال کیا۔

"میں نے اس دوران سوائے سونے کے اور کوئی کام نہیں کیا۔"

"گرنڈل وغیرہ کی لاشیں اٹھوا لی گئی ہیں۔ اور اب ڈی اے تم سے ملنا چاہتا ہے۔"

"کیوں کیا اب قتل کے الزام میں گرفتار کرنا چاہتا ہے؟"

"نہیں۔ الزام وغیرہ کوئی نہیں ہے۔ وہ ایڈمین کو جلد از جلد پھانسنا چاہتا

ہے۔ اور تمہاری مدد چاہتا ہے۔"

"تو کیا میں ایڈلین کو قتل کر دوں؟"

"نہیں مائک۔ خدا کے لئے کہیں ایسا غضب نہ کرنا۔ شہر میں طوفان اٹھ کھڑا ہو گا۔ اس کے علاوہ ڈی۔اے اسے مردہ نہیں بلکہ زندہ حالت میں آہنی سلاخوں کے پیچھے دیکھنے کا متمنی ہے تاکہ عدالت میں اس پر مقدمہ چلایا جا سکے اور اس کی تنظیم کا قلع قمع کیا جا سکے۔"

"اس بہرے یا پھر مصنوعی بہرے کے بارے میں کیا رہا؟"

"اسے پکڑ لیا گیا ہے۔ اس نے صرف اتنا بتایا ہے۔ کہ اسے ہر نصف گھنٹے کے بعد گرانڈ سنٹرل اسٹیشن کے ایک فون بوتھ کے نمبر پر فون کرنے کے احکامات ملے ہوئے تھے۔ وہاں سے ایک دوسرا شخص تمام اطلاعات مخصوص لوگوں تک پہنچانے کا ذمہ دار تھا۔ ہم نے ٹیلیفون بوتھ پر چھاپہ مارا لیکن وہاں سے کچھ حاصل نہیں ہو سکا۔ اگر وہ بہرہ ہر نصف گھنٹے کے بعد فون نہ کرے تو اس کا واضح مطلب یہ ہو گا۔ کہ خطرہ ہے اور تمام قمار خانے چوکنے ہو جائیں گے۔ اس بہرے اور دوسرے شخص کو ہر ماہ کی یکم تاریخ کو ڈاک سے ایک لفافہ موصول ہوتا ہے۔ جس میں ان کی تنخواہ کی رقم ہوتی ہے۔"

"ایڈلین سے بات ہوئی؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں۔ اس کا بیان ہے کہ وہ پرسوں رات دوستوں کے ساتھ تاش کھیل رہا تھا۔ ظاہر ہے کہ اس کے دوست اس کے حق میں بیان دیں گے اور ہم اس کے بیان کو غلط ثابت نہیں کر سکیں گے۔"

"تشدد سے بھی اس کی زبان نہیں کھلوائی جا سکتی ؟" میں نے پوچھا۔
"نہیں مالک۔ میں پہلے ہی غور کر چکا ہوں۔ وہ کمبخت ہر وقت کئی چوٹی کے وکیلوں اور کئی مسلح باڈی گارڈوں کی حفاظت میں رہتا ہے۔ اگر ہم نے اس کے ساتھ ذرا بھی کوئی غیر قانونی حرکت کی تو اس کے وکیل طوفان برپا کر دیں گے ..... لہٰذا میں ایسا رسک لینے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوں.... مالک وہ حرامزادہ ارون ہولمز واپس آ گیا ہے۔"
"کیا واقعی ؟"
"ہاں کسٹم والوں نے ہمیں اطلاع دی ہے۔ نیو یارک تک تو اس کا سراغ مل چکا ہے لیکن اس کے بعد پھر غائب ہو گیا ہے۔ خیر اب وہ زیادہ دن چھپا نہیں رہ سکے گا۔"
"بہت خوب۔ لیس یا کچھ اور بھی کہنا ہے ؟" میں الٹا کر بولا۔
"نہیں۔ اور کوئی خاص بات نہیں ہے ڈی اے سے ضرور مل لینا۔" اس کے ساتھ ہی اس نے سلسلہ منقطع کر دیا۔
ریسیور رکھ کر واپس ہوا تو دیکھا کہ مارشا دیوار سے لگی مجھے غور سے دیکھ رہی تھی۔ "خیریت تو ہے نا ؟" اس نے سوال کیا۔
"ہاں خیریت ہی ہے۔ لوگ مجھ سے باتیں کرنا چاہتے ہیں۔ اور میرے پاس فضول باتوں کے لئے ذرا بھی وقت نہیں ہے۔ میں مکمل تنہائی چاہتا ہوں۔ تاکہ بغیر کسی مداخلت کے ایک ہفتہ تک نہایت سکون سے تمام واقعات پر غور کر کے کسی نتیجہ تک پہنچ سکوں۔"

"اگر ایسی ہی بات ہے تو میرے اپارٹمنٹ پر کیوں نہیں چلے چلتے۔ میں ضمانت دیتی ہوں کہ وہاں تمہیں ہرگز کوئی ڈسٹرب نہیں کرے گا۔"

"ٹھیک ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔" میں نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "میں لباس تبدیل کر کے ابھی تیار ہوا جاتا ہوں۔ اور مسٹر پال۔" میں مسٹر پال کی طرف گھومتے ہوئے بولا۔ اگر زحمت نہ ہو تو ایک آدھ دن میرے ہی اپارٹمنٹ میں گذار لینا۔ کوئی فون کرے تو کہہ دینا کہ میں گھر پر نہیں ہوں۔ اور یہ کہ تمہیں کوئی علم نہیں کہ کب واپس آؤں گا۔"

"مجھے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔" مسٹر پال نے جواب دیا۔ "کھانے پینے کی تو سب چیزیں موجود ہیں نا؟"

"باورچی خانہ بھرا ہوا ہے۔ ایک ہفتے تک تمہیں کسی بھی چیز کی تکلیف نہیں ہو گی۔"

اس کے بعد میں نے لباس تبدیل کیا اور تیار ہو گیا۔ کرسی کی پشت پر لٹکا ہوا کوٹ اب کسی بھی لحاظ سے قابل استعمال نہیں رہ گیا تھا۔ اس کا بنڈل سا بنا کر باورچی خانے میں لے جا کر کوڑے کے ڈرم میں ڈال دیا۔ اور ڈرم کا ڈھکنا بند کر دیا۔ نیچے کے پرانے کپڑے بھی میں نے اسی ڈرم میں ڈال دیئے تھے اس کے بعد نرس یعنی مسٹر پال کو خدا حافظ کہہ کر ہم نکل گئے۔ کار میں خود ہی ڈرائیو کر رہا تھا۔

ایلیویٹر میں سوار ہوئے تو ایلیویٹر آپریٹر میرے چہرے پر لگے پلاسٹر کے ٹکڑوں اور سر پر بندھی پٹی کو یوں گھورنے لگا جیسے میں کوئی عجوبہ تھا۔ آخر کار ہم مارشا کے اپارٹمنٹ میں پہنچ گئے۔

"بھوک لگی ہے؟" مارشا نے بڑے پیار سے انداز میں مسکراتے ہوئے پوچھا۔
"بہت زیادہ۔ جلدی سے کچھ لے آؤ ورنہ ایسا نہ ہو کہ تمہیں ہی نگل جاؤں۔"
"ملازم تو چھٹی پر ہے۔ میں خود ہی سب کچھ تیار کر کے ابھی لے آتی ہوں۔"
یہ کہہ کر وہ تیزی سے باورچی خانے کی طرف بڑھ گئی۔

چند منٹ ہی گزرے تھے کہ باورچی خانے کی طرف سے انڈے تلنے کی خوشبو نے میری اشتہا کو بام عروج پر پہنچا دیا۔ اب صبر بھلا کیسے ہو سکتا تھا چنانچہ اٹھ کر باورچی خانے ہی میں چلا گیا۔

"ٹھہرو۔ اکٹھے بیٹھ کر کھائیں گے۔ مجھے خود بھی بہت بھوک لگ رہی ہے۔"
مارشا نے کافی پاٹ گیس کے چولہے پر رکھتے ہوئے کہا۔ اور ڈبل روٹی کے توش کاٹنے لگی۔

ہم دونوں اس قدر بھوکے تھے کہ چند ہی منٹ میں سب کچھ چٹ کر گئے۔ مارشا نے اٹھ کر ریڈیو آن کر دیا۔ لوکل خبریں ہو رہی تھیں۔ اناؤنسر بڑے جوش میں معلوم ہوتا تھا۔ ادھر ادھر کی خبریں سنانے کے بعد اس نے کہا۔ "اب آپ ایک اہم خبر سنیں۔ ابھی ابھی خبر موصول ہوئی ہے کہ مسٹر لاؤ گرنڈل اور اس کے دو ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ گرنڈل اور اس کے ایک ساتھی کی لاشیں لانگ آئلینڈ کے قریب ساحل سمندر سے متصل واقع سمر ہاؤس میں پائی گئی ہیں جبکہ تیسری لاش بیس میل دور سڑک کے کنارے پڑی ملی ہے۔ سمر ہاؤس میں جو افراتفری دیکھنے میں آئی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آزادانہ طور پر گولیوں کا تبادلہ ہوتا رہا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ گرنڈل کا ایک ساتھی خود گرنڈل کی گولی سے ہلاک ہوا ہے۔ لاؤ گرنڈل اس

شہر کا معروف آدمی تھا اور خیال کیا جاتا ہے کہ زیرِ زمین جرائم پیشہ لوگوں کا اہم سرغنہ تھا۔ ڈسٹرکٹ اتھارٹی اور پولیس نے اس بارے میں کوئی بیان جاری کرنے سے صاف انکار کر دیا ہے۔ بہرحال مزید تفصیل کا انتظار ہے۔"

خبریں ختم ہوئیں تو مارشا کئی لمحوں تک سوالیہ انداز میں میرا منہ تکتے لگی۔ آخر کار وہ نہ رہ سکی تو بولی۔ "مائک کیا یہ سب کچھ تم نے کیا ہے؟"

"ہاں۔" میں کافی کی چسکی لگاتے ہوئے بولا۔ "ان خبیثوں کے بچوں نے مجھے اغوا کر لیا تھا پھر اتنا مارا۔ اتنا مارا کہ میں جاں بلب ہو گیا تھا۔ اس کے بعد وہ مجھے ہلاک کرنا چاہتے تھے۔"

"مگر کیوں؟..... آخر کس لئے؟"

"یہ میں خود بھی نہیں جانتا۔"

"اور اس ساری پریشانی کا آغاز اس رات میرے اپارٹمنٹ میں چوری سے ہوا تھا؟" وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے مجھے دیکھتے ہوئے بولی۔

"ہاں ڈارلنگ یہ ساری افتاد اسی رات کو شروع ہوئی تھی۔ اس رات تمہارے سر پہ ضرب لگائی گئی تھی۔ پھر میرے سر کی خیریت پوچھی گئی۔ ایک بچہ یتیم ہوا۔ آرنلڈ پاسکل کو کار کے پہیوں تلے دے کر ہلاک کیا گیا۔ ہوکر کو قتل کیا گیا۔ پھر لوڈی لنک کو موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ اس کے بعد میرا حلیہ دیکھ رہی ہو نا۔ یہ بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ لاؤ کرنڈل اور اس کے دو گرگے بھی جہنم رسید ہو چکے ہیں اس کے علاوہ دو جعلی پرائیویٹ سراغرساں بھی پولیس سے مقابلہ کرتے ہوئے مارے جا چکے ہیں۔ خدا جانے اس سارے چکر کی تہ میں کونسا راز پوشیدہ ہے۔"

"بھاڑ میں جائے سب کچھ مجھے تو صرف تمہاری فکر ہے۔"

"میری فکر نہ کرو جانم۔ مجھے کچھ نہیں ہو گا..... تمہارا ٹیلیفون استعمال کر سکتا ہوں؟"

"بڑے شوق سے۔ اس قدر تکلف کی آخر کیا ضرورت ہے۔"

میں دروازے سے گذر کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ اور مارون ہولمز کے اپارٹمنٹ کے نمبر ڈائل کئے۔ دو تین مرتبہ گھنٹی بجنے پر کسی نے ریسیور اٹھا لیا۔ مگر عین اسی وقت دروازے پر دستک ہوئی تو مارشا دروازے کی طرف جانے کی بجائے سہمی سہمی سی میرے قریب آ کھڑی ہوئی۔

میں نے ہولسٹر میں پڑا اعشاریہ پینتالیس نکال کر سیفٹی کیچ اٹھایا اور اس کی طرف بڑھا دیا۔ ساتھ ہی ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ "جاؤ دروازہ کھول دو۔"

"ہیلو۔" میں نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ اسی وقت مارشا کے دروازہ کھولنے کی آواز آئی۔ اور ساتھ ہی اس کے طویل قہقہے کانوں میں رس گھولنے لگے۔

"ہیلو۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "میں مسٹر مارون کا بٹلر بول رہا ہوں کتنی مرتبہ عرض کر چکا ہوں کہ مسٹر مارون ابھی تک نہیں آئے۔ آپ پولیس ہیڈکوارٹر سے بول رہے ہیں نا؟"

"نہیں۔ میں ان کا ایک دوست ہوں۔" اور اس کے ساتھ ہی میں نے ریسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

ریسیور رکھ کر واپس ہٹا تو دیکھا کہ مارشا کے ہاتھ میں اعشاریہ پینتالیس پکڑا ہوا تھا اور وہ ایک نوجوان کو اندر لاتی ہوئی ہنس ہنس کر دوہری ہوتی جا رہی تھی

"مسٹر ہیمر اونیل سے ملو۔ اور اونیل یہ ہیں۔ مسٹر مائک ہیمر" مارشا نے ہنسی روک کر آخر کار تعارف کراتے ہوئے کہا۔ میں نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا لیکن اونیل نے کوئی توجہ نہ دی۔ لہٰذا میں نے ہاتھ کھینچ لیا۔

"کچھ پیسے گئے مسٹر اونیل!" میں نے ازراہ اخلاق پوچھا۔

"نہیں شکریہ" اس نے اس طرح بے نیازی سے جواب دیا۔ پھر مارشا کی طرف دیکھ کر بولا۔ چلو مارشا جلدی سے تیار ہو جاؤ۔ آج میں تمہیں ایک بہترین ہوٹل میں لے چلوں گا۔"

"سوری اونیل آج میں کہیں بھی نہ جا سکوں گی۔ پھر کبھی سہی۔" مارشا نے جواب دیا۔ اور اس کا جواب سن کر اونیل کی شکل پر بارہ بج گئے۔ وہ رقابت کی آگ میں بری طرح جل رہا تھا۔

"جیسے تمہاری مرضی" اونیل نے کہا پھر ختم آلود نگاہوں سے میری طرف دیکھا اور "گڈ بائی" کہتا ہوا نکل گیا

"جانم" اونیل کے جانے کے بعد میں بولا۔ "یہ تم نے اچھا نہیں کیا۔ وہ غریب تم پر بری طرح فریفتہ معلوم ہوتا ہے۔"

"اسی لئے تو میں نے یہ سب کچھ کیا ہے۔ آخر کسی نہ کسی دن تو اس کی غلط فہمی دور کرنی ہی تھی۔"

"خیر تم جانو۔ میں اس بارے میں کہہ بھی کیا سکتا ہوں۔"

"اچھا مائک۔ میں اب سونے جا رہی ہوں۔ بہتر ہے کہ تم بھی آرام کرو۔" یہ کہہ کر وہ دوسرے کمرے میں چلی گئی اور درمیانی دروازہ بھیڑ لیا۔

۱۱

درمیانی دروازہ بند ہونے کے بعد میں نے اپنے لئے شراب کا لبالب جام بنایا اور لائٹ آف کر کے اندھیرے میں کرسی پر بیٹھ گیا۔ شراب کی چسکیاں لگاتے ہوئے میں نے ذہن پر زور دے کر پوری کوشش کی کہ واقعات پر ازسرِ نو غور کر کے گم گشتہ کڑی کا کھوج لگاؤں لیکن کوشش کے باوجود میں توجہ پوری طرح مرکوز نہ کر سکا۔ اس کے علاوہ اس طرح بیکار بیٹھ کر سوچنا میری فطرت کے ہی خلاف تھا۔ چنانچہ جام ختم کر کے اٹھ کھڑا ہوا۔ دوسرے کمرے سے مارشا کے ہلکے ہلکے خراٹوں کی آواز آ رہی تھی۔ اس لئے اسے جگانا کسی بھی طرح مناسب نہ جان کر بڑی آہستگی سے دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ پھر اسی طرح چپکے سے دروازہ بند کیا اور بجائے ایلیویٹر استعمال کرنے کے سیڑھیاں اتر کر نیچے چلا گیا۔ اس کے بعد کار میں بیٹھا اور روانہ ہو گیا میرا رخ ایلن کے فلیٹ کی طرف تھا۔

ایلن کے فلیٹ پر پہنچا تو اندر بتی جل رہی تھی۔ ظاہر تھا کہ وہ ابھی جاگ رہی تھی۔ دستک کے جواب میں اس نے خود ہی دروازہ کھولا۔ سفید نائٹی کلاتھ کے لباس میں اس وقت کوئی آسمانی اپسرا نظر آ رہی تھی۔

"ہیلو بے بی۔" میں نے اسے دیکھتے ہی مسکراتے ہوئے پرجوش انداز میں کہا۔
لیکن اس نے ذرا سا بھی اپنائیت کا اظہار نہ کرتے ہوئے کہا۔ "تم...اس وقت؟"

"کیا تمہیں میرے آنے سے کوئی خوشی نہیں ہوئی؟" میں نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ بہرحال اندر آجاؤ۔" وہ ایک طرف ہوتے ہوئے بولی۔
"ایلن تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟" ڈرائنگ روم میں پہنچے تو میں نے کہا۔

"میں اس معاملہ پر اب کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔"
"چلو ٹھیک ہے۔ لیکن...."
"ٹھہرو۔" وہ بولی اور ساتھ ہی اٹھ کر میز پر رکھی فائل میری طرف بڑھاتے ہوئے بولی۔ "لو یہ فائل بھی دیکھ لو۔ یہ ٹوڈی لنک سے متعلق ہے اور یہ میں نے آج تینوں کاغذات کے ڈھیر سے ڈھونڈ نکالی ہے گرد و غبار سے کپڑوں کا بھی ستیاناس ہو گیا ہے۔
میں نے فائل اس کے ہاتھ سے لے لی۔ فائل میلی اور برسوں پرانی معلوم ہوتی تھی۔ "کیا ڈی اے کو معلوم ہے کہ تم یہ فائل گھر لائی ہو؟" میں نے مارے حیرت کے پوچھا۔

"نہیں..... بہرحال اس میں تمہارے مطلب کی کوئی چیز ہے تو دیکھ لو"
اس نے لاتعلقی سے کہا۔

میں نے صفحات الٹ کر غور سے پڑھنا شروع کر دیا۔ کیونکہ کوئی خاص جلدی نہیں تھی۔ ٹوڈی لنک جس کے بارے میں فائل تھی۔ جہنم میں اپنے کیئے کی سزا بھگت رہا تھا۔

فائل کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ ٹوڈی لنک کسی زمانے میں ایک بلند پایہ فوٹو گرافر تھا۔ اونچے درجے کی فلم ایکٹریسیں اس کے پاس اپنی تشہیر کے لئے تصویریں بنوانے آتی تھیں۔ انہیں دنوں اس کا تعارف چارلی فالن سے ہو گیا۔ چارلی فالن چونکہ حسین عورتوں کا بے حد دلدادہ تھا۔ اس لئے معقول رقم دے کر ٹوڈی لنک سے اپنی دل پسند عورتوں کے فوٹو حاصل کر لیتا تھا۔ فوٹو کے ساتھ اگر فوٹو والی کا تعارف بھی ہو تو رقم ڈیوڑھی یا دوگنی بھی ادا کر دیتا تھا۔ پھر اچانک چارلی فالن مر گیا۔ اور ٹوڈی لنک کا چرچا پولیس کے حلقوں میں ہونے لگا۔ ساتھ ہی نامعلوم ذرائع سے اس کی دولت میں بھی اضافہ ہونے لگا۔ کچھ عرصہ بعد انکشاف ہوا کہ اس کی تمام آمدنی ناجائز ہے۔ اور یہ کہ جرائم پیشہ لوگوں کے شہنشاہ ایڈمین کو دوسروں کی طرح وہ بھی فی صد ٹیکس ادا کرتا ہے اور یہ کہ ایڈمین معاوضہ لے کر اسے تحفظ مہیا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی فائل میں بہت کچھ تھا۔ جس کی بنیاد پر ڈسٹرکٹ اٹارنی رابرٹ ٹوڈی پر ہاتھ ڈال سکتا تھا۔ مگر دباؤ یا لالچ کے زیر تحت پتہ نہیں کس نے اس فائل میں موجود مواد کو جسے مہینوں بلکہ سالوں کی محنت سے جمع کیا گیا ہو گا۔ کباڑ خانے میں ڈال دیا تھا۔

"کچھ ملا اس فائل سے ؟" ایلین نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کوئی خاص بات نہیں... چارلی فالن اور ٹوڈی جن کے ماضی پر ان کاغذات

سے کچھ روشنی پڑتی ہے پہلے ہی اس دنیا سے سدھار چکے ہیں۔۔۔۔ اچھا ایلن اب
میں چلتا ہوں۔" اتنا کہہ کر میں اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر چند سیکنڈ تک اسے گھورتے رہنے
کے بعد بولا۔" ایلن ڈارلنگ میں شرمندہ ہوں کہ میری وجہ سے تمہیں پریشانی کا سامنا
کرنا پڑا۔ کیونکہ وہ فائل تم نے میرے کہنے پر ڈی اے کی الماری سے نکلوائی
تھی۔ امید ہے کہ تم مجھے معاف کر دو گی۔"

"مائیک۔" وہ اٹھ کر میرے قریب آنے کے بعد بولی۔ "تم اندازہ نہیں کر
سکتے کہ میں تمہیں کس قدر چاہتی ہوں۔ لیکن دل و دماغ کی کشمکش ہنوز جاری ہے
دل خود بخود تمہاری ۔۔۔۔ طرف کھنچتا چلا جاتا ہے جبکہ دماغ کہتا ہے کہ تم
جیسے مرد کے ساتھ زندگی کبھی سکون سے نہیں گذر سکے گی قاتلوں، مجرموں اور بدمعاشوں
کے پیچھے بھاگنا، پستول اور ریوالوروں سے کھیلنا اور موت کے تاریک سائے کو
ساتھ لئے پھرنا تمہاری زندگی کا معمول بن چکا ہے۔۔۔۔ نہیں مائیک تمہیں
جیون ساتھی بنانے کا خطرہ میں ہرگز مول نہیں لے سکتی۔ حالانکہ تم میرے خوابوں
کے شہزادے ہو۔ تندرست و توانا، دلیر اور موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے
کا حوصلہ بھی رکھتے ہو۔ مگر اس کے باوجود میں کسی ایسے شخص کو زندگی کا ساتھی بنانے
کا رسک نہیں لوں گی جو ہر وقت اپنی جان ہتھیلی پہ لئے پھرتا ہو۔ اس کی بجائے
میں کوئی ایسا مرد تلاش کر لوں گی جو مجھے تحفظ کی ضمانت دے سکے۔۔۔۔ گڈ بائی۔"

"گڈ بائی۔" میں نے آہستہ سے کہا اور نکل آیا۔ باہر نکلا تو طبیعت کچھ بوجھل
تھی اور اکتاہٹ سی محسوس ہو رہی تھی۔ چنانچہ کار میں بیٹھا اور ساحل سمندر کی
طرف نکل گیا۔ ایک چھوٹی سی پہاڑی پر بیٹھا کئی گھنٹوں تک سمندر کی آتی جاتی

لہروں کا نظارہ کرتا رہا۔ ساتھ ہی کیس کی مختلف کڑیوں کو یکجا کر کے کوئی ٹھوس نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کرتا رہا لیکن آخر کار نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات رہا۔ طبیعت میں ایک عجیب سے اضطراب کا احساس ہو رہا تھا۔ چنانچہ واپس ہو لیا۔ اب میرا رخ سنٹرل پارک کی طرف تھا۔

ایک پبلک ٹیلیفون بوتھ سے اخباری کالم نگار ہیری کو فون کیا۔ اس کی بجائے یکے بعد دیگرے اس کے تین سیکرٹریوں سے بات ہوئی۔

"مجھے مسٹر کوکی جارکن کا پتہ چاہیئے۔ میں کوکی کا دوست ہوں اور اسے کوئی اہم پیغام دینا چاہتا ہوں۔" میں نے آخری سیکرٹری سے کہا۔

"نہیں جناب۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔ "ہم معذرت چاہتے ہیں کیونکہ ہم اس کا پتہ نہیں بتا سکتے۔ البتہ اگر آپ پیغام بتا دیں۔ تو ہم اس تک پہنچا دیں گے۔"

"سنو مسٹر" میں ماؤتھ پیس میں بولا۔ "پیغام انتہائی اہم ہے اور تمہارے باس کے لئے ہے۔ اگر یہ اہم پیغام تم لوگوں کی حماقت کی وجہ سے تمہارے باس تک نہ پہنچ سکا۔ تو نتائج کی ذمہ داری تم لوگوں پر ہو گی۔ کوکی کا پتہ فوراً بتا دو ورنہ یہ معلومات میں کسی اور کے ہاتھ فروخت کر دوں گا۔"

"ایک منٹ ٹھہرو۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور بولنے والا ماؤتھ پیس کو ہاتھ سے ڈھک کر کسی اور سے باتیں کرنے لگا۔ آخر کار چند سیکنڈ کے بعد بولا۔ "ہیلو۔ دیکھو مسٹر کوکی جارکن مالیدہ ہوٹل میں مقیم ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ یہ ہوٹل کہاں واقع ہے؟"

"میں تلاش کر لوں گا۔ شکریہ۔" اس کے ساتھ ہی میں نے ریسیور رکھ دیا۔

مالوہ ہوٹل اٹھارویں سڑک پر تھا۔ لابی میں چند پرانی طرز کی چرمی کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ڈیسک کلرک ادھیڑ عمر کا ایک گنجا شخص تھا جو فارغ بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا۔

"کوکی حارکن کس نمبر میں مقیم ہے؟" کلرک کے قریب پہنچ کر میں نے پوچھا۔

"تین سو نو میں۔" اس نے اخبار سے نظریں ہٹائے بغیر جواب دیا۔ اور میں ایلیویٹر کی طرف ہو لیا۔ تیسری منزل پر حارکن کا کمرہ عمارت کے عقبی حصے کی طرف تھا۔

"ایک منٹ ٹھہرو۔" دستک کے جواب میں اندر سے کوکی کی آواز سنائی دی پھر پورے دو منٹ کے بعد دروازہ کھلا۔ کوکی پائجامہ پہنے میرے سامنے کھڑا تھا۔

"اوہ مائک۔ خیریت تو ہے۔ آؤ اندر آجاؤ۔" اس نے کہا۔ اور میں اس کے پیچھے ہو لیا۔

وہ آگے بڑھ کر پھر بستر میں گھس گیا۔ اور مجھے کرسی پر بیٹھنے کے لئے اشارہ کرتے ہوئے سگریٹ جلانے لگا۔ سرہانے کی طرف رکھے دوسرے تکئے پر اب بھی سر کے دباؤ کا نشان واضح نظر آرہا تھا۔ اس نشان کو دیکھ کر میری نگاہیں خود بخود درمیانی دروازے کی طرف اٹھ گئیں۔ میری نظروں کا تعاقب کرتے ہوئے کوکی نظریں چراتے ہوئے مسکرانے لگا۔

"تو گویا یہ بات ہے۔" میں بھی شرارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔ "اس کا مطلب ہے کہ ہم یہاں بیٹھ کر کھل کر باتیں نہیں کر سکتے۔"

"نہیں ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔ تم نے آج کے اخبارات دیکھے ہیں؟"

میں نے انکار میں سر ہلایا تو وہ بولا۔ "بیک وقت تین لاشیں برآمد ہوئی ہیں

ڈی لے سخت سینچ پا ہو رہا ہے۔"

"لعنت بھیجو ڈی لے پر۔" میں سگرٹ کی ڈبیہ نکالتے ہوئے بولا۔ "اگر تم تھوڑی سی مدد کرنے پر آمادہ ہو جاؤ تو میں ساری کہانی تمہارے حوالے کر دوں گا..... بولو کیا کہتے ہو؟"

"ٹھیک ہے میں ہر قسم کی مدد کے لئے تیار ہوں۔ بتاؤ کیا چاہتے ہو؟"

میں نے سارے واقعات الف سے لے کر یے تک اسے سنا دیئے۔ سننے کے بعد چند لمحوں تک وہ کچھ سوچتا رہا۔ پھر ٹیلیفون کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے بعد ڈائرکٹ لائن پر اپنے باس ہیری بیلین سے کچھ دیر تک باتیں کرتا رہا۔ اور ساری باتیں اسے سنا کر بولا کہ ابھی اور بھی بہت سے اہم انکشافات کی توقع ہے چنانچہ اس کے باس نے اسے پوری اجازت دے دی۔

"اب بتاؤ میں تمہاری کس طرح مدد کر سکتا ہوں؟" رلیسیور رکھنے کے بعد اس نے کہا۔

"چارلی نالن کے متعلق کیا کچھ بتا سکتے ہو؟"

"بہت کچھ۔ اپنی نئی فلم کی بری طرح ناکامی کے صدمے کو وہ برداشت نہیں کر سکا تھا۔ اور حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال کر گیا تھا۔"

"ٹھیک کہتے ہو۔" میں بولا۔ "مگر یہ بتاؤ کہ ان دنوں وہ اپنی بیوی کے ساتھ رہ رہا تھا یا کسی داشتہ کے ساتھ؟"

"بیوی؟..... اس نے شادی ہی کب کی تھی جو بیوی ہوتی۔ وہ تو عورتوں کا شکاری تھا۔ ایک سے دل بھر گیا تو دوسری پھانس لی اور دوسری سے بھر گیا۔

تو تیری۔ شادی وغیرہ کے جھنجھٹ میں وہ بھلا کب پڑنے والا تھا۔"

"تم میرا مطلب نہیں سمجھے" میں ذرا آگے جھکتے ہوئے بولا: "میں جو کچھ معلوم کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ چونکہ بقول تمہارے وہ شادی شودی کے چکر میں پڑنے والا آدمی نہیں تھا۔ لیکن مرنے سے پہلے کافی عرصہ سے کسی عورت کو اس نے گھر میں اپنے ساتھ رکھا ہوا تھا لہذا کیا اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ وہ عورت یقیناً کوئی خاص اور اہم عورت ہوگی؟"

"مقصد؟"

"مقصد یہ کہ میں اس عورت سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"مگر اب اتنا طویل عرصہ گذرنے کے بعد کیا یہ ضروری ہے کہ وہ اب بھی اسی شہر میں ہو؟"

"ہاں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اب بھی یہیں ہوگی۔ کیونکہ اس قسم کی عورتیں شہر نہیں چھوڑا کرتیں۔"

"ٹھیک ہے مالک۔ میں اپنی پوری کوشش کروں گا۔ اور اگر وہ عورت اسی شہر میں کہیں موجود ہے۔ تو میں زمین کھود کر بھی اسے برآمد کر لوں گا۔"

"بہت خوب۔" اتنا کہہ کر میں نے گتے کی ماچس کی پشت پر ایک فون نمبر گھسیٹا اور اس کی طرف بڑھا دیا۔ "لو یہ نمبر رکھ لو۔ جیسے ہی کچھ معلوم ہو مجھے فون پر بتا دینا۔ لیکن یہ خیال رکھنا کہ اگر اخبار میں کوئی کہانی وغیرہ چھاپو تو میرا حوالہ ہرگز مت دینا۔ بس یہ سمجھ لو کہ تم مجھ سے ملے ہی نہیں ہو۔"

"بالکل اسی طرح ہوگا۔"

"اچھا خدا حافظ۔" اتنا کہہ کر میں نکل آیا اور سیدھا لی مارشا کے اپارٹمنٹ چلا گیا۔ وہ ابھی تک سوئی ہوئی تھی۔ میں نے جگانا مناسب نہ سمجھا۔ اور ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر وہسکی اور سگریٹوں سے وقت گزارتا رہا۔ یہاں تک کہ شام کے آٹھ بج گئے۔ سخت بوریت ہو رہی تھی۔ چنانچہ درمیانی دروازے سے مارشا کی خواب گاہ میں چلا گیا۔

وہ بازو سرہانے رکھے ہنوز سو رہی تھی۔ چادر اس نے الٹ دی تھی۔ چنانچہ سرخ رنگ کے باریک حیابی لبادے میں اس کے سڈول جسم کا انگ انگ صاف نظر آرہا تھا۔ اس کے چہرے پر معصوم سی دلنواز مسکراہٹ تھی۔ یوں معلوم ہوتا تھا۔ جیسے وہ کوئی بڑا ہی حسین خواب دیکھ رہی تھی۔ آخرکار میں نہ رہ سکا اور جھک کر اپنے لرزاں لب اس کی پیشانی پر رکھ دیئے۔

پہلے تو وہ لاشعوری طور پر کسمسائی پھر جلدی سے آنکھیں کھول دیں۔ اور مجھے اپنے اوپر جھکے ہوئے دیکھ کر مسکراتے ہوئے دونوں بازو میری گردن میں ڈال دیئے اور اپنے ساتھ چمٹا لیا۔ میں نے اپنے تپتے ہونٹ اس کے لبوں پر رکھ دیئے۔

"اٹھو جانم" میں طویل بوسے سے سرشار ہوتے ہوئے بولا۔ "کب تک پڑی سوتی رہو گی۔"

وہ جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی اور سیدھی غسل خانے میں چلی گئی۔ جب تک وہ نہا دھو کر اور لباس تبدیل کر کے فارغ ہوئی میں نے ہلکا پھلکا کھانا تیار کر لیا۔ پھر آمنے سامنے بیٹھ کر چہلیں کرتے ہوئے کھانا کھاتے رہے اس

کے بعد وہ باورچی خانے میں کافی تیار کرنے چلی گئی۔ اور میں تنہا بیٹھا کیس کی گھتیوں میں الجھ کر رہ گیا۔ تنہائی سے تنگ آکر آخر کار میں بھی باورچی خانے میں چلا گیا اور اس کا ہاتھ بٹانے لگا۔

گپ شپ لگاتے ہوئے رات کے دس بج گئے۔ باہر موسلا دھار بارش ہو رہی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آج کے بعد پھر کبھی نہیں برسے گی۔ وقفوں وقفوں کے بعد بجلی بھی چمک رہی تھی۔ دس بجکر سات منٹ پر ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی

"ہیلو.... مالک؟..... میں کوکی بول رہا ہوں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔ کوکی آہستہ اور محتاط انداز میں بول رہا تھا۔ "کیا خبر ہے؟" میں نے بے تابی سے پوچھا۔

"میں نے اسے ڈھونڈ نکالا ہے۔" اس نے مضطرب لہجے میں کہا۔ "اس کا نام جار جیا ہے لیکن آجکل ڈولی سمتھ کا نام اپنا رکھا ہے۔ مگر تمہیں یہ جان کر حیرت ہو گی کہ کوئی اور بھی اس کے پیچھے لگا ہوا ہے۔ بہرحال بہر حال مجھے بھی کیا یہی احساس ہوا کہ کوئی اور بھی اس کی تلاش میں سرگرداں ہے۔"

"کیا بتا سکتے ہو کہ اور کون اس کے پیچھے لگا ہوا ہے؟"

"نہیں مالک مجھے کوئی اندازہ نہیں ہو سکا۔ البتہ معاملہ انتہائی سنجیدہ قسم کا معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے جو کچھ بھی کرنا ہے جلد کرو ورنہ......"

"وہ ہے کہاں۔ کچھ اتہ پتہ تو بتاؤ؟"

"وہ اس وقت مجھ سے صرف بیس فٹ کے فاصلہ پر سرخ و سفید گلشن کا لباس زیب تن کئے کھڑی ہے۔"

"لعنت ہے تم پر۔ مجھے کیا معلوم کہ تم اس وقت کہاں سے بول رہے ہو اور وہ کہاں کھڑی ہے۔"

"سوری ڈیئر۔ میں اس وقت ہاروے نامی گاؤں میں چھوٹے سے نائٹ کلب سے بول رہا ہوں۔ وہ بالکل تیار کھڑی ہے اور اس کا گانا اور رقص شروع ہونے ہی والا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ تم وہیں رہو اور میرا انتظار کرو۔" یہ کہہ کر میں نے رابطہ منقطع کر دیا۔ ریسیور رکھ کر واپس ہوا تو لی مارشا سوالیہ نگاہوں سے گھورنے لگی۔

"چلو جلدی سے تیار ہو جاؤ۔ ذرا باہر گھومنے چلتے ہیں۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

"ضرور چلو۔ مگر یہ اچانک باہر کا پروگرام کس طرح بن گیا۔ بلاشبہ اس میں بھی تمہاری کوئی مصلحت ہوگی۔"

بارش کی وجہ سے سڑکوں پر ٹریفک برائے نام رہ گئی تھی۔ اس لئے میں تیزی سے ڈرائیو کر رہا تھا۔ نظریں سامنے سڑک پر لیکن ذہن پیچ در پیچ گتھیوں میں الجھا ہوا تھا۔ جس پہلو سے بھی غور کرتا تھا پارلی فانن کا نام ہی سامنے آن کھڑا ہوتا تھا۔ ڈیکم کے قتل کے بعد اسی کا نام سننے میں آیا تھا۔ ٹوڈی کا قتل ہوا تھا تب بھی اسی کا نام سامنے آیا تھا اور گرینڈل کی موت کے بعد بھی پارلی فانن ہی کا نام سنا گیا تھا۔ عجیب قصہ تھا۔ کیس کی ابتدا بھی فانن کے نام سے ہوئی تھی اور اب انتہا بھی شاید اسی کے نام کے ساتھ ہو۔ چنانچہ اس وقت وہ اس عورت سے ملنے جا رہا تھا جو فالرن کے آخری دنوں میں بھی اس کے ساتھ تھی۔ لیکن اس کی موت

کے فوراً بعد اچانک غائب ہو گئی تھی۔ وہی ایک ایسی ہستی ہے جو بہتیرے سربستہ رازوں سے پردہ اٹھا سکتی ہے۔ وہی بتا سکتی ہے کہ اپنے اکلوتے بچے کو الوداع کہنے کے بعد ڈیبحمہ نے موت کو کیوں گلے لگا لیا تھا۔ وہ یہ بھی بتا سکتی ہے۔ کہ مجھ پر اذیت ناک تشدد کرکے ایڈمین کون سی چیز حاصل کرنا چاہتا تھا۔

"کیا سوچ رہے ہو۔ یہ تمہیں چپ کیوں لگ گئی ہے؟" مارشا چند منٹ کے بعد بولی۔

"لی ڈارلنگ۔ اس کیس نے میری راتوں کی نیند حرام کر دی ہے اور حالت یہ ہے کہ اب تک اس کے سر پیر کا بھی پتہ نہیں چل سکا۔"

چل جائے گا۔ آخر اس طرح پریشان ہونے سے بھی کیا حاصل ہوگا۔" اس نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک کہتی ہو۔" اتنا کہہ کر میں پھر کیس میں کھو گیا۔

مارشے نائٹ کلب کا نیون سائن دور سے ہی نظر آنے لگا۔ اور دو منٹ کے بعد ہم گاڑی سے نکل کر صدر دروازے سے اندر چلے گئے۔ باوردی اٹنڈنٹ نے ہمارا استقبال کیا اور کلوک روم میں موجود لڑکی نے مسکراتے ہوئے ہم سے کوٹ، ہیٹ اور برساتی لے کر اندر کی طرف اشارہ کیا۔ لوگوں کی بھیڑ میں سے گزرتے ہوئے ہم ہال میں آگئے۔ مشرقی گوشے میں، ایک میز پر کرکی ایک قبول صورت لڑکی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ دونوں کے آگے بیئر کے گلاس رکھے ہوئے تھے۔

کرکی نے ہمارا اس سے تعارف کرایا۔ اس کے بعد بولا۔ "یہ ہیلو مانک ... ہیری کی اسٹینو ہے۔ مجھے اس قسم کے کاموں میں جب بھی ضرورت ہوتی ہے اس کی

مدد حاصل کرتا ہوں۔ اس لئے بے شک کھل کر بات کرو اور ایمانداری کی بات تو یہ ہے کہ اسے کھوج نکالنے کا سہرہ اسی کے سر ہے۔"

"بہت خوب۔" میں بولا۔ "مگر اب کچھ بتاؤ گے بھی یا تمہیدیں ہی باندھتے رہو گے۔ وہ ہے کہاں؟"

"اپنے ڈریسنگ روم میں۔" کوکی نے بینڈ اسٹینڈ کے عقب کی جانب اشارہ کیا۔ "غالباً لباس تبدیل کر رہی ہے کیونکہ ابھی دس منٹ بعد اس کا دوسرا رقص شروع ہونے والا ہے۔ باقی تفصیل بھی ذرا غور سے سن لو۔"

کوکی کی ساتھی لڑکی نے اپنے پرس سے تہ کیا ہوا ایک کاغذ کا پرزہ نکالا اور اسے کھول کر پڑھتے ہوئے بولی۔ "جارجیا ڈولی۔ عمر اڑتالیس برس۔ وہ چارلی فالن کی گرل فرینڈ تھی اور اس کے بعد غالباً اس کی بیوی بھی بن گئی تھی۔ اس زمانے میں وہ انتہائی حسین اور بہترین گانے والی شمار ہوتی تھی لیکن وقت کے تھپیڑوں نے سب کچھ بدل کر رکھ دیا ہے۔ فالن کی موت کے بعد اس نے یکے بعد دیگرے مختلف جگہوں پر کام کیا مگر آخر کار ایک وقت ایسا آیا کہ اس نے جسم فروشی کا پیشہ اپنا لیا۔ جنگ عظیم ختم ہونے کے فوراً بعد دکان سے چیزیں اٹھاتے ہوئے پکڑی گئی تھی۔ چنانچہ چھ ماہ کی سزا ہوئی تھی۔ نہ ہوئے ابھی دو مہینے ہی ہوئے تھے کہ ایک اپارٹمنٹ میں چوری کرتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑی گئی تھی۔ اس مرتبہ اسے دو برس کے لئے اندر رہنا پڑا تھا۔ اور جب جیل سے باہر نکلی تو دوبارہ جسم فروشی پر مجبور ہونا پڑا تھا۔ ممکن ہے جسم فروشی سے تنگ آ گئی ہو لہٰذا اب ایک ماہ سے اس کلب میں گانے اور رقص کا پروگرام کر رہی ہے۔"

"تم میں سے کسی نے اس سے بات تو نہیں کی ؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں۔" کوکی بولا۔ "ابھی تک ہم اس سے نہیں ملے۔"

میں نے ہال میں ایک طائرانہ نگاہ ڈالی تو دور مغربی گوشے میں ایک میز پر ایڈیلین بیٹھا نظر آگیا۔ چار چمچے بھی ساتھ ہی بیٹھے تھے اور دو خوبصورت لڑکیوں سے چہلیں کر رہے تھے۔

"یہ ایڈیلین یہاں کب سے بیٹھا ہوا ہے ؟" میں نے اسے دیکھتے ہی کوکی سے سوال کیا۔

"بہت دیر سے ہمارے آنے کے تھوڑی ہی دیر بعد آگیا تھا۔" کوکی نے جواب دیا۔

"اس نے تمہیں تو نہیں دیکھ لیا ؟" میں نے بےتابی سے پوچھا۔

"نہیں۔ جہاں تک میرا خیال ہے ان میں سے کسی نے بھی تمہیں اندر آتے نہیں دیکھا اور نہ ہی ہمیں دیکھا ہے۔" کوکی نے جواب دیا۔ "کہیں ایسا تو نہیں یہ لوگ بھی اسی کی تلاش میں یہاں آئے ہوں۔"

"معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے۔ خیر دیکھا جائے گا۔" یہ کہہ کر میں وہسکی کی چسکیاں لگانے لگا۔

ابھی دو منٹ بھی نہیں گذرے تھے۔ کہ ہال کی تمام بڑی بتیاں بجھ گئیں۔ اور معمولی پاور کے صرف دو چار بلب جلتے رہ گئے جس کی وجہ سے ہال میں یک بیک نیم تاریکی سی چھا گئی۔ ساتھ ہی سیاہ بالوں والی ایک سڈول جسم کی لڑکی پردے کے پیچھے سے برآمد ہو کر آرکسٹرا کی مدھم لیکن مدہوش کن دھن پر تھرکنے لگی۔

اب میں ایک منٹ بھی انتظار نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا اور کوکی کی طرف جھک کر آہستہ آواز سے بولا۔ "کوکی میں اسٹیج کے پیچھے جا رہا ہوں۔ تم فوری طور پر فون کر کے پولیس کو بلا لو۔ کیپٹن پیٹ چیمبرز سے کہو کہ جلد از جلد یہاں پہنچ جائے۔ اسے بتا دینا کہ پتہ نہیں یہاں کیا ہونے والا ہے اس لئے فوراً پہنچے۔"

کوکی کا چہرہ فق ہو گیا۔ "دیکھو مسٹر مائک۔" وہ بولا۔ "میں اس معاملے میں قطعی کوئی حصہ لینے کے لئے تیار نہیں ہوں اور ۔ ۔ ۔"

"میں کب کہتا ہوں کہ تم کوئی حصہ لو۔ اگر اس سال کی بہترین کہانی حاصل کرنا چاہتے ہو تو وہی کرو جو میں کہتا ہوں۔"

"میں بھی تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔" مارشا اٹھتے ہوئے بولی۔

"نہیں ڈارلنگ۔ معاملہ بہت خطرناک ہے میں نہیں چاہتا کہ تم خواہ مخواہ کسی مصیبت میں پڑ جاؤ۔" میری بات سن کر اس کی آنکھیں نم آلود ہو گئیں اور میں نے اس کی پیشانی پر بڑے پیار سے بوسہ ثبت کر دیا۔

"لیکن ڈیئر پولیس کی آمد تک تو ٹھہر جاؤ۔ وہ ظالم بڑے ہی سفاک ہیں۔" مارشا بولی۔ "خدانخواستہ تمہیں کچھ ہو گیا تو ۔ ۔ ۔"

"نہیں ڈارلنگ۔ اب مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ تم سیدھی گھر چلی جاؤ اور انتظار کرو۔"

اس نے انتہائی اضطراب کی حالت میں نم آلود نگاہوں سے مجھے دیکھا۔ پھر کچھ کہنے کے لئے اس کے ہونٹ تھرتھرائے۔ لیکن میرے پر استقلال چہرے کو

دیکھ کر کچھ بھی نہ کہہ سکی. اور کوکی کے ساتھ صدر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

ان دونوں کے نکلنے کے بعد میں نے ہولسٹر سے اپنا اعشاریہ پینتالیس نکالا.

اور اسٹیج کے عقب کی طرف ہولیا.

۱۲

محراب نما دروازے پر پردہ پڑا ہوا تھا. آگے تنگ سی راہ داری تھی. جس کے آخری سرے پر بھی پردہ پڑا ہوا تھا. میں پردہ ہٹا کر اندر گیا تو قریب ہی کرسی پر ایک دبلا پتلا ادھیڑ عمر شخص آنکھوں پر بہت ہی موٹے شیشوں کی عینک لگائے بیٹھا تھا.

"سوری مسٹر" وہ عینک اتار کر بولا. "اجنبی لوگوں یا مہمانوں کو اندر جانے کی اجازت نہیں ہے."

"ٹھیک کہتے ہو." میں نے مسکرا کر کہا اور ساتھ ہی جیب سے پانچ ڈالر کا نوٹ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا. "لیکن اس کے متعلق کیا خیال ہے؟"

اس نے نوٹ میرے ہاتھ سے جھپٹ لیا اور اندرونی جیب میں رکھتے ہوئے

بولا۔ "ٹھیک ہے جناب۔ آپ اجنبی ہیں نہ مہمان۔ آپ تو شاید انسپکٹر معلوم ہوتے ہیں۔"

"بالکل ٹھیک ہے۔ اگر کوئی پوچھے تو یہی کہہ دینا۔۔۔۔۔۔ اور اب یہ بتاؤ کہ ڈولی کا ڈریسنگ روم کدھر ہے؟"

"ڈولی؟۔۔۔ اوہ آپ اس بوڑھی گھوڑی کے متعلق تو نہیں پوچھ رہے؟"
وہ دوبارہ عینک چڑھاتے ہوئے کہنے لگا۔ "مگر اس سے آپ کو کیا کام ہو سکتا ہے۔ وہ تو اپنا عہد شباب کبھی کی گزار چکی ہے۔ بہرحال اگر ملنا ہی چاہتے ہو تو وہ تمہیں ادھر زینے کے نیچے مختصر سی کوٹھی میں ملے گی۔ وہ لباس وغیرہ وہیں تبدیل کرتی ہے کیونکہ اسکے پاس کوئی ڈریسنگ روم نہیں ہے۔"

ہال میں دھندلی سی روشنی ہو رہی تھی۔ دائیں طرف کی دیوار میں تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر بہت سے دروازے تھے۔ ظاہر ہے کہ وہ سب کے سب ڈریسنگ روم ہوں گے۔ مگر میرا رخ بائیں طرف زینے کی طرف تھا۔ زینے کے نیچے جو جگہ تھی اس پر دروازہ بنا کر بطور ڈریسنگ روم استعمال ہو رہی تھی۔

"کون ہے؟" میرے دستک دینے پر اندر سے نسوانی آواز آئی۔

دوبارہ دستک دی تو دروازہ کھلا۔ میں پہلے ہی تیار تھا۔ چنانچہ جیسے ہی دروازہ کھلا میں نے پیر اڑا دیا۔ اس کا چہرہ فق ہو گیا۔ اور چیخنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ میں نے بایاں ہاتھ اس کے منہ پر رکھ دیا۔ ساتھ ہی بولا۔ "میں دوست ہوں جار جیا۔"

اپنا نام سن کر اس کے چہرے پر مردنی چھا گئی۔ پیر کانپنے لگے۔ اور دوسرے

ہی لمحہ وہ اچانک صدمے کی تاب نہ لاکر بے ہوش ہو گئی۔ میں نے اسے بازوؤں میں سنبھالتے ہوئے آرام سے فرش پر ڈال دیا اور ساتھ ہی ٹھوکر مار کر دروازہ بند کر دیا۔

میں اسٹول پر بیٹھا بڑے غور سے اس کے چہرے کا جائزہ لے رہا تھا۔ دو منٹ کے اندر ہی جو سب سے بڑی تبدیلی رونما ہوئی تھی وہ یہ تھی کہ بھاری میک اپ کے باوجود اب وہ بوڑھی نظر آرہی تھی۔

"تم کون ہو؟" آنکھیں کھولتے ہی اس نے سوال کیا۔

"پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ میں دوست ہوں۔ اٹھ کر آرام سے بکس پر بیٹھ جاؤ" میں نے گوشے میں رکھے چوبی بکس کی طرف اشارہ کیا۔ اور یہ بھی سن لو کہ ایڈمین باہر موجود ہے۔"

میرا خیال تھا کہ ایڈمین کا نام سنتے ہی اس پر لرزہ طاری ہو جائے گا۔ لیکن یہ دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی کہ اس پر قطعی کوئی اثر نہیں ہوا۔ "ہوں۔" وہ بولی۔ "ایڈمین ...... سنو مسٹر اب میں کسی ایڈمین سے نہیں ڈرتی۔ میں بھاگ بھاگ کر اب اتنی تھک چکی ہوں کہ اب کسی سے بھی نہیں ڈرتی۔"

"تمہیں معلوم ہے کہ حالات کتنے بدل چکے ہیں؟" میں نے سوالیہ انداز میں کہا۔

"اخبارات میں سب کچھ پڑھ چکی ہوں۔"

"تو پھر میری بات غور سے سنو۔" میں نے اس کی طرف جھکتے ہوئے موثر لہجے میں کہا۔ "ابھی کچھ دیر میں یہاں پولیس آنے والی ہے۔ مگر تمہیں فکر کرنے یا ڈرنے کی ہرگز کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تم صرف اتنا کرو کہ چارلی فالن۔ لاؤ گرنڈل اور ڈوڈی لنک وغیرہ کے متعلق مجھے سب کچھ بتا دو۔ بولو بتاؤ گی نا؟"

میں نے ایک سگرٹ جلا کر اس کی طرف بڑھا دیا۔ اس نے دو تین کش لگائے پھر چند سیکنڈ تک میرا چہرہ پڑھنے کی کوشش کرتی رہی۔ اس کے بعد آخر کار بولی۔" میں چارلی کے ساتھ رہتی تھی۔ ان دنوں زیر زمین سیاہ کاروبار کی تمام باگ ڈور فالن کے ہی ہاتھوں میں تھی۔ گرنڈل اور ایڈمین بھی اس کے شریک کار تھے لیکن سرغنہ فالن ہی تھا۔ فالن دل کا مریض تھا۔ چنانچہ گرنڈل اور ایڈمین نے یہ سوچ کر کہ کام تو سارا انہیں کرنا پڑتا ہے۔ اور فالن مفت میں برابر کا حصہ بٹا لیتا ہے اسے راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کر لیا۔ کسی نہ کسی طرح فالن کے کان میں بھنک پڑ گئی۔ کہ اس کے دونوں ساتھی اسے ہلاک کر کے سارے کاروبار پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ لہذا اس نے وہ تمام مواد جمع کیا جو ان دونوں کو پھانسی تک پہنچا سکتا تھا۔ اور ان کاغذات کو لوڈی لنک کے پاس لے گیا۔ لوڈی لنک اس زمانے کا معروف فوٹو گرافر تھا۔ اس نے ان کاغذات کی مائکرو فلم تیار کر کے فالن کو دے دی۔۔۔۔ اسی رات فالن نے ایک بلند قہقہہ لگاتے ہوئے مجھے یہ بات بتائی تھی۔ اس نے کہا تھا۔ کہ اس نے ایسا بندوبست کیا ہے کہ اب اس کے جیتے جی اس کے ساتھی اسے ذرا بھی پریشان نہیں کر سکیں گے۔ اس نے بتایا تھا کہ اس نے مائکرو فلم ایک لفافے میں بند کر کے اس پر ڈسٹرکٹ اٹارنی کا پتہ تحریر کر دیا ہے۔ اور لفافہ ایک قابل اعتماد دوست کو اس ہدایت کے ساتھ دے دیا ہے کہ اگر خدانخواستہ اسے کچھ ہو جائے تو لفافے کو سپرد ڈاک کر دے۔" اتنا کہہ کر ڈولی یا جارجیا چند سیکنڈ کے لئے رکی پھر بولی۔

" فالن نے کہا تھا کہ دو چار دن کا وقفہ دے کر وہ گرنڈل اور ایڈمین کو مزے لے لے کر بتائے گا۔ کہ اب وہ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے اور اگر انہوں نے کسی

قسم کی شرارت کی تو خود بھی موت کی گرفت سے نہیں بچ سکیں گے۔ یہ تھا فالن کا منصوبہ مگر اس کی بدقسمتی کہ حالات نے ایک نیا اور قطعی غیر متوقع رخ اختیار کر لیا۔ لوڈی تلک نے موقع سے فائدہ اٹھانے کا فیصلہ کر لیا وہ ڈرگنا ٹریشن میں شامل ہو کر حصہ دار بننا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے جا کر ایڈمنٹن کو سب کچھ بتا دیا کہ فالن ان کے لئے انتہائی خطرناک جال تیار کر لیا ہے۔ دوسرے ہی دن فالن کی عدم موجودگی میں گرنڈل میرے پاس آیا۔ اس نے مجھے دھمکی دی۔ دت حزلیا۔ یہ سب ذلیل اور کمینے ہیں۔ میں مجبور تھی۔ میں جانتی تھی کہ اگر ان کے کہنے پر عمل نہ کیا تو وہ یقیناً مجھے قتل کر دیں گے۔ میں انتہائی خوفزدہ تھی۔ اور ان کی ہر بات ماننے پر مجبور تھی۔ گرنڈل نے کہا۔ کہ وہ فالن کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس طرح کہ کسی کو ذرا سا بھی شبہ نہ ہونے پائے۔ فالن کا دل کا مریض تھا۔ اس کی جیب میں ہر وقت نائٹروگلیسرین کی گولیاں موجود رہتی تھیں جب بھی دورہ پڑنے لگتا تھا وہ گولیاں کھا لیتا تھا۔ گرنڈل نے قتل کرنے کی دھمکی دے کر مجھے کہا کہ میں اس کے کوٹ کی جیب سے گولیوں کی شیشی غائب کر دوں۔ اللہ مجھ پر رحم کرے۔ میں نے جان کے خوف سے شیشی غائب کر دی اور دوسری صبح دورہ پڑنے سے فالن بھنبیر میں مر گیا۔"

"قصہ یہیں ختم نہیں ہو جاتا۔" جارجیا آنسو پونچھتے ہوئے کہنے لگی۔ "لوڈی لنکسن نے نہ صرف فالن بلکہ گرنڈل اور ایڈمنٹن کو بھی ڈبل کراس کیا۔ مجھے یقین ہے کہ اس حرامزادے نے ضرور دو فلمیں تیار کی ہوں گی۔ ایک فالن کے حوالے کی ہوگی۔ دوسری خود رکھ لی ہوگی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دوسری فلم کے متعلق بھی اس نے گرنڈل اور ایڈمنٹن کو بتا دیا ہوگا۔ تب ہی تو وہ ابھی تک زندہ ہے۔

ورنہ یہ بات نہ ہوتی تو ان دونوں نے کبھی کا اسے جہنم کا راستہ دکھا دیا ہوتا وہی دوسری فلم اسے تحفظ کی ضمانت دیئے ہوئے ہے۔"

اس کا مطلب ہے کہ اسی فلم کے بارے میں ایڈمین کو شبہ ہو گا۔ کہ میں لوڈاہی کے اپارٹمنٹ سے لے اڑا ہوں۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا پھر بولا۔" پھر کیا ہوا۔ ڈسٹرکٹ اٹارنی نے کیا کیا؟"

"کچھ بھی نہیں۔" جارجیا نے جواب دیا۔

میں نے اسے بازو سے پکڑ کر کھڑا کر دیا۔" اٹھو جلدی کرو۔ اگر کوئی چیز ساتھ لینی ہے تو لے لو۔"

اس نے اپنا ہیٹ اور پرس اٹھا لیا اور ہم دونوں باہر ہال میں آ گئے۔ پھر تیزی سے چل کر راہ داری کے دروازے تک پہنچ گئے۔ راہ داری میں ابھی پہلا قدم رکھا ہی تھا۔ کہ کوئی ٹھنڈی سی چیز کنپٹی سے آ لگی۔" یہی ہے نا؟" ساتھ ہی تاریک راہ داری میں آواز گونجی۔

"ہاں یہی ہے۔ خبردار نکلنے نہ پائے۔" ایڈمین نے راہ داری کے دوسرے سرے پر سے کہا۔ گو اعشاریہ پینتالیس میرے ہاتھ میں تھا۔ مگر ایسی حالت میں جبکہ پستول کی نالی کنپٹی پر جمی ہوئی تھی۔ کچھ بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ مگر میں فائر کرتا بھی تو خود بھی سلامت نہیں رہ سکتا تھا۔ بہرحال میں جان پر کھیل گیا۔ اور بجلی کی سرعت سے دھڑام سے چوبی فرش پر گر گیا۔ ساتھ ہی راہ داری کے سرے کی طرف دو فائر جھونک مارے تاکہ ادھر سے کمک نہ پہنچنے پائے۔ میرے فائروں کے ساتھ ہی راہ داری کے دونوں سروں سے تڑا تڑ کئی فائر

ہوئے۔ لیکن میں دیوار کے ساتھ چپک کر پیٹ کے بل برابر دوسرے سرے کی طرف رینگ رہا تھا۔ اسی وقت پیچھے سے وہ شخص جس نے پستول کی نالی میری کنپٹی پر جمائی ہوئی تھی، میرے اوپر آ پڑا۔ اس نے دونوں بازوؤں میں مجھے جکڑ لیا۔ آدمی کافی طاقتور معلوم ہوتا تھا۔ کیونکہ اپنی پوری کوشش کے باوجود میں اپنے آپ کو آزاد نہ کر سکا۔ " قابو نہ کرنا۔" اس نے بلند آواز سے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ میرے دونوں بازو آزاد تھے۔ اس لئے جان توڑ کوشش کر کے میں نے اس کی گردن قابو کر لی۔ لیکن اسی وقت اس نے پستول کا دستہ میری کھوپڑی پر جما دیا۔ بیک وقت کتنے ہی ستارے سے نظروں کے سامنے ناچ گئے۔ لیکن میں نے اس کی گردن نہ چھوڑی اور دوسری طرف کے سرے سے دوڑ کر آنے والے کے سر کا نشانہ لے کر ٹیبل دبا دی۔ اس کی کھوپڑی کے چیتھڑے اڑ گئے اور دھڑام سے میرے قریب ہی آن گرا۔ پہلے والے کی گردن پوری طرح میرے بائیں بازو کی گرفت میں تھی۔ میں نے پورا زور لگا کر اس کا گلا گھونٹنا شروع کر دیا۔ میری گولی سے گرتے دیکھ کر کسی کو بھی قریب آنے کی جرأت نہیں ہو رہی تھی۔ اور اندھیرے کی وجہ سے نہ ہی کسی کو معلوم تھا کہ ہم دونوں گتھم گتھا ہو کر کس مرحلے سے گزر رہے ہیں۔ لیکن اسی وقت پیچھے سے پیٹ کے بل رینگتا ان کا ایک ساتھی مجھ تک پہنچ گیا۔ اور دونوں نے لاتوں اور گھونسوں سے مجھے بے حال کر دیا۔

"ہم نے اسے قابو کر لیا ہے۔" انہوں نے بلند آواز سے کہا۔ اور یہ سنتے ہی دونوں طرف سے بیک وقت کئی بدمعاش دوڑتے ہوئے وہاں پہنچ گئے۔ مگر دوسرے ہی لمحہ باہر سے پولیس کی گاڑیوں کے سائرن کی چیخیں اور بریکوں کی چرچراہٹ

سن کر وہ دم بخود رہ گئے جس کا جد معصر منہ اٹھا بھاگ لیا۔

ابھی ایک منٹ بھی نہیں گذرا تھا کہ یک وقت میں الیکٹرک ٹارچوں کے تیز فلش راہ داری میں ناچنے لگے۔

"تمہیں زیادہ چوٹیں تو نہیں آئیں۔" کیپٹن پیٹ بازو سے پکڑ کر مجھے اٹھاتے ہوئے بولا

"میری فکر نہ کرو۔ جلدی کرو اسے تلاش کرو۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کسے ...... کسے تلاش کروں؟"

"جار جیا کو ..... فالن کی گرل فرینڈ کو۔"

پیٹ دوڑ کر دروازے سے آگے چلا گیا اور دوسرے ہی منٹ جار جیا کو بازوؤں میں اٹھائے میرے قریب آ گیا۔

"کیا یہ ختم ہو گئی ہے؟" میں نے آگے بڑھ کر تشویش انگیز لہجے میں پوچھا۔

"نہیں۔ شاید شدت خوف سے بے ہوش ہو گئی ہے کوڑے کے ڈرم کے پیچھے پڑی ہوئی تھی۔" پیٹ نے جواب دیا۔

"شکر ہے خدا کا ..... پیٹ اسے ہر حالت میں زندہ رہنا چاہیے کیونکہ یہ تمہارے لئے انتہائی قیمتی عورت ہے۔"

"لیکن یہ سارا چکر کیا ہے؟"

"یہی عورت تمہیں سب کچھ بتائے گی۔ اس کی شہادت پہ ایڈیٹن برقی کرسی تک پہنچے گا۔ لیکن اس کے ساتھ سختی کی بجائے نرمی سے پیش آنا۔"

آگے پیچھے چلتے ہوئے بیرونی ہال میں پہنچے تو دو بدمعاش پولیس کے سپاہیوں

کی گرفت میں اپنے آپ کو مسکین صورت بنائے بے گناہ ثابت کرنے کی کوشش
کر رہے تھے۔ باہر تیز بارش ہو رہی تھی۔ پیٹ نے جارجیا کو ایک اسکواڈ کار
میں ڈالا اور ڈرائیور کو ہدایت کی کہ اسے فوراً ہیڈ کوارٹر لے جائے۔

اس کے بعد پیٹ نے دونوں بدمعاشوں پر نظر ڈالی۔ اس کی نظروں کی تاب
نہ لاتے ہوئے بدمعاشوں کے چہرے پسینے سے بھیگ گئے اور وہ گڑگڑا کر کہنے
لگے۔ کہ وہ بالکل بے گناہ ہیں۔

"بالکل نہیں،" میں بولا۔ "یہ سب ایڈمٹن کے کہے گئے ہیں۔ وہ خود بھی
یہیں تھا اور جارجیا کے ہی پیچھے آیا تھا۔ لیکن پولیس کی آمد کے ساتھ ہی غائب
ہو گیا ہے۔ اب اسے تلاش کرنا تمہارا کام ہے۔"

چند منٹ کے اندر ہی صدر دروازے کے باہر لوگوں کا ہجوم جمع ہو گیا
وہ ایڑیاں اٹھا اچک کر دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ کہ کیا واقعہ پیش آیا
ہے۔ لوکی بھی میرا کیٹ تماشے بھیڑ میں موجود تھا۔

"پیٹ،" میں نے کہا۔ "یہ ہے وہ شخص جس کی کوشش سے ہم جارجیا تک
پہنچے ہیں۔ لہٰذا میری خواہش ہے۔ کہ سب سے پہلے یہ خبر اور کہانی اس کے اخبار میں
شائع ہو۔"

"کونسی کہانی؟ ... اور کون بیان کرے گا!" پیٹ حیران ہو کر بولا۔

"سب کچھ جارجیا بتائے گی۔ میں تو اب گھر جا کر آرام کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیا اس سارے معاملے کا ڈیکر کے قتل سے تعلق ہے!"

"ہاں ہے۔ اگر نہ ہوتا تو میں اس چکر میں ہرگز نہ پڑتا۔" اتنا کہہ کر

بھیڑ کو چیرتا ہوا میں نکل گیا اور اپنی گاڑی میں بیٹھ کر شہر کے شمالی حصے کی طرف چل دیا۔

راستے میں ایک ڈرگ اسٹور کے سامنے میں نے گاڑی روکی۔ اور اندر چلا گیا۔ پھر فون بک سے ایک نمبر تلاش کر کے ارجنٹ کال بک کرائی۔ دو منٹ بھی نہیں گزرے تھے کہ رابطہ قائم ہو گیا۔

"ہیلو۔ مسٹر رابرٹ؟" میں نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"بول رہا ہوں۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"مسٹر رابرٹ میں مائک ہیمر بول رہا ہوں۔ تکلیف دہی کے لئے معذرت خواہ ہوں لیکن معاملہ چونکہ اہم ہے اس لئے فون کرنا ہی پڑا۔"

"فرمائیے۔" دوسری طرف سے رابرٹ نے کہا۔

"جس وقت آپ ڈسٹرکٹ اٹارنی تھے تو آپ نے چارلی فالن اور اس کی گینگ سے نجات حاصل کرنے کے لئے تحریک چلائی تھی۔ کیا یہ بات درست ہے؟"

"ہاں۔ یہ درست ہے۔ مگر میں کچھ زیادہ کامیاب نہیں رہا تھا۔"

"کیا ان دنوں فالن نے آپ کو کوئی مکتوب بھیجا تھا؟"

"مکتوب؟ ..... کیا مطلب؟"

"میرا مطلب ہے کوئی بند لفافہ وغیرہ۔"

اس نے ایک منٹ سوچا پھر بولا۔ "نہیں ..... لیکن ٹھہرو۔ اب مجھے یاد آیا۔ کہ ایک عجیب واقعہ ہوا تھا۔ ایک دن ردی کی ٹوکری میں ایک لفافہ پڑا ہوا مجھے ملا تھا۔ اس پر میرا پتہ تحریر تھا اور یا میں گزشتہ میں چارلی فالن کے گھر

کا پتہ لکھا ہوا تھا۔ چونکہ چارلی ان دنوں ہوٹل کے اپارٹمنٹ میں رہائش پذیر تھا۔ دوسرے وہ انتقال کر چکا تھا اس لئے میں نے لفافے کو کوئی اہمیت نہیں دی تھی۔

"شکریہ مسٹر ایبٹ۔ بس میں یہی معلوم کرنا چاہتا تھا۔" اتنا کہہ کر میں نے ریسیور رکھ دیا۔

میرا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ ابھی ٹیلیفون کال سے پہلے جو گتھی الجھی ہوئی نظر آ رہی تھی اب سلجھ چکی تھی۔ اور اب ایک لمحہ کی تاخیر بھی خطرناک ہو سکتی تھی ممکن ہے پہلے ہی تاخیر ہو چکی ہو۔ چنانچہ جھونپڑی سے باہر نکلا۔ اور کار میں بیٹھ کر روانہ ہو گیا۔ تیز بارش اور رات کی وجہ سے ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھی۔ لہذا سرخ بتیوں اور ٹریفک کے سپاہیوں کی سیٹیوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے میں نے گاڑی ہوا کر دی۔ موڑ مڑتے ہوئے بریک فریاد کرتے۔ لیکن اس وقت مجھے کسی بات کی پرواہ نہیں تھی۔

اپنے اپارٹمنٹ کے سامنے گاڑی روک کر تیزی سے نکلا۔ اور بیک وقت دو دو سیڑھیاں پھلانگتا اوپر پہنچ گیا۔ چابی پہلے ہی ہاتھ میں تیار تھی۔ چنانچہ قفل میں گھمائی اور اندر چلا گیا۔ خدا کا شکر ہے کہ میں بر وقت پہنچ گیا تھا

مسز پال اوندھے منہ فرش پر پڑی تھی۔ اس کے سر سے خون بہہ رہا تھا لیکن وہ زندہ تھی۔ معصوم بچہ اس کے پاس بیٹھا چیخ چیخ کر رو رہا تھا۔ اور لی مارشا ہاتھ میں چمڑے چاقو سے صوفے کے آپریشن میں مصروف تھی۔

آہٹ سن کر وہ گھومی۔ اس کی آنکھوں میں انتہائی نفرت اور چہرے

پر شدت غیظ و غضب کے تاثرات تھے۔ اس وقت وہ کھسیانی بلی سے بھی زیادہ خطرناک نظر آ رہی تھی۔ اس کا بس چلتا تو اسی وقت میرا گلا گھونٹ دیتی۔

" مارشا۔" میں اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر حقارت سے بولا۔" تم دنیا کی سب سے زیادہ کمینی اور ذلیل ترین عورت ہو۔ بلکہ تم وہی مگرمچھ ہو جس کی تلاش میں میرا دن کا چین اور رات کی نیند حرام ہو گئی تھی۔"

چاقو اس کے ہاتھ سے گر گیا۔ اس نے چاقو سے تمام صوفوں، کرسیوں کی گدیوں اور دیوان کا بیڑہ غرق کر کے رکھ دیا تھا۔" کیا کارنامہ انجام دیا ہے تم نے۔"
میں نے اپنے قیمتی فرنیچر پر نظر ڈالتے ہوئے طنز آمیز لہجے میں کہا۔" لو ڈی لنک کے اپارٹمنٹ میں بھی تم نے یہی کچھ کیا تھا۔ لیکن اطمینان رکھو وہ چیز جس کی تمہیں تلاش ہے یہاں بھی نہیں ملے گی۔ کیونکہ ہر شخص تمہاری طرح ذلیل نہیں ہوتا۔ تمہارا خیال ہے کہ جس کے پاس بھی وہ فلمیں ہوں گی تمہاری طرح بلیک میلر بن جائے گا۔ اور دونوں ہاتھوں سے حرام کی رقم لوٹے گا۔"

وہ کانپنے لگی۔ لیکن خوف سے نہیں بلکہ غصے اور شدید نفرت کی وجہ سے۔ وہ مجھے کچا چبا جانا چاہتی تھی۔ مگر میں قہقہے لگا رہا تھا۔

" لی ڈارلنگ۔" میں بولا۔" تم بھی یقیناً تنہائی میں مجھ پر قہقہے لگاتی رہی ہو گی۔ مطلب میری باری ہے۔ تم مجھ سے محبت کا کھیل کھیلتی رہی ہو اور میں بھی خوب بیوقوف بنتا رہا ہوں۔ لیکن اب میری آنکھوں پر سے پردہ اٹھ گیا ہے میں اب تک اسی خیال میں تھا کہ ڈیکر ایک منزل کی غلطی کھا کر تمہارے اپارٹمنٹ

میں بھیج گیا تھا۔ لیکن اب تمام حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گئی ہے اس نے ہرگز کوئی غلطی نہیں کی تھی۔ مگر ٹھہرو۔ میں شروع سے سب کچھ بتاتا ہوں گو تمام باتیں میرے اندازوں اور قیاس پر مبنی ہیں۔ تاہم مجھے یقین ہے کہ درست ہی ہوں گی۔"

جن دنوں تم ہالی وڈ میں فلم اسٹار تھیں تمہاری ملاقات چارلی فالن سے ہوئی تھی۔ فالن ان لوگوں میں سے تھا۔ جو دولت پانی کی طرح بہاتے اور جی بھر کر عیش کرتے ہیں بقول تمہارے انہیں دنوں اس لڑکی نے خودکشی کر لی جو تمہارے محبوب کی محبوبہ تھی۔ اور بقول تمہارے تمہارا ہالی وڈ میں ٹکے رہنا دوبھر ہو گیا چنانچہ تم نیویارک منتقل ہو گئیں۔ چارلی تمہیں عام طور پر تعریفی خطوط لکھتا رہتا تھا۔ ایک دن رات کے وقت اس نے دو خطوط لکھے ایک ڈسٹرکٹ اٹارنی کے نام تھا۔ اور دوسرا تمہارے نام توصیفی خط تھا۔ وہ اس رات کچھ زیادہ ہی ترنگ میں ہو گا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جس لفافے میں تمہارے نام خط تھا۔ اس پر ڈسٹرکٹ اٹارنی کا پتہ لکھ دیا۔ اور اس لفافے پر جس میں وہ مائکروفلم تھی۔ جو کرنڈل اور ایڈلین کو پھانسی کے پھندے تک پہنچا سکتی تھی۔ تمہارا پتہ لکھ دیا۔ وہ خط تمہاری سیکرٹری نے کھولا ہو گا۔ اور یقیناً اس نے اصرار کیا ہو گا کہ چونکہ وہ خط ڈسٹرکٹ اٹارنی کے نام ہے اس لئے اسے بھیج دیا جائے۔ مگر تم نے کچھ اور ہی منصوبہ بنا لیا تھا۔ چنانچہ چند روز بعد ہی تمہاری سیکرٹری اس فانی دنیا سے کوچ کر گئی۔ . . . . . ہوں . . . . بقول تمہارے اس نے خودکشی کی تھی۔" میں نے حقارت سے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"بہرحال" میں دوبارہ بولا۔ "گمنڈل اور ایڈلین کو جب معلوم ہوا کہ فالن نے ان کے خلاف کیا منصوبہ بنایا ہے تو انہوں نے ڈسٹرکٹ اٹارنی کے آفس میں ایک پولیس والے کو بہت بڑی رقم کا لالچ دے کر اس کے ذمہ یہ کام لگایا۔ کہ چارلی فالن کا خط جیسے ہی ڈسٹرکٹ اٹارنی کے آفس میں پہنچے انہیں مطلع کر دیا جائے۔ چنانچہ جب فالن کا خط ڈی اے کے دفتر میں پہنچا تو سب حیران رہ گئے کیونکہ اس میں تمہارے نام ایک توصیفی خط کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا۔ وہ اب انتظار کے علاوہ اور کر بھی کیا سکتے تھے۔ کچھ دن انتظار کے بعد آخر کار تم نے ان کے آگے ہاتھ پھیلا دیا۔ وہ مجبور تھے۔ تمہارے قبضے میں ایسی چیز تھی، جو ان دونوں کو پھانسی تک پہنچا سکتی تھی۔ یا پھر تمام زندگی کے لئے جیل میں سڑا سکتی تھی۔ اس لئے تمہارے مطالبات کے آگے سر جھکانے کے علاوہ ان کے پاس کوئی راہ فرار نہیں تھی۔ دس برس تک وہ تمہیں منہ مانگی رقمیں دیتے رہے ہیں۔ تمہیں ہی نہیں بلکہ ٹوڈی لنک کو بھی کیونکہ اس نے مائکرو فلم کی ایک کاپی اپنے لئے بھی تیار کر لی تھی۔ تم مطالبات میں برابر اضافہ کرتی رہیں۔ چنانچہ گمنڈل اور ایڈلین تنگ آ گئے انہوں نے فیصلہ کیا کہ کم از کم ایک سے تو نجات حاصل کی جائے۔ چونکہ ٹوڈی لنک کا رویہ کسی حد تک معقول تھا۔ اس لئے انہوں نے اس سے کہا۔ کہ اگر وہ کسی طرح تمہارے قبضے میں موجود مائکرو فلم حاصل کر کے انہیں تم سے نجات دلا دے تو وہ زیادہ بہتر پوزیشن حاصل کر لے گا۔ ٹوڈی لنک ایسے کھیلوں کا بہترین کھلاڑی تھا۔ اس نے سازش کا جال پھیلا کر سیف کھولنے کے ماہر ڈیکر کی خدمات حاصل کیں۔ ڈیکر کو پھانسنے کے لئے اس نے اس کے دوست ہوکر کو استعمال کیا تھا۔"

میں نے ذرا رک کر سگریٹ جلایا۔ پھر دو تین کش لگانے کے بعد دوبارہ بولا: "دیکھو
تمام برے کاموں سے توبہ کر چکا تھا اور روکھی سوکھی کھا کر شریفانہ زندگی بسر کر رہا تھا
وہ تمہارا سیف کھولنے پر آمادہ تو ہو گیا۔ مگر جہاں تک میرا خیال ہے اس نے فیصلہ کر
لیا تھا کہ فلم کو تمہارے سیف سے برآمد کر کے پولیس کے حوالے کر دے گا۔ اسے یقین
تھا۔ کہ فلم حاصل کرنے کے بعد گرنڈل اور ایڈمین جیسے سفاک لوگ اسے کسی بھی
قیمت پر زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ بہرحال خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ اس کا منصوبہ
کیا تھا۔ مگر ٹوڈی لنک، گرنڈل اور ایڈمین کے گرگے سائے کی طرح اس کے پیچھے
لگے ہوئے تھے اسے اتنی مہلت ہی نہ مل سکی۔ کہ فلم کو پولیس تک پہنچا سکتا۔ لہذا
اس نے اس مائکرو فلم کو ایسی جگہ چھپا دیا جہاں سے بعد میں برآمد کی جا سکتی تھی۔
اور خود موت کے منہ میں چلا گیا...... ادھر تم نے مجھے اپنی حسین صورت کے جال
میں پھانس رکھا تھا۔ اور میں ہر بات تمہیں بتا دیا کرتا تھا۔ اس لئے جب میں نے
تم سے ٹوڈی لنک کا تذکرہ کیا تو تم اس کے اپارٹمنٹ میں جا پہنچیں۔ اور اسے
ہلاک کر کے اس کے اپارٹمنٹ کی تمام چیزیں تہ و بالا کر ڈالیں۔ لیکن مطلوبہ چیز پھر
بھی تمہیں نہ مل سکی۔ تم چاہتی تھیں کہ اگر تمہیں تمہاری والی کاپی نہ مل سکے تو
ٹوڈی والی ہی مل جائے تاکہ تمہاری مستقل اور معقول آمدنی کا سلسلہ جاری
رہ سکے ...... لعنت ہے مجھ پر کہ تم اپنی اداکاری کے تجربات مجھ پر دہراتی رہیں
اور میں بیوقوف بنتا رہا۔"

"میرے تو وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ تم تریا چرتر دکھا کر مجھے احمق
بنا رہی ہو۔ بہرکیف تمہیں اور ٹوڈی لنک دونوں کو پورا یقین تھا کہ ایک کاپی

میرے پاس ہے اور یہ بھی کہ میں اتنا نادان ہرگز نہیں ہوں کہ اس کی اہمیت کو نہیں جانتا ہوں گا۔ چنانچہ تم نے میرے اپارٹمنٹ کی جعلی چابی تک بنوا لی۔ آج تم اسی چابی کو استعمال کر کے اندر آئی ہو۔ ۔ ۔ ۔ کیوں ہیں، غلط تو نہیں کہہ رہا۔ تمہیں معلوم تھا کہ آج میں فالن کی پرانی گرل فرینڈ سے مل کر تمام حقائق معلوم کروں گا اسی لیئے آج تم نے یہاں آکر میرے اپارٹمنٹ کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دی ہیں۔"

پیاری لی!" میں طنزیہ لہجے میں بولا۔ "تم ہی نہیں ہر شخص ان فلموں کی تلاش میں تھا۔ ٹوڈی نے ڈیکمر کے کمرے کی تلاشی لی تھی۔ میرے اپارٹمنٹ کی بھی تلاشی لی گئی تھی اور یہ کام بھی ٹوڈی لنک نے ہی کیا تھا۔ بنیادی غلطی بھی یہی تھی یاسل کو کچل کر جب وہ کار میں فرار ہوا تھا۔ تو اس نے مجھے ہرگز نہیں دیکھا تھا۔ پھر میرے متعلق اسے کیونکر معلوم ہوا!۔ ۔ ۔ میری جان یہ تم تھیں تم نے اسے بتایا تھا کہ ڈیکمر کی لاش تک سب سے پہلے میں پہنچا تھا۔ چنانچہ وہ یہ خیال کر کے کہ لاش کی جیب سے میں نے فلم اڑا لی ہو گی۔ میرے پیچھے لگ گیا۔"

"اور اس رات میرا سر کس نے پھوڑا تھا۔ بتاؤں؟ ۔ ۔ ۔ کیونکہ اب میں سب کچھ جانتا ہوں۔ یہ کام تمہارے اس عاشق زار نے کیا ہو گا۔ جس سے تھیٹر میں تم نے تعارف کرایا تھا۔ اسی سے اندھیرے میں میری دھینگا مشتی ہوئی تھی۔ ۔ ۔ ۔ اچھا تو سیڑھی سے گر کر اس کا بازو ٹوٹ گیا تھا؟ ۔ ۔ ۔ ۔ بہت خوب۔ یہ کیوں نہیں کہتی ہو کہ اس کا بازو اسی دھینگا مشتی میں ٹوٹا تھا۔ مجھے تو اس بے چارے کی حالت پر رحم آتا ہے۔ کیا حاصل ہو گا اسے تمہارے جیسی ذلیل عورت کو دل

دے کر؟"

ایک لمحے کے لئے سامنے کھڑی مارشا کی نگاہوں کا زاویہ میرے عقب کی طرف بدلا تو میں نے فوراً گھوم کر دیکھا۔ مگر اس کے باوجود تاخیر ہو چکی تھی۔ اسی نوجوان جس کی حالت پر ابھی چند سیکنڈ پہلے مجھے رحم آ رہا تھا نے سفید فولادی سلاخ تاڑ سے میرے سر پر دے ماری اور میں تاریکیوں میں ڈوبتا ہوا دھڑام سے فرش پر آ رہا۔

دوبارہ آنکھ کھلی تو بچہ بے تحاشہ روئے جا رہا تھا۔ میرا اعشاریہ پینتالیس دور میز پر دھرا تھا اور لی مارشا ہاتھ میں ریوالور تانے طنزیہ انداز میں کھڑی مسکرا رہی تھی۔ اس کی مسکراہٹ بڑی ہی معنی خیز تھی۔ اس سے چند فٹ دور رکھی کرسی پر وہی نوجوان بیٹھا تھا۔ اور اپنے ٹوٹے بازو کو سہلا رہا ہے اسی وقت میری نظر بیا قالین پر بکھری چیزوں پر پڑیں۔ میرا تباہ شدہ سوٹ اور بچے کے وہ کپڑے جو میں نے کوڑے کے ڈرم میں ڈال دیئے تھے۔ سب قالین پر بکھرے پڑے تھے۔

مجھے حیران دیکھ کر لی مارشا نے ایک بلند قہقہہ لگایا اور ساتھ ہی ہاتھ آگے پھیلاتے ہوئے مٹھی کھول دی۔ اس کی ہتھیلی پر مائیکرو فلم رکھی ہوئی تھی۔

"یہ بچے کے کوٹ کی جیب سے ملی ہے۔" اس نے فاتحانہ انداز سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر اب یہ تمہارے کسی کام نہ آ سکے گی؟" میں بولا۔" ایڈمین تباہ ہو چکا ہے ممکن ہے اب تک وہ گرفتار بھی ہو چکا ہو۔ اب تو اپنی جان کی خیر مناؤ۔ تم

بری طرح دلدل میں پھنس چکی ہو اور برقی کرسی تمہارا مقدر بن چکی ہے۔" میں اتنا کہہ کر خاموش ہو گیا کیونکہ گردن پر کوئی چیز رینگتی محسوس ہو رہی تھی ٹٹول کر دیکھا تو سر سے بہنے والا خون تھا۔

"مجھے بھی اب اس فلم کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں اپنی زندگی کے لئے کافی دولت جمع کر چکی ہوں۔ اس لئے اب فیصلہ کر چکی ہوں کہ اسے ضائع کر دوں گی۔ ٹرڈی لنک والی کاپی میں پہلے ہی ضائع کر چکی ہوں۔ رہ گئے تم تو مائک یہ حقیقت ہے کہ تمہیں ہلاک کر کے مجھے کوئی خوشی نہیں ہو گی۔ مگر اتنا تو تم بھی یقیناً سمجھتے ہو گے کہ یہ میرے لئے ناگزیر ہو چکا ہے۔ تمہیں زندہ چھوڑ دینا اپنی موت کے پروانے پر دستخط کر دینے کے مترادف ہے۔" اتنا کہہ کر اس نے مسکراتے ہوئے سر کو جھٹکا۔

"معلوم ہوتا ہے اس نوجوان کے ساتھ شادی کا پروگرام بنا چکی ہو۔" میں نے خوف کا اظہار نہ کرتے ہوئے حتی الامکان مستحکم لہجے میں کہا۔ "مگر یاد رکھو یہ نوجوان بھی کسی نہ کسی طرح تم پر اسی طرح گرفت حاصل کر لے گا۔ جس طرح تم نے کرنڈل اور ایڈمنٹن پر حاصل کر لی تھی۔ اور اس کے بعد یہ بھی تمہارا خون تمام زندگی اسی طرح چوستا رہے گا جس طرح تم ان دونوں کا چوستی رہی ہو۔

"نہیں مائک۔" وہ بولی۔ "تم غلط انداز میں سوچ رہے ہو۔ جیری کا قصہ تو میں ابھی تمام کئے دیتی ہوں۔ میں اب کسی فتنے کو زندہ نہیں رہنے دوں گی۔" جیری سے مراد وہی نوجوان تھا جو کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ "جیری تو میرے لئے بہترین دفاع مہیا کرے گا۔" یہ کہتے ہوئے اس نے بڑھ کر میرا اعشاریہ پینتالیس آٹو

لیا۔ پھر بولی۔ "ہر شخص جانتا ہے کہ جیری میرا دیوانہ ہے۔ اور حسد کی آگ میں جل کر وہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔ پھر ایسی حالت میں جبکہ یہاں آ کر اس نے ہم دونوں کو قابل اعتراض حالت میں دیکھ لیا ہو۔ مثلاً گزشتہ رات والی حالت میں۔" یہ کہتے ہوئے وہ مسکرائی۔ "ظاہر ہے کہ جب ایک مرد اپنی محبوبہ کو دوسرے مرد کی آغوش میں دیکھے تو مارنے مرنے پر تل جاتا ہے۔ چنانچہ تم دونوں میں گولیوں کا تبادلہ ہوا اور دونوں ایک دوسرے کی گولیوں سے ہلاک ہو گئے۔ رہ گئی نرس" اس کا اشارہ مسز پال کی طرف تھا۔ "تو وہ بھی تمہاری اندھا دھند فائر نگ کا نشانہ بن گئی۔۔۔۔۔ بولو ڈارلنگ کیسی رہے گی یہ کہانی؟"

جیری یہ بات سن کر اچھل کر کرسی سے اٹھا اور مارشا کی طرف بڑھا لیکن مارشا قطعی غافل نہیں تھی۔ اس نے اعشاریہ پینتالیس کا رخ اس کی چھاتی کی طرف پھیر کر فائر کر دیا۔ جیری کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اور لڑکھڑا کر فرش پر آ رہا۔ اس کے بعد مارشا نے اعشاریہ پینتالیس واپس میز پر رکھ دیا اور اپنے ریوالور کا رخ میری طرف پھیرتے ہوئے بولی۔ "تم بھی تیار ہو جاؤ میرے محبوب۔"

اب بچاؤ کی کوئی صورت نہیں تھی۔ حلق خشک ہو گیا۔ اور ایسا معلوم ہوا جیسے دل ڈوب رہا ہو۔ اس کتیا کی اسکیم واقعی لاجواب تھی۔ مجھے قتل کرنے کے بعد اس نے صرف اتنا کرنا تھا کہ اعشاریہ پینتالیس میرے اور دوسرا ریوالور جیری کے ہاتھ میں پکڑا دے۔ باقی کام اس کی ایکٹنگ پورا کر سکتی تھی۔ جھوٹے آنسو اور روتی صورت بنا کر وہ سب کو یقین دلا سکتی تھی۔ بھلا کون شبہ کرے گا کہ

ایک حسین وجمیل نازک اندام ایکٹریس نے بیک وقت تین افراد کو ہلاک کر دیا ہے۔ اس کا منصوبہ واقعی لاجواب تھا۔

میری نظریں اچانک بچے کی طرف گھوم گئیں۔ جو اسی میز کے کناروں کو پکڑے کھڑا تھا جس پر میرا اعشاریہ پینتالیس رکھا تھا۔ بچے نے چشم زدن میں پستول اٹھالیا اور قلقاریاں مار کر ہنسنے لگا۔ وہ غالباً اس کا پسندیدہ کھلونا تھا۔ پھر اس نے دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں سے پستول کے دستے کو بیچ ٹریگر پکڑ کر نالی کو زور زور سے میز کے کناروں پر بجانا شروع کر دیا میری نگاہوں کے تعاقب میں مارشا نے بھی ایک لمحے کے لئے نظریں گھمائیں۔ عین اسی لمحہ پستول کی نالی سے ایک شعلہ لپکا اور مارشا کے سر کے پرخچے اڑ گئے۔ یہ سب کچھ دو چار سیکنڈ کے اندر ہی اس قدر حیرت انگیز اور غیر متوقع طور پر ہوا کہ میں ہکا بکا رہ گیا۔ اور کئی منٹ تک کبھی بچے اور کبھی فرش پر پڑی مارشا کی لاش کو غیر یقینی انداز میں یوں گھورتا رہا۔ جیسے کوئی خواب دیکھ رہا تھا۔

ختم شد

فضل محمد صدیقی

کامران سیریز کے دلچسپ سنسنی خیز اور معیاری تراجم

ناول	مصنف	مترجم	قیمت	ناول	مصنف	مترجم	قیمت
سنگدل مجرم	رچرڈ ایس اتھر	مسلم رحمانی	۴/-	خونی وصیت	کارٹر براؤن	اثر نعمانی	۴/-
قاتل کا اغواء	" "	اثر نعمانی	۴/-	کمرہ نمبر ۲۷	اے اے فیئر	"	۴/-
چالاک جاسوس	اے اے فیئر	"	۴/-	غدار کون	جیمس ہیڈلے چیز	"	۴/-
مجرم قانون	رچرڈ ایس اتھر	"	۴/-	ہرا دروازہ	اے اے فیئر	"	۴/-
چھ سال بعد	اے اے فیئر	"	۴/-	زہریلی آواز	جیمس ہیڈلے چیز	"	۴/-
احمق مجرم	جیمس ہیڈلے چیز	"	۴/-	پوڈر کی ڈبیہ	"	"	۴/-
پتھر کی انگوٹھی	"	"	۴/-	سراغرساں کتا	"	"	۴/-
لاش کی چوری	"	"	۴/-	خوبصورت انتقام	ایڈگر ولیس	"	۴/-
نقلی تصویر	"	"	۴/-	مفرور مجرم	جان ڈکسن کار	"	۴/-
کیمرے کا راز	"	"	۴/-	نقلی لاش	جیمس ہیڈلے چیز	"	۴/-
جعلی نشان	ارل اسٹینلے گارڈنر	"	۴/-	قانونی قتل	اے اے فیئر	"	۴/-
دشمن دوست	مالک بریٹ	"	۴/-	پراسرار بچھوا	جیمس ہیڈلے چیز	"	۴/-
قاتل ہیرے	جیمس ہیڈلے چیز	"	۴/-	ڈائری کا راز	برٹ ہالیڈے	"	۴/-
خونی دستاویز	رچرڈ ایس اتھر	مسلم رحمانی	۴/-	سرخ ماچس	جیمس ہیڈلے چیز	"	۴/-
گوریلا انسان	سیکسن رومر	اثر نعمانی	۴/-	معصوم قاتلہ	"	"	۴/-
خوبصورت لاش	جیمس ہیڈلے چیز		۴/-	لاشوں کی برسات	"	"	۴/-
چوکیہ	رچرڈ ایس اتھر	"	۴/-	بدنصیب مجرم	"	"	۴/-

چالاک جاسوس	جیمز ہیڈلے چیز	اثر نعمانی	۴/۰	خوفناک سایہ	ہنری ورنس	مسلم رحمانی	۴/۵۰
ہیروں کی تلاش	"	"	۴/۰	شب کا مسافر	ڈونالڈ ہملٹن	سراج الدین شیدا	۴/۵۰
خوش نصیب چور	"	"	۴/۰	سونے کی کان	برٹ ہالیڈے	الیف ایم صدیقی	۴/۵۰
~~سونے کی چڑیا~~	~~لیسلی چارٹرس~~	~~"~~	~~۴/۰~~	مقتول کا اغوا	جیمز ہیڈلے چیز	اثر نعمانی	۵/۰
آخری فیصلہ	جیمز ہیڈلے چیز	"	۴/۰	خاموش انتقام	ڈیوس گوڈس	سراج الدین شیدا	۴/۰
خونی ٹیلیفون	جیمز برڈس	سراج الدین شیدا	۴/۰	زہریلی گیس	ایڈورڈ ایس آرونز	صدیق احمد	[illegible]
مطلبی دوست	جیمز ہیڈلے چیز	اثر نعمانی	۴/۰	خوفناک سانپ	مکی سپلین	الیف ایم صدیقی	۴/۰
غدار جاسوس	ایڈورڈ ایس آرونز	صدیق احمد	۴/۰	موت کا جال	جانڈی میکڈانلڈ	سراج الدین شیدا	۴/۵
بادامی گارڈ	جیمز ہیڈلے چیز	اثر نعمانی	۴/۰	مجرم رقاصہ	جیمز ہیڈلے چیز	اثر نعمانی	۵/۰
ہرجائی مقتول	اے اے فیئر	"	۴/۵۰	شیطانی منصوبہ	پیٹراو ڈونل	سراج الدین شیدا	۴/۰
ناکام قاتل	جیمز ہیڈلے چیز	"	۴/۵۰	بھیانک انتقام	ایڈورڈ ایس آرونز	صدیق احمد	۴/۰
موت کی وادی	مچل الوانوں	سراج الدین شیدا	۴/۵۰	فارغ جاسوس	پیرکلے گریے	الیف ایم صدیقی	۴/۰
فرضی مجرم	جیمز ہیڈلے چیز	اثر نعمانی	۴/۵۰	موت کی نیند	مائیک لاسکو	سراج الدین شیدا	۴/۰
نرالی حسینہ	رونڈ میکڈانلڈ	سراج الدین شیدا	۴/۵۰	یونانی مجرم	جیمز ہیڈلے چیز	الیف ایم صدیقی	۴/۰
پراسرار چہرہ	رچرڈ ایس پراتھر	مسلم رحمانی	۴/۵۰	قاتل دوست	جانڈی میکڈانلڈ	سراج الدین شیدا	۴/۰
خونی ٹرک	جیمز ہیڈلے چیز	سراج الدین شیدا	۴/۵۰	دیوانہ قاتل	جیمز ہیڈلے چیز	"	۴/۰
سیاہ دائرے	پیرکلے گریے	الیف ایم صدیقی	۵/۰	بے گناہ قاتل	ہنری ہولٹ	الیف ایم صدیقی	۴/۰
جاسوس جج	رچرڈ ایس پراتھر	سراج الدین شیدا	۴/۵۰	کہانی کا فریب	جیمز ہیڈلے چیز	سراج الدین شیدا	۴/۰
عیاش حسینہ	نک کارٹر	سراج الدین شیدا	۴/۵۰	ہرجائی جاسوس	کارٹر براؤن	"	۴/۰

انتقام کی آگ	جیمس ہیڈلے چیز	الیف ایم صدیقی	۴/۰	مائی لیڈی	سنیکس رومر	الیف ایم صدیقی	۴/۵۰
سائے کا تعاقب	"	سراج الدین شیدا	۴/۰	ہوس کے غلام	جیمس ہیڈلے چیز	سراج الدین شیدا	۴/۵۰
ٹوٹی زنجیر	"	الیف ایم صدیقی	۴/۲۵	خوف کی کلید	الیسٹر میکلین	"	۵/۵۰
جنت بن شیطان	رچرڈ ایس پراتھر	سراج الدین شیدا	۴/۲۵	خونی بلیک میلر	جیمس ہیڈلے چیز	"	۴/۵۰
قانون کی روح	جیمس ہیڈلے چیز	"	۴/۵۰	ننگی لاشیں	جان ہامکس	الیف ایم صدیقی	۴/۵۰
قاتلوں کا قافلہ	الیسٹر میکلین	صدیق احمد	۴/۵۰	گمشدہ عورت	رچرڈ ایس پراتھر	سراج الدین شیدا	۴/۵۰
نوٹوں کی بارش	جیمس ہیڈلے چیز	الیف ایم صدیقی	۴/۵۰	مقتول کا تحفہ	جیمس ہیڈلے چیز	الیف ایم صدیقی	۴/۵۰
سلگتی لاشیں	الیسٹر میکلین	سراج الدین شیدا	۴/۵۰	گھر کا بھیدی	ایڈورڈ ایس ایرونز	صدیق احمد	۵/۰
ڈیڈ بلاک	ملیری دوگ	الیف ایم صدیقی	۴/۵۰	ذہنی جلاد	جیمس ہیڈلے چیز	سراج الدین شیدا	۴/۵
حسینہ تراش سیوی	جیمس ہیڈلے چیز	سراج الدین شیدا	۴/۵۰	گناہ کے سائے	ہیرلڈ کوئنٹن	"	۴/۵۰
ڈاکٹری کا ہنگامہ	جیمی سنگسٹر	محمد یعقوب	۴/۵۰	دوسرا چہرہ	ڈان جے مارڈن	الیف ایم صدیقی	۴/۵۰
خوفناک پاگل	جیمس ہیڈلے چیز	الیف ایم صدیقی	۴/۵۰	وطن کے غدار	رچرڈ ایس پراتھر	سراج الدین شیدا	۴/۵۰
بزدل قاتل	کارٹر براؤن	سراج الدین شیدا	۴/۵۰	دولت کی چٹان	اے اے فیئر	شاہد لطیف قادری	۶/۰
اسمالڈی کا ہار	جیمس ہیڈلے چیز	"	۴/۵۰	خطرناک فارمولا	جیمس ہیڈلے چیز	سراج الدین شیدا	۵/۰
چھٹا یک	"	"	۷/۰	عین کا کیس	رچرڈ ایس پراتھر	"	۵/۰
خونی تہذیب	"	احمد نعمانی	۵/۵۰	زہر کی پڑیا	جیمس ہیڈلے چیز	"	۵/۰

نوٹ: یہ موجودہ قیمتیں ہیں۔ فرمائش کے وقت جو قیمتیں ہوں گی وہ ہی لگائی جائیں گی

کامران سیریز ڈپو ۲۷۶۔ اقبال روڈ راولپنڈی (پاکستان)